فہم القرآن سیریز نمبر 1

سورۃ سیریز

سُورَۃُ النُّور

www.KitaboSunnat.com

قرآنا عجبا

سوال و جواب کی صورت میں

قرآن مجید کی ہر آیت کی وضاحت

نگہت ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورۃ النور

نگہت ہاشمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۃ النور

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	: "قُرْآنًا عَجَبًا" (تفسیر سورۃ النور)
مصنفہ	: نگہت ہاشمی
طبع اول	: جون 2009 ء
طبع دوم	: اپریل 2018ء
تعداد	: 2100
ناشر	: النور انٹرنیشنل
لاہور	: 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور
فون نمبر	: 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301
کراچی	: گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی
فون نمبر	: 0336-4033034 - 021-35292341-42
فیصل آباد	: 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
فون نمبر	: 03364033050, 041-8759191
ای میل	: sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ	: www.alnoorpk.com
فیس بک	: Nighat Hashmi, Alnoor International

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

رکوع	❖	1	9
رکوع	❖	2	23
رکوع	❖	3	39
رکوع	❖	4	46
رکوع	❖	5	81
رکوع	❖	6	95
رکوع	❖	7	109
رکوع	❖	8	124
رکوع	❖	9	133

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

قرآن مجید کو انسان کے قلب و ذہن اور زندگی میں اُتارنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو طریقے اختیار کیے ہیں، اُن میں سے ایک اہم طریقہ سوال و جواب کا ہے۔ مثلاً سورۃ المدثر میں اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں:

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾

''اور تمہیں کس نے خبر دی کہ دوزخ کیا ہے؟'' (27)

پھر اگلی ہی آیات میں جواب دیا جاتا ہے:

﴿لَا تُبْقِيْ وَ لَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝﴾

''نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وُہ چھوڑے گی۔ کھال کو جھلسا دینے والی ہے۔ اُس پر انیس فرشتے مقرر ہیں''

سورۃ البلد میں اللہ تعالیٰ خود ہی سوال اُٹھا کر جواب دیتے ہیں:

﴿وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝﴾

''اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کا چھڑانا یا بھوک والے دن کھانا کھلانا، کسی رشتہ دار یتیم کو یا خاک نشین محتاج کو، پھر یہ کہ وہ اُن لوگوں میں ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی نصیحت کی۔''

سوال آدھا علم ہے۔ سوال جب اُٹھایا جاتا ہے تو ذہن متوجہ ہو جاتا ہے پھر جب جواب آتا ہے تو اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کثرت سے اس طریقے کو استعمال فرماتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے بیان کیا:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ؟

قَالَ: فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ (صحیح بخاری: 6442)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے فرمایا:''تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو؟''

انہوں نے عرض کیا:''یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اُس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا)

اور اس نے جو (مال) پیچھے چھوڑا، وہ اس کے وارث کا مال ہے۔''

ہر آیت میں غور وفکر کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں لیکن انسان عام طور پر انہیں نظر انداز کر کے گزر جاتا ہے۔ یہ پہلو سوال کی صورت میں سامنے آئیں تو انسان رُک کر سوچتا ہے۔ سوال وجواب کے انداز میں سیکھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ انسان کو سوالوں کے جواب مل جائیں تو اطمینان ہو جاتا ہے اور دل جمتا ہے۔

قرآن حکیم کو سوال وجواب کی صورت میں **قُرْاٰنًا عَجَبًا** کے نام سے مرتّب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر آیت کے اہم پہلوؤں کو سوال کی صورت میں اُٹھایا ہے اور نکات (Points) کی صورت میں ان کا جواب قرآن حکیم ہی سے لینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ اس طرح اہم نکات (Tips) پر آجاتے ہیں، وہ نکات جن پر انسان عام طور یا تو سوچتا نہیں یا پھر ویسے ہی گزر جاتا ہے۔ قرآن مجید کو اِس انداز میں پڑھ کر ہر وہ شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو قرآن کے راستے کا مسافر بننا چاہتا ہے۔ اگرچہ سوال وجواب کے طریقے سے شعور بیدار ہوتا ہے لیکن ایک انسان کا علم محدود ہے، سمجھ محدود ہے، فرشتوں کی بات کو سامنے رکھیں تو اپنے علم کی حقیقت سامنے آتی ہے۔

﴿سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ﴾

''آپ پاک ہیں جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ علم نہیں

یقیناً آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمال حکمت والے ہیں'' (البقرہ:32)

میں ان سب افراد کی بہت ممنون ہوں جن لوگوں نے اس کاوش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ قارئین سے درخواست ہے غلطیوں کی نشاندہی ضرور کریں۔ اگر اس سے کوئی بھلائی نصیب ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھ لیں، آخرت کی فکر لاحق ہو جائے تو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں سے درگزر فرمائیں

دُعاؤں کی طلب گار

نگہت ہاشمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٰیاتہا ۶۴ ۲۴ سورۃ النور مدنیۃ ۱۰۲ رکوعاتہا ۹

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں 9 رکوع اور 64 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے یہ 24 ویں سورت ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے یہ 102 ویں سورت ہے۔

سوال3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کو سورۃ المائدہ اور عورتوں کو سورۃ النور کی تعلیم دو۔ (تفسیر منیر: 449/9)

رکوع نمبر 1

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَ فَرَضۡنٰہَا وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ﴾

"یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے اسے فرض کیا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو" (1)

سوال1: ﴿سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَ فَرَضۡنٰہَا وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ﴾ "یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے اسے فرض کیا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا﴾ "یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے" اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے یہ سورت ہے۔ جو ہم نے اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ (ایسر التفاسیر: 990)

(2) یعنی اس میں کلام سننے والے کے دل میں شک داخل نہیں ہوتا کہ متکلم کی کیا مراد ہے۔ (جامع البیان: 69/18)

(3) اس سورت میں بیان کردہ احکامات کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔

(4) ﴿اَنۡزَلۡنٰہَا﴾ "جسے ہم نے نازل کیا ہے" یعنی ہر شیطان سے اس کو محفوظ رکھا ہے۔ (تفسیر سعدی: 179/2)

(5) ﴿وَ فَرَضۡنٰہَا﴾ "اور ہم نے اسے فرض کیا ہے" سیدنا مجاہد نے فرمایا کہ حلال کا حکم دیا اور حرام سے روکا۔ (جامع البیان: 69/18)

(6) یعنی ہم نے امت اسلامیہ کے لیے احکامات کو فرض کیا ہے۔ جو اس سورت میں شامل ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 990)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ﴾ ''اور ہم نے اسے فرض کیا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کی ہیں''یعنی ہم نے اس میں کھلی آیات یعنی واضح احکامات، اوامر ونواہی اوران کی حکمتیں نازل کی ہیں۔

(8)اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ سے مراد حدود وفرائض اور اوامر ونواہی ہیں۔(سمرقندی:517/2)

(9)﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تاکہ تم نصیحت حاصل کرو''سورۃ النور کو نازل کرنے کی حکمت ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(10)(i)اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ انہیں یاد رکھیں، بھولیں نہیں۔(ii)اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں غافل نہ ہوں۔

(iii)اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ ان کے مطابق عمل کریں منہ نہ موڑیں۔

سوال2:اس سورت کے بارے میں رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے اسے فرض کیا ہے۔فرض کی بات کیوں کہی گئی؟

جواب:(1)فرض کی بات اس لیے کہی گئی کہ جو کچھ سورت میں کہا جا رہا ہے وہ سفارشات نہیں ہیں فرض ہے۔

(2)فرض کی بات اس لئے بھی کہی گئی کہ فرض کو خواہشات سے ٹالا نہیں جا سکتا لہٰذا کوئی خواہش اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنے گی۔

(3)فرض کی بات اس لیے کہی گئی کہ اس کو سمجھنا اور اس میں بتائے گئے آداب کے مطابق عمل کرنا اسی طرح فرض ہے جس طرح حدود پر عمل کرنا فرض ہے۔(4)فرض کی بات اس لیے بھی کہی گئی کہ لوگ آداب واخلاق کو بھول جاتے ہیں اس لیے تاکید کی گئی کہ لازماً قبول کرنا ہوگا۔

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو اور ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دین میں نرمی تمہیں دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان دونوں کی سزا کے وقت اہلِ ایمان کا ایک گروہ ضرور موجود رہے''(2)

سوال1:﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ ''زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)اس آیت میں زنا کی حد (تعزیر) کا بیان ہے۔(2)مرد اور عورت کا جائز رشتۂ نکاح کے بغیر مباشرت کرنا زنا ہے۔

(3)﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ﴾ ''زانیہ عورت اور زانی مرد'' یہ حکم غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے ہے۔

(4)﴿كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ ''دونوں میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو''یعنی جب غیر شادی شدہ زانی ہوں جب کہ وہ آزاد، بالغ، اور صحیح ہوش وحواس والا بھی ہو تو ان کو سو کوڑے مارے جائیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5) اگر زنا کار شادی شدہ ہے تو سنت صحیحہ مشہورہ دلالت کرتی ہے کہ اس کی حد رجم (یعنی سنگسار کرنا) ہے۔ (تفسیر سعدی: 1798/2)

سوال 2: ﴿وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ ''اور ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دین میں نرمی تمہیں دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ ''اور ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دین میں نرمی تمہیں دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو'' اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے کہ زنا کار مرد و زن پر حد جاری کرتے وقت ہم میں رحم و شفقت کا ایسا جذبہ پیدا ہو جو ہمیں ان پر حد قائم کرنے سے روک دے خواہ یہ رحم طبعی ہو یا قرابت یا دوستی وغیرہ کی وجہ سے ہو۔ ایمان اس رحم کی نفی کا موجب ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو قائم کرنے سے مانع ہے پس اللہ تعالیٰ کی حقیقی رحمت تو زانی پر حد نافذ کرنے میں ہے۔ (تفسیر سعدی: 1798/2)

(2) حدیں جاری کرنے میں سست نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ کی حدیں جاری کرنے میں مضبوط رہو اور بدکاروں پر ترس نہ کھاؤ۔ دل کے رحم کی ممانعت نہیں۔ ان کی حالت قابل رحم ہے ہی لیکن حاکم کو حد جاری کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیے اور رحم کھا کر انہیں چھوڑ نہیں دینا چاہیے۔ اگر معاملہ اندر خانے دبا دیا جائے تو اس پر خاک ڈال دو آگے نہ بڑھاؤ اور بدکاروں کو توبہ کی ہدایت کر دو اور اگر حاکم تک پہنچ گیا ہے اور ثبوت بھی ہو گیا ہے تو پھر حد کے بغیر چارہ نہیں۔ ایک حدیث میں ہے تم آپس میں حدیں معاف کر دو لیکن حد کا جو واقعہ مجھ تک پہنچ جائے گا اس میں حد واجب ہو گی ایک حدیث میں ہے کہ چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید دنیا میں ایک حد قائم ہو جانا ہے۔ (سراج المنیر: 1305/2)

(3) رب العزت نے فرمایا اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی حد جاری کرنے میں تمہارے دل میں ترس اور رحم نہیں آنا چاہیے۔

سوال 2: زنا کیا ہے؟

جواب: مرد اور عورت کا جائز رشتہ نکاح کے بغیر مباشرت کرنا۔

سوال 3: زِنا کا فطری اور عالمگیر تصور کیا ہے؟

جواب: فطرت انسانی زنا کی حُرمت کا تقاضا کرتی ہے اس لیے عالمگیر اتفاق رائے ہے کہ یہ فعل اخلاقاً بُرا سمجھا جاتا ہے۔ دینی اعتبار سے گناہ سمجھا جاتا ہے، معاشرتی اعتبار سے قابل اعتراض سمجھا جاتا ہے۔

سوال 4: زِنا کو کیوں بُرا، معیوب اور گناہ قرار دیا گیا؟

جواب: (1) انسانی فطرت زنا کو بُرا سمجھتی ہے۔

(2) نسل انسانی کی بقا اس صورت میں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ مرد اور عورت اگر عارضی تعلق کے بعد آزاد ہو جائیں تو آنے والے بچے کی ذمہ داری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لینے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا۔لہٰذا ایسے اقدامات کیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے بچے وجود میں نہ آئیں۔یوں وسیع پیمانے پر نسل انسانی کے قتل کے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔

(3) سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔'' (بخاری:5220)

(4) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر غیرت مند اور کوئی نہیں کہ وہ بندے یا بندی کو زنا کرتے ہوئے دیکھے اے امت محمد! اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔'' (بخاری:5221)

(5) سیدنا ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب بندہ مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔'' (بخاری:5223)

(6) سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش نے ایک مخزومی عورت کے بارے میں مشورہ کیا جس نے چوری کی تھی انہوں نے کہا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون گفتگو کرے گا؟ تو انہوں نے کہا جو اس بات پر جرأت کر سکتا ہو وہ رسول اللہ ﷺ کے پیارے سیدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا آپ ﷺ سے سیدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے گزارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا تو فرمایا! ''اے لوگو تم میں سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا اس بات نے کہ ان میں سے جب کوئی معزز چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور ان میں سے جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اور اللہ کی قسم! اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔'' (مسلم:4410)

سوال 4: ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور ان دونوں کی سزا کے وقت اہلِ ایمان کا ایک گروہ ضرور موجود رہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور ان دونوں کی سزا کے وقت اہلِ ایمان کا ایک گروہ ضرور موجود رہے'' رب العزت نے حکم دیا ہے کہ حد جاری کرتے وقت اہل ایمان کی ایک جماعت موجود رہے۔

(2) اس کا مقصد یہ ہے کہ حد کا نفاذ سب لوگوں میں شہرت پا جائے۔اس کی وجہ سے مجرموں کے دل میں خوف بیٹھ جائے،ان کی رسوائی ہو۔جب کوڑے منظر عام پر لگائے جائیں گے تو آئندہ لوگ زنا جیسے جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے خوف کھائیں گے۔

(3) حد کے نفاذ کے مشاہدے سے شریعت کا علم پختہ اور راسخ ہوتا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ سزا دینے کا اصل مقصد پورا ہو کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔یہ مقصد تبھی پورا ہو سکتا ہے جب کثیر لوگ موجود ہوں تاکہ موجودہ مجرم کو دیکھ کر مستقبل کے مجرم ڈر جائیں اور حرام سے باز آئیں۔اسی لیے مسلمانوں کی کثیر تعداد کو سزا کے وقت موجود رہنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا ہے۔

(5) دور حاضر میں بر سر عام سزا کو انسانی حقوق کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔(i) اس کی وجہ جہالت ہے انسان جن معاملات کا ادراک نہیں کر سکتا اس کے بارے میں بڑھ کر فیصلے کر کے زیادتیوں کا ثبوت دیتا ہے۔(ii) اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت ہے۔

(iii) اس کی ایک وجہ حماقت کی وجہ سے خود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ انسانوں کا ہمدرد سمجھنا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

سوال 5: اسلامی قانون میں زنا کی سزا کے مقاصد کیا ہے؟

(i) اس کا پہلا مقصد یہ ہے کہ مجرم سے اس کے جرم کا بدلہ لیا جائے۔(ii) اگر زانی یا زانیہ کنوارے ہیں تو ان کو اس کا اعادہ کرنے سے روکا جائے (iii) مجرموں کو سزا دے کر دوسروں کے لیے باعث عبرت بنا دیا جائے۔

﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

”زانی نکاح نہیں کرے گا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت کے ساتھ ہی اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرے گا مگر زانی یا مشرک مرد ہی اور اہل ایمان پر یہ حرام کر دیا گیا ہے“(3)

سوال 1: ﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ”زانی نکاح نہیں کرے گا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت کے ساتھ ہی اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرے گا مگر زانی یا مشرک مرد ہی اور اہلِ ایمان پر یہ حرام کر دیا گیا ہے“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) اس آیت کریمہ میں زنا کی رذالت اور قباحت کا بیان ہے کہ فعل بد، فاعل اور اس کے ساتھ میل جول رکھنے والے لوگوں کی عزت پر ایسا دھبہ لگا دیتا ہے جو دیگر گناہوں سے نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا ہے کہ زانی مرد صرف زنا کار عورت ہی سے نکاح کرے۔ اس کا حال ایسی ہی عورت کے حال سے مناسبت رکھتا ہے یا مشرک عورت اس کے مناسب حال ہے جو یوم آخرت اور جزا و سزا پر ایمان رکھتی ہے نہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا التزام کرتی ہے۔(تفسیر سعدی: 1799,1798/2)

(2) ﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً﴾ ”زانی نکاح نہیں کرے گا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت کے ساتھ ہی“ یعنی بدکار مرد سے زنا کاری پر وہی عورت راضی ہوتی ہے جو خود بھی بدکار ہو یا مشرکہ ہو۔(سراج المنیر: 1305/2)

(3) ﴿وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ﴾ ”اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرے گا مگر زانی یا مشرک مرد ہی“ یعنی بدکار عورت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے نکاح کرنے پر وہی مرد راضی ہوسکتا ہے جو خود بھی بدکار و مشرک ہو۔ مشرک زنا کو رضا کے ساتھ حرام نہیں سمجھتے تھے۔ آج کل بھی یہی آفت ہے کہ بدکاری کو رضامندی کے ساتھ کھلم کھلا رواج دیا جا رہا ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی بس اتنی ہی غیرت باقی ہے کہ جبریہ آبروریزی کو برا سمجھا جاتا ہے۔ افسوس آج مسلمان بھی اسی مقام پر ہیں جہاں مشرک تھے۔ اللہ پاک صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین) (سراج المنیر :2/1306,1305)

(4)﴿وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور اہلِ ایمان پر یہ حرام کر دیا گیا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں پر زنا کو حرام کر دیا ہے اس لیے لازم ہے کہ زانی کا نکاح پاک دامن عورت سے نہ ہو ہاں اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے بعد ہوسکتا ہے۔ اور زانیہ عورت کا نکاح پاک دامن مرد سے نہ ہو مگر اس کی توبہ کے بعد ہو۔ (ایسر التفاسیر :991,990)

(5) یعنی یہ کہ وہ کسی عفت مآب عورت کا زنا کار مرد کے ساتھ نکاح کریں یا عفت مآب مرد کسی زنا کار عورت کو اپنے نکاح میں لائے۔ اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ وہ مرد یا عورت جو زنا میں ملوث ہے اور اس نے اس بدکاری سے توبہ نہیں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریم کے باوجود، اس کے ساتھ نکاح کرنے والا، دو میں سے ایک امر سے خالی نہیں۔ یا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا التزام نہیں کرتا اور یہ صرف مشرک کا وتیرہ ہے یا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کا التزام کرتا ہے اور زنا کار کے زنا کا علم رکھنے کے باوجود، اس کے ساتھ عفت مآب عورت کے نکاح کا اقدام کرتا ہے تو ایسا نکاح زنا ہے اور نکاح کرنے والا زنا کا مرتکب ہے۔ اگر وہ سچا مومن ہوتا تو کبھی یہ کام نہ کرتا۔ یہ آیت کریمہ زانیہ عورت کے ساتھ نکاح کی تحریم پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ اسی طرح زانی کے ساتھ نکاح کی تحریم پر دلیل ہے کیونکہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ رہنا سب سے بڑی مقارنت ہے۔ (تفسیر سعدی :2/1799,1798)

سوال 2: زانی مرد کے لیے زانیہ یا مشرکہ کے سوا کسی سے نکاح نہ کرنے اور زانیہ عورت سے زانی یا مشرک مرد کے سوا کسی کے نکاح نہ کرنے کو مومنوں پر کیوں حرام قرار دیا گیا؟

جواب: (1) زنا ایک قبیح فعل ہے۔ ایک انسان جب زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ ایسی نفسیاتی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کے شعور اور دل سے ایمان دور ہو جاتا ہے ایک مومن ایمان سے خالی انسان کے ساتھ ایسے رابطے سے نفرت کرتا ہے۔

(2) اسلام جنسی تعلق کو ترقی یافتہ انسانی شعور کی بنیاد پر اُستوار کرتا ہے اس لیے وہ دو نفیس روحوں، دو پاک دلوں اور دو نیک انسانوں کے ملاپ سے ایک مشترکہ زندگی کی تعمیر چاہتا ہے جو زانی اور مومن کے نکاح کے ذریعے ممکن نہیں اس لیے اس نکاح کو حرام قرار دیا۔

(3) اسلام آنے والی نسل کی اچھی تربیت کے لیے مشترکہ امیدوں، مشترکہ دکھ درد، مشترکہ مستقبل کے لیے دو ایمان والی روحوں کے باہمی اتصال کی اجازت دیتا ہے کیونکہ مومن اور مومنہ کے لیے اس سے بڑا کوئی دکھ نہیں ہوسکتا کہ اس کا شریک حیات اپنے رب کا نافرمان ہو اور آنے والی نسلوں کو بھی اسی راستے پر ڈالنے کی کوشش کرے۔

سوال 2: کیا زنا شرک کے درجے کی برائی ہے؟ کہ اس برائی اور شرک کا اکٹھے تذکرہ کیا گیا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: زنا اور شرک ملتے جلتے گناہ ہیں۔ زنا میں ایک مرد اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو چھوڑ کر کسی غیر سے تعلق قائم کرتی ہے۔ شرک میں انسان اپنے رب کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے یوں دونوں کے درمیان ایک عجیب معنوی تعلق پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کا اکٹھے ذکر کیا گیا۔

سوال 3: مومنوں پر زانیوں سے نکاح کو حرام قرار دے کر کیا خاص کام کیا گیا؟

جواب: زانیوں سے مومنوں کے نکاح کو حرام قرار دے کر اسلامی معاشرے سے ناپاک اور گندے لوگوں کو الگ کر دیا گیا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو تم انہیں اسی (80) کوڑے مارو اور تم ان کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہی نافرمان لوگ ہیں'' (4)

سوال 1: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾ اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو تم انہیں اسی (80) کوڑے مارو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾ ''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو تم انہیں اسی (80) کوڑے مارو'' یعنی وہ لوگ جو پاک باز عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں، اسی طرح پاک باز مردوں پر بہتان طرازی کرتے ہیں۔ دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یہاں بہتان سے مراد، سیاق کے اعتبار سے زنا کا الزام لگانا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1800,1799/2)

(2) ﴿ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا﴾ ''پھر نہ لائیں'' یعنی انہوں نے جو زنا کا الزام لگایا ہے اس پر نہ لاسکیں۔

(3) ﴿بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ﴾ ''چار گواہ'' یعنی چار عادل مرد جو زنا کی پوری وضاحت کے ساتھ گواہی دیں۔ تہمت کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے۔ جو شخص تہمت کے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کر سکے اسے اسی کوڑے لگائیں جائیں گے۔

(4) ﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾ ''تو تم انہیں اسی (80) کوڑے مارو'' جن سے بہتان لگانے والے کو تکلیف پہنچے، مگر کوڑے کی سختی اتنی زیادہ نہ ہو جس سے اس کی جان چلی جائے کیونکہ کوڑے لگانے سے مقصود تادیب ہے نہ کہ جان لینا۔ اس آیت کریمہ میں بہتان لگانے کی حد کا تعین ہے۔ البتہ یہ حد اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ جس پر بہتان لگایا گیا ہے وہ مومن اور پاک دامن ہو اور اگر وہ پاک دامن نہ ہو تو بہتان لگانے والے پر حد نہیں لگائی جائے گی یہ چیز صرف تعزیر کی موجب ہے۔ (تفسیر سعدی: 1800/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾ اور تم ان کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو'' یعنی بہتان لگانے والے کی گواہی قابل قبول نہیں رہے گی اگر چہ اس پر حد جاری کردی جائے جب تک کہ وہ بہتان تراشی سے ہمیشہ کے لیے توبہ نہ کرلے۔

(6)﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ ''اور وہی نافرمان لوگ ہیں'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے نکل جانے والے ہیں۔

(7) اور جن کا شر بہت زیادہ ہے۔ یہ سزا اس لئے دی گئی ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے محارم کا ارتکاب کیا اور اپنے بھائی کی ہتک عزت کی اور لوگوں کو اس کے بارے میں بڑھ چڑھ کر باتیں بنانے کا موقع فراہم کیا اور اس قذف کے ذریعے سے وہ اس اخوت کو زائل کرنے کا باعث بنا جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے مابین قائم کی تھی اور اس نے چاہا کہ اہل ایمان میں فواحش پھیل جائیں۔ یہ آیت کریمہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قذف گناہ کبیرہ ہے۔ (تفسیر سعدی: 1800/2)

(8)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۲۳) يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲۴) يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (۲۵)﴾ ''جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں یقیناً ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ اس دن جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے جو کام بھی وہ کیا کرتے تھے۔ اُس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حقیقی بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، جو ظاہر کرنے والا ہے۔'' (النور: 23-25)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''ہم میں سے مفلس وہ آدمی ہے جس کے پاس مال و اسباب نہ ہو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز، روزے، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (مسلم: 6579)

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں سے بچو۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ سات ہلاکت میں ڈال دینے والی چیزیں کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور جادو کرنا اور کسی نفس کا قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا سوائے حق کے اور یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، جہاد سے دشمن کے مقابلہ سے بھاگنا اور پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔'' (صحیح مسلم: 262)

سوال 2: قذف کی سزا اتنی سخت کیوں ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) جیسے زنا بڑا جرم ہے ایسے ہی زنا کا الزام لگانا بھی بڑا جرم ہے۔

(2) کسی شخص پر تہمت لگانا اُسے اخلاقی طور پر قتل کرنے کی کوشش ہے اس لیے اس کی سزا بڑی شدید ہے۔

﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾

”مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے“(5)

سوال 1: ﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾ ”مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا﴾ ”مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کر لی“ یہاں توبہ سے مراد یہ ہے کہ بہتان طرازی کرنے والا خود اپنی تکذیب کرے یعنی وہ اس بات کا اقرار کرے کہ اس نے جھوٹا الزام لگایا تھا اپنی تکذیب کرنا اس پر واجب ہے اگرچہ اس کو زنا کے وقوع کا یقین ہو مگر وہ چار گواہ مہیا نہ کر سکے تب بھی اس الزام کی تردید کرنا اس پر واجب ہے۔(تفسیر سعدی: 2/1800)

(2) توبہ کرنے سے کوڑوں کی سزا معاف نہیں کی جائے گی۔

(3) توبہ کے بعد گواہی بھی مانی جائے گی اور فسق بھی اٹھ جائے گا۔ ان کی صراحت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور علمائے سلف کی ایک جماعت سے آ گئی ہے۔(السراج المنیر: 2/1307) (4) ”گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس سے گناہ نہیں ہوا۔“ (صحیح الجامع: 3008)

(5) ﴿وَاَصۡلَحُوۡا﴾ ”اور اصلاح کر لی“ (i) اصلاح کرنے کا مطلب آئندہ کبھی کسی پر تہمت نہ لگانے کا عزم ہے۔(ii) آئندہ تہمت نہ لگانے کا عزم وہی کر سکتا ہے جو تہمت لگانے کی کراہت کو محسوس کرلے کہ پاک دامن عورتوں پر الزام لگانے کی وجہ سے کیا گزرتی ہے۔(iii) اصلاح کرنے کا مطلب شعور کی اصلاح ہے۔

(6) اگر بہتان طرازی کرنے والا توبہ کر کے اپنے عمل کی اصلاح کر لے اور برائی کی بجائے بھلائی کو وتیرہ بنا لے تو اس کا فسق زائل ہو جائے گا اور صحیح مذہب ہے کہ اس کی شہادت بھی قابل قبول ہے کیونکہ جو کوئی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے وہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔(تفسیر سعدی: 2/1800)

(7) ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ﴾ ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا“ اللہ تعالیٰ توبہ کے بعد بخش دیتا ہے۔

(8) ﴿رَّحِيۡمٌ﴾ ”نہایت رحم والا ہے“ وہ ان پر رحم کرتا ہے اور انہیں اتنے بڑے گناہ پر توبہ کرنے کے بعد عذاب نہیں دیتا۔(ایسر التفاسیر: 991)

﴿وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيۡنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’اور جولوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہوں ان میں سے ایک شخص کی گواہی اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ چار(4) شہادتیں ہیں کہ بلاشبہ وہ یقیناً سچے لوگوں میں سے ہے‘‘(6)

سوال 1:﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ اور جولوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہوں ان میں سے ایک شخص کی گواہی اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ چار(4) شہادتیں ہیں کہ بلاشبہ وہ یقیناً سچے لوگوں میں سے ہے‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1) اس مبارک آیت میں لعان کا بیان ہے اور شوہروں کے چھٹکارے کی اور بچاؤ کی صورت ہے جب وہ بیویوں پر الزام لگائیں اور ثبوت پیش نہ کرسکیں تو لعان کرلیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ بیویوں کو حاکم کے سامنے لاکر ان کے جو کرتوت دیکھے ہوں وہ بیان کریں۔

(2)﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ ’’اور جولوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں‘‘ یعنی جولوگ بیویوں پر تہمت لگائیں جو کہ آزاد عورتیں ہیں لونڈیاں نہیں ہیں۔(3)﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ﴾ ’’اور ان کے پاس نہ ہوں‘‘ یعنی اس بہتان کے لئے ان کے پاس نہ ہوں۔

(4)﴿شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ﴾ ’’اپنے سوا کوئی گواہ‘‘ یعنی اپنے سوا ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو وہ کسی اور کو اس الزام پر گواہ نہ بنا سکیں۔

(5)﴿فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ﴾ ’’ان میں سے ایک شخص کی گواہی اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ چار(4) شہادتیں ہیں‘‘ یعنی وہ اپنی سچائی پر چار قسمیں کھائے گا اللہ تعالیٰ نے ان قسموں کو شہادت کہا ہے کیونکہ یہ قسمیں گواہوں کے قائم مقام ہیں۔قسمیں اٹھانے والا یہ الفاظ کہتا ہے کہ ’’میں اللہ کو گواہ بنا کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جو الزام لگایا ہے میں اس میں سچا ہوں۔‘‘ (تفسیر سعدی:1801/2)

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی مجلس میں لعان کا ذکر آیا تو عاصم بن عدی نے اس پر ایک بات کہی تھی پھر وہ واپس آئے اس کے بعد ان کی قوم کے ایک صاحب یہ شکایت لے کر ان کے پاس آئے کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھا ہے عاصم نے اس پر کہا کہ میں اپنی اس بات کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا گیا ہوں پھر آپ ان صاحب کو لے کر نبی ﷺ کی مجلس میں تشریف لائے اور نبی ﷺ کو اس کی اطلاع دی جس حالت میں انہوں نے اپنی بیوی کو پایا وہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت، سیدھے بالوں والے تھے پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! اس معاملہ کو ظاہر کردے چنانچہ اس عورت کے یہاں اس شکل کا بچہ پیدا ہوا جس کے متعلق شوہر نے کہا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے پھر نبی ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کروایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ وہی تھا جس کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا تھا اگر میں کسی کو بلا گواہی رجم کرسکتا تو اسے رجم کرتا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں یہ وہ عورت تھی جو اسلام لانے کے بعد برائیاں اعلانیہ کرتی تھی۔(بخاری:6856)

(7) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب یعنی عویمر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھا ہو کیا وہ اسے قتل کردے؟ لیکن

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

آپ پھر قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں گے پھر اسے کیا کرنا چاہیے انہیں کے متعلق اللہ نے دو آیات نازل کیں جن میں اللہ نے لعان کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے درمیان فیصلہ کیا جا چکا ہے راوی نے بیان کیا پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا اور میں اس وقت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا پھر آپ ﷺ نے دونوں میں جدائی کرادی اور دو لعان کرنے والوں میں اس کے بعد یہی طریقہ جاری ہو گیا کہ ان میں جدائی کرادی جائے ان کی بیوی حاملہ تھیں ،لیکن انہوں نے اس کا بھی انکار کیا چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو اسے ماں ہی کے نام سے پکارا جانے لگا میراث کا یہ طریقہ ہوا کہ بیٹا ماں کا وارث ہوتا ہے اور ماں اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصے کے مطابق بیٹے کی وارث ہوتی ہے۔(بخاری:4746)

(8) بیوی پر زنا کا الزام لگانے کی صورت میں شوہر کی چار گواہیاں اسے قذف کی حد سے بچا سکتی ہیں کیونکہ غالب حالات میں شوہر بیوی پر زنا کا بہتان نہیں لگاتا جس سے اس کی بیوی کے ساتھ ساتھ اس کی اپنی شخصیت بھی عیب دار ہوتی ہے سوائے اس صورت میں کہ جب وہ الزام لگانے میں سچا ہو۔ نیز شوہر کا اس بارے میں حق ہے اور اسے اس بات کا بھی خوف ہوتا ہے کہ کہیں ایسی اولاد کا اس سے الحاق نہ ہو جائے جو اس کی نہیں ہے، نیز اس میں بعض دیگر حکمتیں بھی ہیں جو دوسرے احکام میں موجود نہیں ہیں۔(تفسیر سعدی:1801/2)

سوال 2: لعان کیا ہے؟

جواب: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی آنکھوں سے کسی غیر مرد کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے دیکھے اور اس کا کوئی گواہ نہ ہو جب کہ زنا کی حد کے لیے چار مردوں کی آنکھوں دیکھی گواہی ضروری ہے تو بیوی پر حد لگانے کے لیے ضروری ہے کہ تین اور عینی گواہ پیش کرے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد بدچلن بیوی کو برداشت کرنا ناممکن ہے۔(i) شریعت نے اس کا یہ حل دیا ہے کہ ایسا شخص عدالت میں یا حاکم کے سامنے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے گا کہ وہ اپنی بیوی پر تہمت لگانے میں سچا ہے یا یہ کہ بچہ یا حمل اس کا نہیں۔(ii) پانچویں بار وہ کہے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔اس صورت میں معاملہ کا فیصلہ قسم کے ذریعے کیا جاتا ہے جس کو شرعی اصطلاح میں لعان کہتے ہیں۔

سوال 3: اگر مرد کے قسم کھانے کے بعد عورت خاموش رہے تو عورت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟

جواب: عورت پر حد نافذ کر دی جائے گی۔

﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾

”اور پانچویں دفعہ یہ کہ یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے“ (7)

سوال 1: ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾ ”اور پانچویں دفعہ یہ کہ یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے“ کی وضاحت کریں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿وَالۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ﴾ ''اور پانچویں دفعہ یہ کہ یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے'' یعنی ان گواہیوں کو موکد بنانے کے لئے ان مذکورہ گواہیوں کے ساتھ پانچویں مرتبہ اپنے لیے لعنت کی بددعا کرے۔ جب لعان مکمل ہوجائے تو اس سے قذف کی حد ساقط ہوجائے گی۔ آیات کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص جس کے ساتھ اس نے اپنی بیوی کے ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے تبعاً اس کا حق بھی ساقط ہوجائے گا۔ (یعنی اس کی طرف سے بھی اس خاوند پر حد قذف نہیں لگائی جائے گی) شوہر کے لعان کرنے اور بیوی کے لعان کرنے سے گریز کرنے پر، کیا بیوی پر حد جاری کی جائے گی، یا اس کو قید کیا جائے گا؟ اس بارے میں اہل علم کی دو آراء ہیں۔ وہ رائے جس کی تائید دلیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس پر حد قائم کی جائے گی۔ (تفسیر سعدی 2/1801،1802)

(2) اس حد کو لعان اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دونوں ہی خود کو جھوٹا ہونے کی صورت میں لعنت کا مستحق قرار دیتے ہیں۔

(3) پانچویں بار کی لعنت سے مرد فیصلہ کن مقام تک پہنچ جاتا ہے اور اگر کہیں کوئی جھوٹا الزام عائد کر رہا ہو تو اپنے اوپر لعنت بھیجتے ہوئے انسان جھجک جاتا ہے۔

﴿وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ﴾

''اور یہ بات عورت سے سزا کو ہٹادے گی کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ (4) شہادتیں دے کہ یقیناً وہ (مرد) بلاشبہ جھوٹوں میں سے ہے'' (8)

سوال 1: ﴿وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ﴾ ''اور یہ بات عورت سے سزا کو ہٹا دے گی کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ (4) شہادتیں دے کہ یقیناً وہ (مرد) بلاشبہ جھوٹوں میں سے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ﴾ ''اور یہ بات عورت سے سزا کو ہٹادے گی'' یعنی عورت سے حد تب ٹل سکتی ہے۔

(2)﴿اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ﴾ ''کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ (4) شہادتیں دے کہ یقیناً وہ (مرد) بلاشبہ جھوٹوں میں سے ہے'' یعنی عورت کا چار بار قسم کھانا اس کی جانب سے گواہی ہے عورت شوہر کی گواہیوں کا اس جیسی گواہیوں کے ذریعے سے مقابلہ کرے گی۔

(3) یہاں اگر ''عذاب'' سے مراد وہ حد نہ ہوتی جو شوہر کے لعان سے واجب ہوئی ہے تو عورت کا لعان اس عذاب کو ہٹا نہ سکتا اور عورت سے عذاب کو دور کردیا جائے گا جب وہ شوہر کی گواہیوں کا اسی جیسی گواہیوں کے ذریعے سے مقابلہ کرے گی۔ اور پانچویں گواہی میں، جو ان چار گواہیوں کو موکد بنانے کے لئے ہے، اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب کی دعا کرے گی۔ پس جب اس طرح ان کے مابین لعان مکمل ہو جائے گا تو ہمیشہ کے لئے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کردیا جائے گا اور شوہر سے بچے کے نسب کی نفی ہوجائے گی۔ (تفسیر سعدی: 2/1802)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ﴾

''اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ یقیناً اس عورت پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر وہ مرد سچے لوگوں میں سے ہے''(9)

سوال 1: ﴿وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ﴾ ''اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ یقیناً اس عورت پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر وہ مرد سچے لوگوں میں سے ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ﴾ ''اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ یقیناً اس عورت پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر وہ مرد سچے لوگوں میں سے ہے'' (i) اس کی وجہ سے عورت کو ایک بار اپنے مؤقف کا جائزہ لینے کا موقع دیا جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے کہا تھا کہ دنیا کی سزا آخرت کی سزا سے ہلکی ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دیتے ہوئے سچ جھوٹ واضح ہو جاتا ہے۔

(2) آیات کریمہ کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ مرد اور عورت کی طرف سے لعان انہی مذکورہ الفاظ اور ترتیب سے مشروط ہے، ان میں کمی بیشی یا ردو بدل جائز نہیں، نیز لعان صرف شوہر کے ساتھ مختص ہے، جب وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے، مگر اس کی بیوی ایسا نہیں کر سکتی۔ لعان کے لئے بچے میں مشابہت معتبر نہیں، جس طرح ''فراش'' (یعنی نکاح) کی موجودگی میں معتبر نہیں، مشابہت تو صرف وہاں معتبر ہے جہاں مشابہت کے سوا کوئی اور ترجیح دینے والی چیز نہ ہو، تو وہاں مشابہت یقیناً معتبر ہوگی۔ (تفسیر سعدی: 1802/2)

(3) اگر مرد کی قسموں کے بعد عورت بھی قسمیں کھا کر کہے کہ میں بے قصور ہوں تو پھر اُس کو سزا نہیں دی جائے گی اس کے بعد دونوں میں تفریق کرا دی جائے گی۔

﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيۡمٌ﴾

''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم شدید مشقت میں پڑ جاتے) اور یہ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا، کمال حکمت والا ہے''(10)

سوال 1: ﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيۡمٌ﴾ ''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم شدید مشقت میں پڑ جاتے) اور یہ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا، کمال حکمت والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ﴾ ''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی'' اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہ ہوتی تو تم میں جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاتا۔

(2) شرط کا جواب محذوف ہے جس پر سیاق کلام دلالت کرتا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل نہ ہوتا تو دونوں لعان کرنے والوں میں سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوجاتا جس کی اس نے دعا کی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل ہے کہ اس نے یہ حکم نازل فرمایا جو میاں بیوی کے ساتھ مختص ہے کیونکہ اس حکم کی سخت ضرورت تھی، نیز اس نے تمہارے سامنے زنا اور قذف کی قباحت اور شدت کو واضح کیا اور اس نے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کو مشروع فرمایا۔ (تفسیر سعدی: 1802/2)

(3) ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا، کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ کے حکیم ہونے سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعان جیسا مسئلہ واضح کر کے غیرت مندوں کے لیے آسان قانون بنا دیا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ تواب ہے وہ موقع دیتا ہے جو توبہ کرنا چاہے وہ توبہ کرلے اور اس کے قوانین عدل پر مبنی ہیں یہ اس کی رحمت ہے کہ وہ اپنے قوانین کے ذریعے سے دلوں کو گناہوں کے برے اثرات سے بچا کر توبہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ گناہ گار انسانوں کو پاک کر دیتا ہے۔

سوال 2: اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو لعان کے معاملے کا کیا نتیجہ نکلتا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت نہ ہوتی تو تم میں جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوجاتا۔

سوال 3: لعان کا معاملہ پیچیدہ کیوں ہے؟

جواب: (1) لعان شوہر اور بیوی کے درمیان ہوتا ہے۔ انسان غیر مرد اور غیر عورت کے معاملے میں خاموش ہوسکتا ہے۔

(2) بیوی کے معاملے میں صبر کرنا مشکل ہے وہ ذرا سی بھی بے صبری کا مظاہرہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آسکتا ہے اس لحاظ سے یہ معاملہ مشکل ہے۔ اگر شوہر بیوی کو قتل کر دے تو سزا پائے گا۔ (3) اگر شوہر گواہ ڈھونڈنے جائے تو مجرم ٹھہر نہیں سکتا اور خود موجود رہے تو صبر کیسے کرے۔

(4) اگر شوہر بیوی کو طلاق دے دے تو مجرموں کو اخلاقی اور مادی سزا نہیں ملتی۔ (5) اگر بیوی کو ناجائز حمل ٹھہر جائے تو غیر کا بچہ گلے پڑتا ہے۔

سوال 4: لعان کی اہم صفات کون سی ہیں؟

جواب: (1) لعان گھر بیٹھے آپس میں نہیں ہوسکتا، عدالت جانا ضروری ہے۔

(2) لعان کے مطالبے کا حق عورت کو بھی ہے اگر عورت پر الزام لگایا جائے یا بچے کا نسب تسلیم نہ کیا جائے۔

(3) اگر تہمت لگانے کے بعد شوہر پہلو تہی کرے تو قید ہوگا۔ (4) اگر تہمت لگانے کے بعد شوہر مان لے کہ وہ جھوٹا ہے تو اس پر حد قذف عائد ہوگی۔ (5) اگر عورت لعان سے پہلو تہی کرے تو قید ہوگی جب تک کہ لعان نہ کرے یا زِنا کا اقرار نہ کرے۔

(6) عورت کے حاملہ ہونے کی صورت میں مرد بچے سے بری الذمہ ہوجائے گا۔ (7) مطلقہ بیوی پر تہمت کی صورت میں لعان نہیں ہوگا۔

سوال 5: اگر مرد اور عورت دونوں ہی لعان کرلیں تو کیا نتائج نکلیں گے؟

جواب: (1) لعان کے بعد عورت اور مرد کسی سزا کے مستحق نہیں رہے۔ (2) مرد بچے کے نسب کا منکر ہو تو بچہ صرف ماں کا قرار پائے گا۔

(3) عورت کو زانیہ اور بچے کو ولد زِنا کہنے کا کسی کو حق نہیں ہوگا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 6: لعان کے بعد علیحدگی کیسے ہوگی؟

جواب: (1) کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ علیحدگی خود ہی ہوجائے گی۔ (2) کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عدالت کرائے گی۔

سوال 7: کیا لعان کے بعد دوبارہ پھر مل جانا ممکن ہے؟

جواب: لعان کے بعد حد قذف نافذ ہوگی تو دوبارہ مل سکتے ہیں یہ رائے امام ابوحنیفہ کی ہے۔ دوبارہ مل جانا ممکن نہیں یہ رائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

سوال 8: لعان اور قذف میں کیا فرق ہے؟

جواب: لعان شوہر کی تہمت پر ہوتا ہے۔ حد قذف غیر آدمی کی تہمت پر لگائی جاتی ہے۔

رکوع نمبر 2

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾

”جو بہتان گھڑ لائے ہیں بلاشبہ وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے، ان میں سے ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے گناہ میں سے کمایا اور ان میں سے جو اس کے بڑے حصے کا ذمہ دار بنا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے“ (11)

سوال 1: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ”جو بہتان گھڑ لائے ہیں بلاشبہ وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے، ان میں سے ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے گناہ میں سے کمایا اور ان میں سے جو اس کے بڑے حصے کا ذمہ دار بنا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے“ واقعہ افک کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ﴾ ”بلاشبہ جو بہتان گھڑ لائے ہیں“ یعنی جن لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹا الزام لگایا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ کا کیا خیال ہے کہ اگر واقعی وہ عیب اس میں ہو جو میں کہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ عیب اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں ہے جوتم کہتے ہوتبھی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو تو پھر تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔(مسلم:6593)

(2)﴿عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ ”تم میں سے ایک گروہ ہے“ یعنی وہ گروہ منافقین کا ہے جن میں کچھ سچے مومن بھی شامل ہیں جو منافقوں کے جال میں آ گئے۔

(3)﴿عُصْبَةٌ﴾ سے مراد گروہ، جماعت ہے کیونکہ گروہ یا جماعت کے لوگ ایک دوسرے کے لیے عصبیت کا باعث ہوتے ہیں۔

(4) یہ اس بہتان کا مقدمہ ہے جو دنیا کی معزز ترین خاتون سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا یہ آیت اور اس کے بعد والی نو آیات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئیں۔

(5) سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم مدینہ کے قریب تھے (اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا) جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا رات کے وقت اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو ظفار (یمن کا ایک شہر) کے مہرہ کا بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔ اس لیے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ یوں بھی اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے۔ جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔ میں جب ہار لے کر پلٹی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لیے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل ڈیرہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا اور مجھے لینے کے لیے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی الذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے (تاکہ لشکر کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ اٹھا لیں) انہوں نے ایک سوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آ کر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے جب وہ پہچان گئے تو اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ اللہ کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوا انا للہ کے میں نے ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا (تا کہ بغیر کسی مدد کے ام المؤمنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ لشکر پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا۔ وہ اس کی تصدیق کرتا' خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے کے لیے خوب کھود کرید کرتا۔ عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت' مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا، آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان ہی نے کہا ہے کہ "میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لیے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی میں بیمار ہو گئی تو ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت و عنایت میں نہیں محسوس کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا۔ لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ مناصع (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفع حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔ جب بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا' آپ نے بری بات زبان سے نکالی' ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا' پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر، اللہ کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہوگئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے لیے متعلق مشورہ کرنے کے لیے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو نبی کریم ﷺ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ آپ ﷺ کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور آپ ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی دریافت فرمالیں وہ حقیقت حال بیان کردے گی۔ بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (عائشہ پر) شبہ ہوا ہو۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المؤمنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو اشہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں، یارسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آ گئی۔ انہوں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، تم اسے قتل نہیں کر سکتے، اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو، تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس وخزرج کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ منبر پر ہی تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ سب کو خاموش کرانے لگے۔ سب حضرات چپ ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز پورا دن روتی رہی۔ نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی، آپ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا ''امابعد'' اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبریں ملی ہیں، اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک وصاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب آپ ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو ان کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ آپ ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آپ ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا کہ اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گے۔ پس اللہ کی قسم! میری اور لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۖ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ (یوسف:18) ''پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو'' پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برات ظاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے' مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ آپ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کر دے گا لیکن اللہ کی قسم! ابھی نبی کریم ﷺ مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ مبارک ہو عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرما دی ہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے دس آیتیں سنائیں۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا: اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا نہ اُن کا شکریہ ادا کروں گی نہ آپ دونوں کا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری برأت نازل فرمائی۔ آپ لوگوں نے تو بہتان کا انکار تک نہ کیا۔ (بخاری:4757،4141)

(6) ﴿لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ''تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے'' اس واقعے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاک دامنی کا اعلان رب العزت نے فرمایا یہ بہت بڑی خیر ہے۔

(7) یہ واقعہ اس لیے بھی خیر کا سبب بنا کہ اس طرح کے واقعات قیامت تک انسانی معاشروں میں پیش آتے رہیں گے اور ان کے حل کی انسانوں کو ضرورت ہے۔ انسان اس کے محتاج تھے اللہ رب العزت نے وضاحت فرما دی اس لیے اسے اپنے حق میں خیر سمجھو۔

(8) اگر یہ بہتان منافقوں نے نہ لگایا ہوتا تو اس سے یہ عظیم خیر نہ حاصل ہوتی۔ یہ واقعہ سبب بنا یقیناً اس میں مسلمانوں کو کافی پریشانی کا بھی سامنا کرنا پڑا مگر نتائج کے اعتبار سے اس واقعے میں بڑی خیر ہے۔

(9) اہل ایمان کا ایک دوسرے پر عیب لگانا خود اپنے اوپر عیب لگانا ہے۔ جیسے وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی عزت پر عیب نہ لگائے اسے یہ بھی ناپسند ہونا چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کی عزت پر عیب نہ لگائے۔

(10)(i) منافقین نے مسلمانوں کے اخلاق پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن ثابت یہ ہوا کہ:

(a) مسلمان برائیوں سے پاک ہیں۔ (b) مسلمان انصاف پسند ہیں۔ (c) مسلمان صبر و تحمل سے کام لینے والے ہیں۔ آپ ﷺ کے اشارے پر گردنیں اُڑائی جاسکتی تھیں لیکن آپ ﷺ نے صبر سے سب کچھ برداشت کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہی خاندان کے مسطح کی امداد تک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بند نہیں کی۔ ازواج مطہرات میں سے کسی نے سوکن کی بدنامی میں حصہ نہیں لیا۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے واقعہ افک میں نمایاں حصہ لیا تھا لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اُن سے ہمیشہ تواضع سے پیش آتی رہیں۔ یوں مسلمانوں کا اخلاقی تفوق نمایاں ہوگیا۔

(ii) اس واقعے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت سے قوانین ملے اور مسلمان معاشرے کو برائیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اُصول ملے۔

(iii) مسلمانوں کو یہ علم ہوگیا کہ کوئی غیب دان نہیں ہوتا۔ (iv) اس وجہ سے کرب اور صدمے کا عظیم ثواب ملا۔ (v) اس کی وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل ہوئی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کا خاندان نمایاں ہوگیا۔

(11) ﴿لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ﴾ ''ان میں سے ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے گناہ میں سے کمایا'' یعنی جس نے بھی اس الزام تراشی اور سازشوں کی مہم میں کلام کیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا اس نے گناہ کمایا اس کے لیے عذاب کا بڑا حصہ ہے۔ انہیں عنقریب اس کی سزا دی جائے گی۔

(12) ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ ''اور ان میں سے جو اس کے بڑے حصے کا ذمہ دار بنا'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس آیت میں ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ﴾ سے مراد عبداللہ بن ابی ابن سلول (رئیس المنافقین) ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر)

(13) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس طوفان کا چرچا (مسلمانوں میں سے) دو مرد کرنے والے تھے۔ مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور تیسرا عبداللہ بن ابی سلول منافق تھا جو کرید کرید کر پوچھتا اور پھر اس پر حاشیے چڑھاتا۔ وہی اس طوفان کا بانی اور مبانی تھا۔ ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ سے وہ اور حمنہ بنت جحش مراد ہیں'' (عبداللہ بن ابی منافق کے علاوہ تینوں پر حد قذف لگی تھی) (بخاری کتاب التفسیر)

(14) مسروق نے بیان کیا کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھا، عفیفہ اور بڑی عقلمند ہیں کہ ان کے متعلق کسی کو شبہ بھی نہیں گزر سکتا۔ آپ غافل اور پاکدامن عورتوں کا گوشت کھانے سے کامل پرہیز کرتی ہیں، اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، لیکن حسان! تم ایسے نہیں ہو۔ بعد میں، میں نے عرض کیا آپ ایسے شخص کو اپنے پاس آنے دیتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو یہ آیت بھی نازل کر چکا ہے کہ ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ ''اور جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نابینا ہو جانے سے بڑھ کر اور کیا عذاب ہوگا، پھر انہوں نے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کفار کی ہجو کا جواب دیا کرتے تھے (کیا یہ شرف ان کے لئے کم ہے)۔ (بخاری:4756)

(15) ﴿لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ''اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' اس سے مراد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عظیم عذاب کا مستحق ہوگا جس نے گناہ کا بڑا حصہ کمایا وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہمیشہ رہے گا۔

(16) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سات مہلک گناہوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ کون سے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا جو اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مومن عورتوں کو تہمت لگانا۔'' (بخاری:6857)

(17) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی حالانکہ غلام اس تہمت سے بری تھا تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کی بات صحیح ہو۔'' (صحیح بخاری:6858)

سوال 2: سکینڈلز کے کیا نقصانات ہیں اور اس کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

جواب: (1) سکینڈل دراصل دو افراد کے غلط تعلق کا فسانہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی تفریحی مشغلہ نہیں سنگین معاملہ ہے۔ (i) اِلزام لگانے والا اگر سچا ہے تو چار گواہ لائے۔ (ii) اِلزام اگر جھوٹا ہے تو اُس کی پشت پر 80 کوڑے لگائے جائیں تا کہ آئندہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے۔ (iii) یہ اِلزام اگر شوہر عائد کرے تو عدالت میں جا کر لعان کر کے اپنا معاملہ صاف کرانا ہوگا۔ (iv) کسی کے بارے میں Scandle بنانے کے بعد کوئی شخص خیریت سے بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ (v) اسلامی معاشرے کو دُنیا میں خیر اور بھلائی بانٹنے والا معاشرہ بنایا گیا ہے اس میں زِنا کے چرچے، دل لگی کے موضوعات نہیں بن سکتے۔

(2) اسلامی نقطہ نظر سے افواہ سازی اور سکینڈلز بنانا جرم عظیم ہے اور اس کو آگے پھیلانا عظیم عذاب کا باعث ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مقرب ملائکہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ (3) سکینڈلز بنانے والا لوگوں میں بھی مبغوض ہوتا ہے اللہ کے بندوں کے نزدیک حقیر ہوتا ہے۔

(4) سکینڈلز کی وجہ سے معاشرے میں فساد پھیلتا ہے اور بے حیائی کی اشاعت ہوتی ہے۔ (5) سکینڈلز بنانے والا مضطرب رہتا ہے۔

(6) سکینڈلز بنانا اور بہتان لگانا منافقوں کی صفات میں سے ہے جو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رہیں گے۔

(7) (i) بُری خبر یا بُری بات سُن کر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سن کر اسے نہ دہرائے۔ (ii) بُری خبر دینے والے سے، بُرا چرچا کرنے والے سے، سکینڈل بنانے والے سے ثبوت کا مطالبہ کرے۔ (iii) بُری خبر دینے والے سے اُس کی سچائی کے لیے گواہ کا مطالبہ کرے کیونکہ گواہ لانے کی صورت میں ہی کسی کی بات قابل توجہ ہو سکتی ہے۔

(8) (i) اللہ تعالیٰ نے سکینڈل کی تصویر کشی ایسے کی ہے کہ گویا معاشرے کے افراد کی زبانیں اور کان ہیں ذہن نہیں ہیں ایک زبان کی بات دوسرے کے کان تک پہنچ رہی ہے، اور ذہن تک پہنچے بغیر زبان چل پڑتی ہے اور یوں کان اور زبانیں مصروف ہیں عقلوں نے کام نہیں کیے۔ (ii) لوگ سوچے سمجھے بغیر، تحقیق کیے بغیر زبان سے وہ باتیں کر رہے تھے جن کا انہیں علم نہیں تھا۔ (iii) لوگ اس بات کو معمولی سمجھ رہے تھے۔ (iv) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی فکر کے انتشار کو، اقدار اور معیارات کی تبدیلی کو واضح کیا۔

(9) اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ محض کسی کی آبرو ریزی کرنا ہی جرم نہیں جس پر سو کوڑے یا رجم کی سزا ہے بلکہ کسی کی عزت پر ایسے حملہ آور ہونا، کسی خاندان کی تذلیل اور اہانت کا سامان کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے اسے ہلکا نہ سمجھیں۔

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا میں جس بندے کے عیب چھپاتا ہے، قیامت کے دن بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپائے گا۔(صحیح مسلم:6594)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے پوچھا: انکے رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پھر یہ کہاں سے آ گیا؟ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ایسا بھی ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔ (بخاری:6847)

﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾

''جب تم نے اسے سنا تو مومن مرد اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے اچھا گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہیں کہا کہ یہ کھلا بہتان ہے؟''(12)

سوال1: ﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''جب تم نے اسے سنا تو مومن مرد اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے اچھا گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہیں کہا کہ یہ کھلا بہتان ہے'' افواہوں کے بارے میں مومنوں کو جو ادب سکھایا گیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے مومنوں کو ادب سکھایا ہے کہ جب وہ اس قسم کی افواہیں سنیں تو ان کا کیا طرز عمل ہونا چاہیے۔

(2) ﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ ''جب تم نے اسے سنا تو مومن مرد اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے اچھا گمان کیوں نہ کیا'' یعنی اے ایمان والو! جب تم نے بہتان تراشی کی باتیں سنیں تو تم نے اس بہتان کے معاملے کو بڑا سمجھتے ہوئے اس کا انکار کیوں نہ کیا؟ اور اپنے آپ سے نیک گمان کیوں نہ رکھا۔

(3) اپنے آپ کو نیک گمان کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جگہ رکھ کر دیکھتے اور اس بہتان کی تردید کرتے۔

(4) یعنی مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے اوپر اسے قیاس کیوں نہ کیا کہ جب یہ فعل ان کے لائق نہیں تو ام المومنین کے لائق کیسے ہو سکتا ہے جو ان سے اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔

(5) سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ان کی بیوی نے پوچھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو لوگ افواہ اڑا رہے ہیں تم نے اسے نہیں سنا۔ بولے ہاں سنا تو ہے مگر سراسر جھوٹ ہے۔ ام ایوب رضی اللہ عنہا بتاؤ تو سہی کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟ بولیں ہرگز نہیں۔ بھلا یہ کام میرے لائق ہے۔ فرمایا: اللہ کی قسم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو تم سے بہت ہی اچھی ہیں وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتیں۔ پھر یہ آیت اتری کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اسے اپنے اوپر قیاس کر کے اس بات کو غلط کیوں نہ سمجھا۔ (مختصر ابن کثیر:1314/2)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6) ﴿وَّقَالُوْا﴾ ''(کیوں نہیں) انہوں نے کہا'' یعنی حسن ظن کی بنا پر وہ کہتے۔

(7) ﴿هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''کہ یہ کھلا بہتان ہے'' یعنی یہ تو جھوٹ اور کھلا بہتان ہے ایمان والوں پر واجب ہے کہ جب اپنے کسی بھائی کے بارے میں ایسی بات سنیں تو زبان سے برات کا اظہار کر کے بہتان لگانے والے کو جھوٹا کریں۔

(8) (i) اسلام سننے والے کو خاموش نہیں رہنے دینا چاہتا۔ (ii) اسلام گواہ نہ لانے کی صورت میں بری بات کہنے والے کو بلا ثبوت کسی پر عیب لگانے کا مجرم قرار دیتا ہے اور سننے والے پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ یہ کہہ دے کہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔

(9) (i) حسن ظن حسن عبادت میں سے ہے۔ (ii) بدگمانی کرنا اپنے دل کی خرابی کا ثبوت ہے۔ (iii) دوسرے کے بارے میں نیک گمان کرنا اپنی نیک دلی کا ثبوت ہے۔ (iv) ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کے بارے میں نیک گمان رکھے۔

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کے عیوب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ، اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری: 6066)

﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾

''وہ اس پر چار گواہ کیوں نہیں لائے؟ تو جب وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں'' (13)

سوال 1: ﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ ''وہ اس پر چار گواہ کیوں نہیں لائے؟ تو جب وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ﴾ ''وہ اس پر چار گواہ کیوں نہیں لائے؟'' یعنی بہتان لگانے والے اپنے بہتان پر چار گواہ کیوں نہیں لائے جو عادل اور معتبر ہوتے۔ (2) اسلام ثبوت کے لیے چار گواہ لانے کا حکم دیتا ہے۔

(3) ﴿فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ ''تو جب وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں'' یعنی چار گواہوں کے بغیر انہیں اپنے بارے میں، اپنی سچائی کے بارے میں یقین بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وہ جھوٹے ہیں۔ (4) شہادت کے پورے نصاب کے بغیر کسی کی عزت و آبرو پر الزام لگانا جائز نہیں۔

(5) مسلمان کی عزت کی حرمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے چار گواہ نہ لانے والوں کو جھوٹا قرار دیا۔

(6) پاکیزہ ترین لوگوں کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کا معاملہ اتنا آسان نہیں ہے بغیر ثبوت کے اس بہتان کا چرچا ہوا اس کے لیے چونکہ الزام لگانے والے گواہ لے کر نہ آئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا قرار دیا عملاً انہوں نے ایک گواہ بھی پیش نہیں کیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) حفص بن عاصم سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کیے) بیان کردے۔ (مسلم)

سوال 2: کسی بھی معاشرے کو سکینڈلز سے بچانے اور شرفاء کی عزت پر ہاتھ ڈالنے سے روکنے کے لیے کیا طریقہ کار سکھایا گیا؟

جواب: آئندہ کے لیے کسی بھی معاشرے کو سکینڈلز سے بچانے کے لیے کچھ طریقے سکھائے گئے۔ (i) اپنی عقل کے سامنے واقعے کو پیش کریں اور نیک گمان کریں۔ (ii) بری بات کے ثبوت کے لیے چار گواہیوں کے مطابق ہی یقین کیا جاسکتا ہے (iii) اسلامی معاشرے میں کسی پر جھوٹا بہتان باندھنے کے لیے زبان کھلے گی تو پشت اُدھیڑ کر رکھ دی جائے گی، اسّی کوڑوں کی سزا زبان بندی کے لیے مجبور کرسکتی ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی پاکیزگی کے لیے اقدامات کیے۔

﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمۡ فِىۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِيۡهِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾

''اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً اس بات میں جس میں تم پڑ گئے تھے، تمہیں ضرور بہت بڑا عذاب پہنچتا'' (14)

سوال 1: ﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمۡ فِىۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِيۡهِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾ ''اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً اس بات میں جس میں تم پڑ گئے تھے، تمہیں ضرور بہت بڑا عذاب پہنچتا'' مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ﴾ ''اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی''، یعنی اگر اللہ کا فضل وکرم نہ ہوتا تو اس بہتان طرازی کی وجہ سے تم دنیا اور آخرت میں عظیم عذاب کے مستحق ہوجاتے۔

(2) (i) اس واقعے کے ذریعے اہل مدینہ نے نبی ﷺ کو سخت تکلیف میں مبتلا کیا تھا۔ (ii) نبی ﷺ کے علاوہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ کو سخت تکلیف میں مبتلا کیا گیا۔ (iii) اس شر کی وجہ سے مسلمانوں کے مقدسات کو ہلا کر رکھ دیا گیا۔ (iv) اس شر کا دائرہ کار بہت بڑا تھا منافقین نے نبی ﷺ اور اُن کے اہل خاندان پر، وحی پر اعتماد کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی اور اگر اسلام کی بنیادوں پر ہی اعتماد ختم ہوجاتا تو اسلام ختم ہوجاتا۔ ایسے حالات کا تقاضا یہ تھا کہ فتنے میں مبتلا لوگوں پر سخت عذاب آتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بڑا عذاب دینے کی بات کی ہے۔

(3) ﴿لَمَسَّكُمۡ فِىۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِيۡهِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾ ''تو یقیناً اس بات میں جس میں تم پڑ گئے تھے، تمہیں ضرور بہت بڑا عذاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچتا'' (i) اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو یہ غلطی ایسا نقصان پہنچاتی جس کی تلافی ممکن نہ تھی۔ (ii) اس کے نتیجے میں پورا اسلامی معاشرہ بدگمانیوں کا شکار ہو جاتا۔ (iii) مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے۔ (iv) مسلمان آپس میں لڑ پڑتے۔ (v) جس بڑے مقصد کے لیے مسلمان معاشرے کو وجود میں لایا گیا تھا کہ پوری دنیا سے شرک کے غلبے کو ختم کیا جائے وہ آپس میں لڑ کر ہی ختم ہو جاتا (نعوذ باللہ)۔

(4) اللہ رب العزت کی بے پایاں رحمت تھی کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھول دیا اور اسے گناہوں سے پاک کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔

﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾

''جب تم اسے اپنی زبانوں کے ساتھ ایک دوسرے سے لے رہے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی'' (15)

سوال 1: ﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ ''جب تم اسے اپنی زبانوں کے ساتھ ایک دوسرے سے لے رہے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہ تھا اور تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ﴾ ''جب تم اسے اپنی زبانوں کے ساتھ ایک دوسرے سے لے رہے تھے'' رب العزت نے ان لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بغیر علم اور تحقیق کے بہتان کو پھیلا رہے تھے۔ تم اسے زبانوں سے نقل در نقل لے رہے تھے اور اس واقعے کو پھیلا رہے تھے۔ (بخاری: 4752)

(2) ﴿وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ﴾ ''اور اپنے مونہوں سے وہ کہہ رہے تھے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہ تھا'' تم بغیر علم کے ایک باطل بات کو پھیلا رہے تھے جب کہ دونوں کام حرام ہیں۔

(3) ﴿وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا﴾ ''تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے'' تم معمولی بات سمجھ رہے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔

(4) جس معاشرے میں سکینڈلز بنتے ہیں اس میں عزت و آبرو کے معاملے کو قرار واقعی اہمیت نہیں دی جاتی اور اس معاملہ کو ہلکا سمجھا جاتا ہے۔

(5) ﴿وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ﴾ ''حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی'' گناہوں کو ہلکا سمجھنے والوں کا گناہ دگنا چوگنا ہو جاتا ہے اور اس کے لیے دوبارہ گناہ میں مبتلا ہونا آسان ہو جاتا ہے۔

﴿وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جونہی تم نے اسے سنا تو کہہ دیا ہوتا کہ ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس کے ساتھ کلام کریں، تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے'' (16)

سوال 1: ﴿وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ ''اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جونہی تم نے اسے سنا تو کہہ دیا ہوتا کہ ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس کے ساتھ کلام کریں، تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے'' ایمان والوں کو بڑوں کے بارے میں اچھا گمان کرنا چاہیے جب ان کے بارے میں کوئی ناشائستہ بات کہی جائے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ﴾ ''اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جونہی تم نے اسے سنا'' رب العزت نے ایمان والوں کو ادب سکھایا ہے کہ انہیں بڑوں کے بارے میں اچھا گمان کرنا چاہیے جب ان کے بارے میں کوئی ناشائستہ اور بے ہودہ بات کہی جائے۔

(2) ﴿قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا﴾ ''کہہ دیا ہوتا کہ ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس کے ساتھ کلام کریں'' یعنی جب تم نے بہتان تراشوں کی باتیں سنیں تو اس معاملے کو بڑا سمجھتے ہوئے کیوں نہ کہا کہ ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم الزام تراشی کریں اور بہتان سے محظوظ ہوں جسے منافقوں نے گھڑا ہے۔ (3) مسلمانوں کو بے ہودہ باتوں کا چرچا نہیں کرنا چاہیے اور نہ کسی سے ذکر کرنا چاہیے۔

(4) ﴿سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ ''تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے'' یعنی اے رب! تیری ذات پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے جو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ پر لگایا گیا۔

(5) یعنی تامل، تذبذب کیسا، سرے سے تحقیق ہی کی کیا ضرورت تھی تمہیں سنتے ہی کانوں پر ہاتھ رکھ کر انکار کر دینا چاہیے تھا۔ سر ولیم میور کا شمار، اسلام و شارع اسلام کے دوستوں میں نہیں، مخالفوں میں ہے باوجود اس کے ان کو اقرار ہے کہ ''عائشہ کی سیرت سے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی زندگی، واقعہ سے قبل بھی اور بعد بھی، اس پر گواہ ہے کہ ہم انہیں اس الزام سے بالکل بری یقین کریں۔'' (لائف آف محمد 303,304) (تفسیر ماجدی 446/3)

(6) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی دس آیات نازل کر کے ان کی برأت کا اعلان کیا جس نے ان کے فضل اور عزت کو بڑھا دیا۔

﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے اس سے کہ تم دوبارہ کبھی اس طرح کا کام کرو، اگر تم مومن ہو'' (17)

سوال 1: ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے اس سے کہ تم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ کبھی اس طرح کا کام کرو، اگر تم مومن ہو" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا﴾ "اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے اس سے کہ تم دوبارہ کبھی اس طرح کا کام کرو" (i) اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان والے ہو تو ایسی حرکت کبھی نہ کرنا۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایمان کو بیدار کیا ہے کہ یہ تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا۔

(2) اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے روکتا ہے کہ تم بدکاری کے بہتان جیسے گناہ کو کبھی دوبارہ کرو۔ رب العزت کا احسان ہے کہ اس نے نصیحت کی ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے ذریعے بہت اچھی نصیحت کرتا ہے۔" (النساء:58)

(3)﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ "اگر تم مومن ہو" یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی پاک شریعت پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی عزت کرتے ہو تو آئندہ ایسا کبھی نہ کرنا۔

﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾

"اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے" (18)

سوال 1:﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ﴾ "اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات صاف صاف بیان کرتا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ تمھارے سامنے اپنے احکامات کو خوب اچھی طرح واضح کر رہا ہے۔

(2)﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ "اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے" اللہ تعالیٰ کامل علم والا تمھارے افعال کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی نہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اپنی صفت علیم کو سمجھایا ہے کہ (i) اللہ تعالیٰ نیتوں کے حال جانتا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتا ہے کہ کس نے اس معاملے میں کتنا حصہ لیا؟ (iii) اللہ تعالیٰ لوگوں کے مقاصد کو بھی جانتا ہے۔ (iv) اللہ تعالیٰ دلوں کے خفیہ راز جانتا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ کی حکمت عام ہے۔ وہ اپنے بندوں کی مصلحتوں کے مطابق ان سے معاملہ کرتا ہے۔

(5)(i) اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ وہ حکیم ہے اس نے جو تدابیر اختیار کی ہیں وہ حکمت پر مبنی ہیں۔ (ii) وہ حکیم ہے اس نے اس موقع پر جو قانون دیا ہے وہ گہری حکمت پر مبنی ہے۔ (iii) اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے ساتھ لوگوں کی اصلاح اور کامیابی چاہتا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالۡاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾

''بلاشبہ جولوگ پسند کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی پھیلے بلاشبہ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے'' (19)

سوال 1: ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''بلاشبہ جولوگ پسند کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی پھیلے بلاشبہ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے'' بری بات کو پھیلانا حرام ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ ''بلاشبہ جولوگ پسند کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی پھیلے'' جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے اور برائی کی اشاعت ہو۔ ﴿قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ وَالۡاِثۡمَ وَالۡبَغۡىَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ ''آپ کہہ دیں یقیناً میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے جو اس سے ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق ظلم کو اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرو جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل بھی نازل نہیں کی اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر وہ بات کرو جس کا تم علم ہی نہیں رکھتے۔'' (الاعراف:33)

(2) ﴿الۡفَاحِشَةُ﴾ (i) فاحشہ سے مراد بے حیائی ہے۔ (ii) قرآن حکیم نے بدکاری کو بھی فاحشہ قرار دیا ہے۔ (iii) اللہ تعالیٰ نے بدکاری کے الزام کی تشہیر کو بھی بے حیائی قرار دیا ہے۔

(3) یہ رب العزت نے ہدایت دی ہے کہ اگر کوئی بری بات سنے اور اس کے دماغ میں بیٹھ جائے۔ اور کسی سے اس کا ذکر کر دے تو اسے پھیلائے نہیں کہ ہر کسی سے بیان کرتا پھرے۔ بری بات کا پھیلانا حرام ہے کیونکہ اسی سے سزا ملتی ہے۔

(4) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن نہ تو طعنہ دینے والا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو۔'' (الترمذی:1977)

(5) ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔'' (بخاری:5220)

(6) (i) بے حیائی پھیلانے والے اداروں میں کام کرنے والے ملازمین بھی بے حیائی پھیلانے کے جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ (ii) بے حیائی پھیلانے میں جن اخبارات ورسائل اور لٹریچر کا ہاتھ ہے وہ گھروں کے اندر آ کر فحاشی کی اشاعت کا سبب بنتے ہیں اس میں گھر والے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھی برابر کے شریک ہوجاتے ہیں۔(iii) بے حیائی پھیلانے والے تمام ذرائع اگر گھروں کے اندر بے حیائی پھیلا رہے ہیں تو گھر والے بھی جرم میں برابر کے شریک ہیں۔

(7) سیدنا حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کیے) بیان کردے۔(مسلم:7)

(8)﴿لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ ''ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے'' یعنی قلب وبدن کو سخت تکلیف دینے والا عذاب اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس نے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ دھوکہ کیا، ان کے لئے برا چاہا اور ان کی عزت وناموس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی۔صرف فواحش کی اشاعت کی خواہش اور دل میں ان کی چاہت کی بنا پر اتنی بڑی وعید سنائی ہے، تو ان امور پر وعید کا کیا حال ہوگا جو اس سے زیادہ بڑے ہیں۔مثلاً فواحش کا اظہار اور ان کو نقل کرنا، خواہ فواحش صادر ہوں یا صادر نہ ہوں۔یہ تمام احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کے لئے رحمت اور ان کی عزت وناموس کی حفاظت ہیں۔جس طرح اس نے ان کی جان ومال کی حفاظت کی اور ان کو ایسے امور کا حکم دیا جو خالص اور باہمی محبت کا تقاضا ہیں، نیز انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کریں جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور وہ کچھ ان کے لئے بھی ناپسند کریں جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں۔(تفسیر سعدی:1808/2)

(9)﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے'' اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے تمہیں معلوم نہیں اس لیے اپنے کام اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دو، راہ پا جاؤ گے۔(مختصر ابن کثیر:1317/2)

(10) یعنی یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان فحاشی کے کاموں کا دائرہ اثر کتنا وسیع ہے اور ان کی زد کہاں کہاں تک پہنچتی ہے۔کس طرح چند لوگوں کی فحاشی سے یا فحاشی کی افوائیں پھیلانے سے پوری قوم کا اخلاق تباہ وبرباد ہوتا ہے بدکار لوگوں کو بدکاری کے نئے نئے مراکز کیسے مہیا ہوتے ہیں۔نیز نئی نسلوں کے ذہنوں میں جب ابتداءً فحاشی بھر دی جائے تو کس طرح پوری قوم اللہ اور روز آخرت سے غافل ہو کر اللہ کی نافرمان بن جاتی ہے۔یہ باتیں تم نہیں جان سکتے۔(تیسیر القرآن:252/3)

(11) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین میں دھنسنا اور صورت کا بدلنا اور پتھروں کا آسمان سے برسنا اس امت کے آخر میں ہوگا انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے باوجود اس کے کہ ہم میں صالحین موجود ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جب کہ خباثت یعنی فسق وفجور غالب ہوجائے۔(ترمذی:2185)

(12) اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے اندر بے حیائی کو روٹین سمجھنے اور کلچر کے نام پر اس کی تشہیر کے لیے Relaxation چاہنے والوں سے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے یوں انسان کو لاعلم اور جاہل قرار دے کر خاموش کروا دیا گیا ہے۔

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے'' (20)

سوال 1: ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ﴾ ''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی'' اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت نے تمہیں گھیر رکھا ہے اس نے تمہارے سامنے اپنے احکامات واضح کیے، ان کی حکمتیں بیان کیں، اس نے گناہ گاروں کو مہلت دی، ان سے توبہ قبول کی اس نے تمھارے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کو جمع کر دیا۔

(2) اگر اس کی رحمت نہ ہوتی تو وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول نہ کرتا۔

(3) اس نے اپنے فضل اور رحمت سے بعض لوگوں کو اسی کوڑے لگوا کر پاک کر دیا۔

(4) ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور یہ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے رحم کرنے والا ہے، اُن کے لیے ترس کھانے والا ہے، اُن پر شفقت کرنے والا ہے کیونکہ غلطی انسانوں سے ہوتی ہے اور مسلمان اپنی غلطی پر پشیمان ہو کر توبہ کر لیتے ہیں۔

رکوع نمبر 3

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو اور جو شخص شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرے گا تو بلاشبہ وہ اسے بے حیائی اور بُرائی کا حکم دے گا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہو پاتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (21)

سوال 1: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو اور جو شخص شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرے گا تو بلاشبہ وہ اسے بے حیائی اور بُرائی کا حکم دے گا'' شیطان کے نقش قدم پر چلنے کی ممانعت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو!'' یعنی اے لوگو! جنہوں نے اپنے رب کو مان لیا اور اس کی تصدیق کی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ ”تم شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو“ یعنی شیطان کے راستوں، اس کے نقش قدم اور اس کی باتوں پر نہ چلو۔

(3) شیطان اپنے قدم یعنی وسوسے انسان کے دل میں رکھتا ہے۔ شیطان کے قدم یعنی وسوسے کے پیچھے اپنا خیال رکھ دینا۔ یعنی جو خیال شیطان ڈالے پیچھے پیچھے وہی سوچنے لگ جانا۔ مثلاً شیطان نے دل میں کسی کے خلاف کوئی بُرا خیال ڈالا ہے تو انسان اُس بُرے خیال پر غور وفکر کرنے لگ جائے پھر اس کے دل میں تلخی پیدا ہو جائے یہ تلخی بدگمانی میں بدل جائے۔ تو یہ شیطان کے قدم کے پیچھے اپنے شعور کے قدم رکھتے جانا ہے یعنی شیطان کے قدموں کی پیروی کرنا ہے۔

(4)﴿وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ ”اور جو شخص شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرے گا“ شیطان کے قدم وسوسے یعنی منفی خیالات ہیں جب بھی انسان کے اندر منفی خیالات اُبھرتے ہیں تو یہ شیطان ہوتا ہے جو انسان کے دل میں ان وسوسوں یا منفی خیالات کو پھینکتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دشمن کے قدموں کی پیروی کرنے سے یعنی منفی خیالات پر غور وفکر کر کے کسی بُرائی میں مبتلا ہونے سے روکا ہے کیونکہ منفی احساسات یا منفی خیالات یا وسوسوں کی پیروی کرنا ایک مومن کو زیب نہیں دیتا اور یہ بھی اس کے لائق نہیں کہ وہ اپنے دشمن کو اپنا راہ نما بنا لے۔ (5)﴿فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ ”تو بلاشبہ وہ اسے بے حیائی اور بُرائی کا حکم دے گا“ شیطان فحشاء یعنی زنا کا اور منکر باتوں کا حکم دیتا ہے۔ (6) ہر وہ کام جو عقلاً اور شرعاً غلط ہو منکر کہلاتا ہے۔

(7) منکر کی طرف وہ راغب ہوتا ہے۔ جس کے اندر بُرائی کا میلان موجود ہوتا ہے وہ باہر کی گندگی سے رابطہ کرتا ہے۔

(8)﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا﴾ ”اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہو پاتا“ یہ بات اس لیے کہی گئی کہ واقعہ افک کی رو میں مسلمان بہہ گئے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا جو اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کے چرچوں سے بچالیا۔ اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے پاک کر لیا ورنہ کوئی بھی اپنے زور پر پاک نہیں ہو سکتا تھا۔

(9) یعنی تم میں سے کوئی بھی شیطان کی پیروی کرنے سے نہیں بچ سکتا کیونکہ شیطان اور اس کے لشکر انسانوں کو اپنی پیروی کی دعوت دیتے رہتے ہیں اور ان کے سامنے گناہوں کو مزین کرتے رہتے ہیں اور نفس برائی پر مائل رہتا ہے اگر بندے کو شیطان اور نفس کے حوالے کر دیا جائے تو کوئی بھی گناہوں اور برائیوں سے بچ کر اور نیکیوں کے اکتساب کے ذریعے پاک نہیں ہو سکتا کیونکہ تزکیہ طہارت اور بڑھاؤ کا متضمن ہے تم میں سے جس نے اپنا تزکیہ کر لیا تو اس کے موجب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی رحمت ہیں۔ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا﴾ ”اللہ! میرے نفس کو تقویٰ دے اور پاک کر دے اس کو، تو اس کا بہتر پاک کرنے والا ہے، تو اس کا آقا اور مولیٰ ہے۔“ (مسلم:2088/4)

(10)﴿وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ”لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے“ (i) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاکیزگی عطا کرتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(ii) جس کے اندر پاکیزگی کی طلب ہو۔(iii) جو پاکیزگی کی رغبت رکھتا ہو۔(vi) اللہ تعالیٰ اپنے علم سے فیصلہ کرتا ہے کہ کس کو پاکیزگی عطا کرے۔(11)﴿وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے تمھاری افواہوں اور تمھارے الزام کو سنا ہے وہ علیم ہے جانتا ہے کس کے دل میں فحش کی اشاعت کی محبت ہے۔

﴿وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اور تم میں سے جو لوگ فضل وکشائش والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے اور لازم ہے کہ وہ معاف کر دیں اور لازم ہے کہ وہ درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں بخش دے؟ اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (22)

سوال 1: ﴿وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور تم میں سے جو لوگ فضل وکشائش والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) یہ آیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(2)﴿وَلَا يَأْتَلِ﴾ ''اور نہ قسم کھائیں'' یعنی قسم نہ اٹھائیں۔

(3)﴿اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ﴾ ''اور تم میں سے جو لوگ فضل وکشائش والے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو مالی وسعت دی ہے۔

(4)﴿اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''کہ وہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ دیں گے'' وہ اپنے رشتے داروں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ اٹھائیں اور یہ ارادہ نہ کریں کہ وہ محتاجوں اور مہاجروں کو جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ چکے ہیں انہیں کچھ نہیں دیں گے۔

(5) واقعہ افک میں ملوث ہونے والوں میں مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے، وہ اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والے اور انتہائی نادار تھے۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کی بہتان طرازی کی وجہ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ وہ ان کی مالی مدد نہیں کریں گے (جو کہ اس سے وہ کیا کرتے تھے) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قسم سے روکا جو انفاق فی سبیل اللہ کے منقطع کرنے کو متضمن تھی اور انہیں عفو اور درگزر کرنے کی ترغیب دی اور اللہ نے ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ان تقصیر کاروں کو بخش دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ (تفسیر سعدی: 1810/2)

(6)﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا﴾ ''اور لازم ہے کہ وہ معاف کر دیں اور لازم ہے کہ وہ درگزر کریں'' رب العزت نے رشتے داروں سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پہنچنے والی تکلیفوں کے لیے توجہ دلائی کہ ان سے درگزر کریں اور معاف کر دیں۔

(7) ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ بھی تمھیں بخش دے؟ اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' یعنی کیا تم پسند نہیں کرو گے کہ تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔'' (مسلم:6592)

(8) ''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے میں (اس وقت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیغمبر (سیدنا نوح علیہ السلام) کی حکایت بیان کر رہے تھے ان کی قوم والوں نے ان کو اتنا مارا کہ ان کو لہولہان کر دیا وہ اپنے منہ سے خون پونچھتے تھے اور یوں دعا کرتے جاتے: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ''پروردگار! میری قوم والوں کو بخش دے وہ نادان ہیں۔'' (بخاری:6929)

(9) جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ سنی تو انھوں نے کہا: ''کیوں نہیں اللہ کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔'' چنانچہ انھوں نے دوبارہ سیدنا مسطح رضی اللہ عنہ کی مالی مدد شروع کر دی۔ (بخاری:4757)

(10) ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کے لیے صفت غفور اور اپنی رحمت اور مہربانی کے لیے صفت رحیم کا ذکر کیا ہے۔

(11) اس آیت کریمہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کی معصیت کی وجہ سے اس کی مالی مدد ختم نہیں کرنی چاہیے۔

(12) قریبی رشتے داروں پر خرچ کرنا چاہیے۔

(13) اللہ تعالیٰ نے بڑے سے بڑا جرم کرنے والے کو معاف کرنے اور اس سے درگزر کرنے کی ترغیب دی ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾

''جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں یقیناً ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' (23)

سوال 1: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ''جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں یقیناً ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' کی وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ ''جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں'' رب العزت نے پاک دامن عورتوں پر بہتان لگانے کی سخت وعید سنائی ہے کہ وہ بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں جن کے دل پاک ہیں جنہیں یہ نہیں پتہ کہ بدچلنی کیا ہوتی ہے اور کیسے کی جاتی ہے۔

(2)﴿لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ ''یقیناً ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے'' یعنی دنیا اور آخرت میں انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا ہے۔ (جامع البیان: 109/18)

(3)﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ''اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' لعنت سے بڑھ کر عذاب عظیم کی وعید دی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ (4) اللہ تعالیٰ نے ایمان والی عورتوں پر بے حیائی کا الزام لگانے سے ڈرایا ہے کہ ان کے لیے لعنت اور عذاب عظیم ہے۔

﴿يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''اس دن جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے
جو کام بھی وہ کیا کرتے تھے'' (24)

سوال 1: ﴿يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اس دن جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے جو کام بھی وہ کیا کرتے تھے'' قیامت کے دن اعضاء اقبال جرم کریں گے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اس دن جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے جو کام بھی وہ کیا کرتے تھے'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف مدینہ میں جو ماحول بن گیا تھا اُس میں بے سوچے سمجھے زبانوں نے ہی کردار ادا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے شعور کو بیدار کیا ہے کہ یہ زبانیں تمہارے اپنے خلاف گواہ بننے والی ہیں۔ یہ عذاب عظیم قیامت کے روز ہو گا۔

(2) انسان اس لیے غلط باتیں کرتا ہے کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ براہ راست رب تک پہنچ رہے ہیں۔ انسان دوسروں پر ظلم اس لیے کرتا ہے کہ وہ بے خبر رہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے ہاتھ پاؤں اللہ تعالیٰ کے گواہ بن جائیں گے۔ غفلت اور بے خبری سب برائیوں کی جڑ ہے۔

(3) جس (قیامت کے) روز ہر عضو اپنے اعمال کی گواہی دے گا اور وہ ہستی انہیں قوت گویائی عطا کرے گی جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے پس بندے سے گناہوں کا انکار ممکن نہ ہو گا۔ یقیناً وہ ہستی جس نے بندوں کے نفوس ہی میں سے گواہ برپا کئے اس نے بندوں کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انصاف کیا۔ (تفسیر سعدی: 1811/29)

(4)﴿وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ لِمَ شَهِدۡتُّمۡ عَلَيۡنَا ؕ قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيۡۤ اَنۡطَقَ كُلَّ شَيۡءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ﴾ ”اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: ”تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے؟“ وہ کہیں گی: ”ہمیں اُسی اللہ تعالیٰ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی دے دی۔“ اور اُس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو۔“ (فصلت: 21)

سوال 2: انسان کے اعمال کیسے درست رہ سکتے ہیں؟

جواب: انسان کے اعمال اسی صورت میں درست رہ سکتے ہیں اگر اُس کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہے، اور اس کا ہر عمل ریکارڈ ہو رہا ہے۔ اس احساس کے تحت اس کی زندگی بدل سکتی ہے، وہ الفاظ کا درست استعمال کر سکتا ہے، اور اپنے ہاتھ پاؤں کا محتاط استعمال کر سکتا ہے۔

﴿يَوۡمَئِذٍ يُّوَفِّيۡهِمُ اللّٰهُ دِيۡنَهُمُ الۡحَقَّ وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِيۡنُ﴾

”اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حقیقی بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، جو ظاہر کرنے والا ہے“ (25)

سوال 1: ﴿يَوۡمَئِذٍ يُّوَفِّيۡهِمُ اللّٰهُ دِيۡنَهُمُ الۡحَقَّ وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِيۡنُ﴾ ”اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حقیقی بدلہ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، جو ظاہر کرنے والا ہے“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿يَوۡمَئِذٍ يُّوَفِّيۡهِمُ اللّٰهُ دِيۡنَهُمُ الۡحَقَّ﴾ ”اُس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حقیقی بدلہ دے گا“ یعنی قیامت کے دن رب العزت ہر ایک کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا۔ (2) اللہ تعالیٰ عادل ہے وہ کسی کے اعمال کی جزا میں کمی نہیں کرے گا۔

(3) اس دن چھوٹے بڑے سب اعمال اپنے سامنے موجود پا سکیں گے جیسا کہ فرمایا ﴿وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ فَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا فِيۡهِ وَيَقُوۡلُوۡنَ يٰوَيۡلَتَنَا مَالِ هٰذَا الۡكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً اِلَّاۤ اَحۡصٰٮهَا ۚ وَوَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ”اور کتاب اعمال رکھ دی جائے گی، پس آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کتاب کیسی ہے جس نے چھوٹا بڑا کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اس کو شمار کر رکھا ہے اور جو بھی انہوں نے کیا تھا وہ سب اس کو سامنے پائیں گے اور آپ کا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرتا۔“ (الکہف: 49)

(4)﴿وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِيۡنُ﴾ ”اور وہ جان لیں گے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، جو ظاہر کرنے والا ہے“ اس عظیم موقع پر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی واضح حق ہے۔ اس کے اوصاف حق ہیں، اس کے افعال حق ہیں، اس کی ملاقات حق، اس کی عبادت حق، اس کے وعدے حق، اس کی وعیدیں حق ہیں، اس کے رسول حق، اس کا دین حق ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(5)(i) جس دن حساب کتاب ہوگا۔ (ii) جس دن ہر انسان کو اس کے کیے کا بھرپور بدلہ ملے گا۔

(iii) اس دن انسان کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، سچ کو سچ کر دکھانے والا۔

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں یہ لوگ اُن باتوں سے بری کیے ہوئے ہیں جو لوگ کہتے ہیں، ان کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے'' (26)

سوال 1: ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ ''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں یہ لوگ اُن باتوں سے بری کیے ہوئے ہیں جو لوگ کہتے ہیں، ان کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ﴾ ''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں'' اس سے مراد زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فحش باتیں برے لوگوں کے لیے ہیں اور برے لوگ فحش باتوں کے لیے ہیں۔

(3) ﴿وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ ''اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں'' اس سے مراد پاک مرد اور پاک عورتیں ہیں۔

(4) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لیے ہیں اور اچھے لوگ اچھی باتوں کے لیے ہیں۔ یہ آیت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ پر الزام لگانے والوں کے بارے میں اتری مطلب یہ ہوا کہ بہتان باندھنے والوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو بداخلاقی کا الزام لگایا ہے وہی اس بات کے لائق ہیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے گناہ، پاک اور طاہر ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو ہر پاکیزہ شخص سے زیادہ پاک ہیں۔ اگر ان میں کوئی عیب ہوتا تو انہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف نہ شرعی طور پر حاصل ہوتا نہ کونی طور سے۔ (مختصر ابن کثیر 2: 1320/2)

(5) ﴿اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ ''یہ لوگ اُن باتوں سے بری کیے ہوئے ہیں جو لوگ کہتے ہیں'' یعنی منافقوں کی الزام تراشی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے بری ہیں۔صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے۔

(6)﴿لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ ''ان کے لیے مغفرت اور باعزت رزق ہے'' یعنی گناہوں کی مغفرت اور رزق کریم ہے۔اس سے مراد جنت کا رزق ہے جو اہل ایمان کو نصیب ہوگا۔

رکوع نمبر 4

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم انس معلوم کرلو اور اس کے رہنے والوں پر سلام بھیج دو، تمہارے لیے یہی بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو'' (27)

سوال 1: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم انس معلوم کرلو اور اس کے رہنے والوں پر سلام بھیج دو، تمہارے لیے یہی بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو'' گھروں میں داخلے کے آداب کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو'' اللہ رب العزت نے اپنے بندوں سے فرمایا: اے لوگو جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اجازت لیے بغیر نہ داخل ہوا کرو یعنی کسی ایسی جگہ یا ایسے وقت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا جس کا اجازت چاہنے والا مالک نہ ہو۔(فتح الباری:5/11)

(2) (i) گھروں میں باجازت داخلے پر پابندی اس لیے عائد کی گئی ہے تا کہ معاشرے میں بُرائیوں کی پیدائش کا دروازہ بند کر دیا جائے

(ii) گھروں میں داخلے کی پابندی اسلام کے اُصول سدّ ذرائع کے مطابق ہے۔

(iii) اسلام خاندان اور گھروں کی چار دیواری کا احترام کرتا ہے اس لیے وہ گھروں میں داخلے پر پابندی عائد کرتا ہے۔

(3) (i) جس کا ذکر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت طلبی نظر پڑنے سے بچاؤ کے لئے مقرر کی گئی ہے۔'' (صحیح البخاری:6241،صحیح مسلم:2156)

اجازت طلبی میں خلل واقع ہوجانے سے گھر کے اندر ستر پر نظر پڑتی ہے۔کیونکہ گھر انسان کے لئے باہر کے لوگوں سے ستر اور پردہ ہے جیسے کپڑا جسم کو چھپاتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(ii) اجازت طلب کئے بغیر گھر میں داخل ہونا، داخل ہونے والے کے بارے میں شک کا موجب ہے اور وہ برائی یعنی چوری وغیرہ سے متہم ہوتا ہے کیونکہ گھر میں خفیہ طور پر داخل ہونا شر پر دلالت کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1812،1813)

(4) ﴿حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا﴾ ''یہاں تک کہ تم انس معلوم کر لو اور اس کے رہنے والوں پر سلام بھیج دو'' اہل ایمان کو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخلے کے لیے اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں اجازت طلبی یعنی ﴿اِسْتِئْذَان﴾ کو اِسْتِئْنَاس کہا گیا ہے۔ یعنی گھر والوں سے انس حاصل کرو۔ انس کے بعد ہی اجازت ملنے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔

(5) ﴿وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا﴾ ''اور اس کے رہنے والوں پر سلام بھیج دو'' نبی ﷺ نے فرمایا: کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کہو: ''السلام علیکم! اور پھر پوچھو کیا میں اندر آ جاؤں؟'' (سنن ابی داود:5177)

(6) سلام کرنے کے بعد تین بار اجازت مانگی جائے۔ اگر مل جائے تو گھر میں داخل ہو جاؤ اور اگر نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا، اس لیے واپس چلا آیا (جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہیے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تمہیں اس حدیث کی صحت کے لیے کوئی گواہ لانا ہوگا۔ (سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سنی ہو؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کے سوا) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے اور کوئی نہیں کھڑا ہوگا۔ ابو سعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی کریم ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ (بخاری:6245) (تفسیر المراغی:6/343)

(7) ''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ میں سوراخ میں سے دیکھا، نبی ﷺ کے پاس اس وقت ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا (اندر داخل ہونے سے پہلے) اجازت مانگنا تو ہے ہی اس لیے کہ (اندر کی کوئی ذاتی چیز) نہ دیکھی جائے۔'' (بخاری:6241)

(8) ایک صاحب نبی ﷺ کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو نبی کریم ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل یا بہت سے پھل لے کر بڑھے، گویا میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں ان صاحب کی طرف اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے۔ (بخاری:6242)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول ﷺ کے ساتھ (آپ کے گھر میں) داخل ہوا نبی کریم ﷺ نے ایک بڑے پیالے میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دودھ پایا تو فرمایا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلاؤ۔'' میں ان کے پاس آیا اور انہیں بلا لایا۔ وہ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت چاہی پھر جب اجازت دی گئی تو داخل ہوئے۔ (بخاری:6246)

(10) بنو عامر کے ایک شخص سے مروی ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو اس نے کہا: کیا میں اندر آ جاؤں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی سے کہا: اس کے پاس جاؤ وہ عمدہ طریقے سے اجازت نہیں مانگ رہا، اس سے کہو کہ اس طرح کہے: السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ (سلسلہ صحیحہ، الآداب والاستئذان:213)

(11) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''تین آیتیں ہیں کہ لوگوں نے ان پر عمل چھوڑ رکھا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''تم میں سے سب سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہو''۔ اور لوگوں کا خیال یہ ہے کہ سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ امیر ہو، اور ادب کی آیتیں بھی لوگ چھوڑ بیٹھتے ہیں''۔ عطار حمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ میرے گھر میں میری یتیم بہنیں ہیں جو ایک ہی گھر میں رہتی ہیں اور میں ہی انہیں پالتا ہوں کیا ان کے پاس جانے کے لیے بھی مجھے اجازت کی ضرورت ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہاں ضرور اجازت طلب کیا کرو''، میں نے دوبارہ یہی سوال کیا کہ شاید کوئی رخصت کا پہلو نکل آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم انہیں ننگا دیکھنا پسند کرو گے؟'' میں نے کہا نہیں فرمایا ''پھر ضرور اجازت مانگا کرو''۔ میں نے یہی سوال دوہرایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تو اللہ کا حکم مانے گا یا نہیں؟'' میں نے کہا ہاں مانوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''پھر بغیر اطلاع ہرگز ان کے پاس بھی نہ جاؤ''۔ (تفسیر ابن کثیر)

(12) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اپنی ماں کے پاس بھی گھر میں بغیر اطلاع کے نہ جاؤ۔ (تفسیر ابن کثیر)

(13) کلدہ بن حنبل کہتے ہیں: صفوان بن امیہ نے مجھے دودھ، کھیس اور چھوٹے کھیرے دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے اوپر والے حصے میں تھے میں نے سلام کہا اور اجازت طلب کئے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واپس لوٹ جاؤ اور (پہلے) اس طرح کہہ: السلام علیکم، کیا میں اندر آ جاؤں؟'' (سلسلہ صحیحہ، الآداب والاستئذان)

(14) ﴿ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ ''تمہارے لیے یہی بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو'' یعنی اجازت طلب کرنا تمہارے لیے بہتر ہے مکارم اخلاق میں سے ہے۔ (15) اجازت لینا واجب ہے مل جائے تو داخل ہونا چاہیے ورنہ پلٹ جانا چاہیے۔

(16) (i) اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو کہ گھر کے اندر کون ہے؟ (ii) اُس وقت تک داخل نہ ہوں جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ اجازت مل گئی ہے۔ (iii) گھروں میں سلام کر کے داخل ہوا جائے۔ اجازت گھر کے سربراہ کی جانب سے ہونی چاہیے بچے کی اجازت پر گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔

(17) استیذان سے گھروں کو عزت نصیب ہوتی ہے اور گھر والوں کو اچانک نظر پڑنے سے جو تکلیف لاحق ہوتی ہے اس سے اجازت طلبی بچاتی ہے۔ (18) گھروں میں کھانے پینے، لباس اور استعمال کی چیزوں تک لوگ نہیں چاہتے کہ کسی کی نظر پڑے۔ اجازت طلبی اس تکلیف سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھی بچا لیتی ہے۔(19)امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے پر کبھی کبھی زنا یا تہمت کے اسباب اور محرکات پیدا ہو جاتے ہیں۔(فتح القدیر:4/19)

سوال 2:رسول اللہ ﷺ کا گھروں میں داخلے کا کیا معمول تھا؟

جواب:(1)رسول اللہ ﷺ پہلے سلام کرتے پھر اجازت طلب کرتے۔

(2)رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ اجازت طلب کرتے اگر کوئی جواب نہ آتا تو لوٹ آتے۔

(3)ایک مرتبہ آپ ﷺ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر، دو مرتبہ اجازت طلب کی مگر جواب نہ آیا تیسری مرتبہ اجازت طلب کرنے پر جواب نہ آیا تو آپ ﷺ لوٹ آئے۔سیدنا سعد دوڑے آئے اور کہا کہ میں آواز سن رہا تھا مگر میرا دل یہ چاہتا تھا کہ آپ ﷺ کی زبان سے جتنی بار میرے لیے سلام اور رحمت کی دُعا نکل جائے اچھا ہے میں آہستہ آہستہ جواب دیتا رہا۔

(4)رسول اللہ ﷺ اجازت طلب کرتے وقت دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تا کہ ایک دم سامنا نہ ہو جس میں بے پردگی کا امکان رہتا ہے۔

﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾

''پھر اگر تم کسی کو ان میں نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو حتیٰ کہ تمہیں اجازت دے دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ جاؤ، وہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو''(28)

سوال 1:﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾''پھر اگر تم کسی کو ان میں نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو حتیٰ کہ تمہیں اجازت دے دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ جاؤ، وہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾''پھر اگر تم ان میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو حتیٰ کہ تمہیں اجازت دے دی جائے''اگر گھر خالی ہو تو اس میں داخل نہ ہوں۔

(2)خالی گھر میں گھر والوں کی اجازت سے داخل ہو سکتے ہیں مثلاً اگر کوئی کہہ دے اگر میں گھر پر نہ ہوں تو آپ گھر میں بیٹھیں اور انتظار کر لیں۔

(3)خالی گھر وہ بھی ہیں جن میں کوئی خاص فرد نہ رہتا ہو وہ ہر خاص و عام کے لیے کھلا ہو جیسے مسجد، ہوٹل وغیرہ ایسے مقامات پر داخل ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

(4) ویران اور بے آباد گھر جن کے مالکوں کا پتہ نہ ہو وہاں اگر گھاس اُگ آئے اور کوئی فائدہ اٹھانا چاہے تو اٹھا سکتا ہے۔

(5) ﴿وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا﴾ ''اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ جاؤ'' یعنی اگر کوئی ملاقات سے معذرت کر دے تو خوش دلی کے ساتھ واپس آنا چاہیے۔

(6) اگر گھر والے اجازت نہ دیں تو برا نہیں منانا چاہیے کیونکہ گھر والوں کا حق ہے اور جانے والے کا یہ واجب حق نہیں ہے کہ اسے اجازت دی جائے۔

(7) ﴿هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ﴾ ''وہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے'' یعنی تمھیں برائیوں سے پاک کرنے اور تمھاری نیکیوں میں اضافہ کرنے کے لیے یہ طریقہ کار بہتر ہے۔

(8) ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو'' یعنی اللہ تعالیٰ تمھارے احوال کو جانتا ہے اس نے تمھارے لیے اجازت طلبی کا طریقہ مقرر کیا ہے اس کی بات مان جاؤ کیونکہ اس کے بغیر آپ کمال اور سعادت کو نہیں پہنچ سکتے۔

(9) (i) اللہ تعالیٰ کے ''علیم'' ہونے کی بات انسان کے شعور میں آتی ہے تو وہ اپنے عمل کے بارے میں محتاط ہو جاتا ہے۔

(ii) اللہ تعالیٰ انسان کو اس کے دل کے عمل کے بارے میں شعور دلاتے ہیں کہ دیکھو اگر بُرا منایا، منفی خیالات کو جگہ دی تو تمہارے دل کے عمل سے میں ناواقف نہیں ہوں یوں انسان اپنے آپ کو منفی خیالات سے پاک کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

سوال 2: اسلام نے ملاقات کی اجازت دینے یا نہ دینے کا حق گھر والوں کو دیا ہے اس کی حکمت واضح کریں؟

جواب: (1) (i) اسلام انسانی مجبوریوں کی رعایت دیتا ہے مثلاً کوئی کسی اہم کام میں مشغول ہے یا کوئی اس پوزیشن میں نہیں کہ آنے والے مہمانوں کا صحیح طرح استقبال کر سکے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ملاقات سے انکار کر دے۔

(ii) اسلام اجتماعی معاملات کو اعلیٰ ظرفی کی بنیاد پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ ایک کو انکار کا حق دے کر دوسرے کو خوش دِلی سکھاتا ہے کہ یہ مائنڈ کرنے کا نہیں دوسرے کی مجبوریوں کے لحاظ کا معاملہ ہے۔

(2) (i) اجازت نہ ملنے پر لوٹ جانے والا اپنے آپ کو منفی خیالات سے بچا کر پاک ہو جاتا ہے۔

(ii) لوٹ جانے والا دوسرے انسان کی مجبوریوں کا لحاظ کر کے، دل میں وسعت پیدا کر کے پاک ہو جاتا ہے۔

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جن میں رہائش نہیں رکھی گئی جن میں تمہارے فائدے کی کوئی چیز ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو‘‘(29)

سوال1: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾ ’’تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جن میں رہائش نہیں رکھی گئی جن میں تمہارے فائدے کی کوئی چیز ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ﴾ ’’تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جن میں رہائش نہیں رکھی گئی جن میں تمہارے فائدے کی کوئی چیز ہو‘‘ ﴿غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ﴾ سے مراد Public Spots, Common Places مسافر خانہ، دوکانیں، ہوٹل سرائے وغیرہ ہیں یہاں پر لوگوں کے داخلے کی اجازت ہے۔

(2) ان گھروں میں داخل ہونے میں نہ کوئی حرج ہے اور نہ گناہ۔ اس سے اس گھر میں بلا اجازت آنے کی اجازت مل رہی ہے جو غیر آباد ہوں اور اس میں کسی کا سامان نہ ہو۔

(3) ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾ ’’اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو‘‘ اس میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو گھروں میں داخل ہوتے وقت آداب کا خیال نہیں رکھتے۔

(4) اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی احوال کو خوب جانتا ہے اور اسے تمہارے مصالح کا بھی علم ہے، اس لئے اس نے تمہارے لئے ایسے احکام کی تشریع کی ہے جن کے تم محتاج اور ضرورت مند ہو۔ (تفسیر سعدی: 1814/2)

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾

’’آپ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں‘‘(30)

سوال1: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ ’’آپ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں‘‘ نگاہیں پست رکھنے کے حکم کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ ''آپ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں'' رب العزت نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے اپنی نظروں کو اجنبی عورتوں سے ہٹالیا کریں اگر لاشعوری طور پر نگاہ پڑ جائے تو فوراً نگاہ ہٹالیا کریں۔

(2) غض کے معنی کسی چیز کو کم کر دینا یا گھٹا دینا اور جھکا دینا ہیں۔ غضِ بصر سے مراد نگاہ نیچی رکھنا ہے، نظر بچانا ہے۔

(3) ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں غض بصر کا حکم دیا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک تو ستر سے نظر ہٹانا اور دوسرے شہوت کے مقام سے نظر نیچی کر لینا ہے جہاں تک پہلی قسم کا تعلق ہے نبی ﷺ نے فرمایا ﴿لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ﴾ ''کوئی مرد کسی مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت، عورت کا ستر دیکھے'' اور انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنے ستر کو ڈھانپے۔ غض بصر کی دوسری قسم اجنبی عورت کی چھپی ہوئی زینت سے نظر بچانا ہے اور یہ پہلی سے زیادہ سخت ہے۔ (مجموع الفتاوی:15/414، 436)

مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے۔ (دار قطنی، بیہقی) مرد کا اپنے ستر کو بیوی کے سوا کسی کے سامنے ارادتاً کھولنا حرام ہے۔

(4) نگاہ نیچی رکھنے سے مراد ہر وقت نیچے دیکھنا نہیں ہے اس سے مراد: (i) نظر بچانا ہے یعنی (a) نظروں کو دیکھنے کے لئے آزاد نہ چھوڑنا۔

(b) پوری طرح نگاہ بھر کر نہ دیکھنا ہے۔

(ii) اس سے مراد تمام نظروں کو بچانے کا نہیں بلکہ بعض نظروں کو بچانے کا حکم ہے۔

(ii) اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کسی چیز کو بھی نظر بھر کر نہ دیکھا جائے۔ (a) اسلام نے پابندی عورتوں کو نظر بھر کر دیکھنے پر عائد کی ہے۔ (b) اسلام نے کسی کے ستر پر نگاہ ڈالنے پر پابندی عائد کی ہے۔ (c) اسلام نے بے حیائی کے مناظر دیکھنے پر پابندی عائد کی ہے۔

(5)﴿وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ ''اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں'' (i) شرم گاہ کی حفاظت سے مراد ناجائز شہوت رانی سے پرہیز ہے۔

(ii) شرم گاہ کی حفاظت میں اپنے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے سے بچنا بھی ہے۔

(6) یعنی عورتوں یا مردوں کے ساتھ بدکاری یا ان کے علاوہ دوسری صورتوں سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ اسی طرح ان کو چھونے اور ان کو دیکھنے سے بچیں۔ (تفسیر سعدی:2/1814)

(7) رب العزت نے مومنوں کی صفات میں سے یہ اہم صفت بیان فرمائی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ ''اور وہی جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' (المؤمنون:5)

(8)﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں'' (المعارج:29)

(9) سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔'' (مسند احمد:1/191)

(10) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے گروہ نوجوانان! زنا نہ کرو سنو! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے جنت ہے۔(مستدرک حاکم:4/458)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا چیز لوگوں کی کثرت کو جہنم میں داخل کرے گی آپ ﷺ نے فرمایا: ”منہ اور شرمگاہ۔“ (مسند احمد:2/472)

(12) سیدنا سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان یعنی (شرمگاہ) کی اور اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان (یعنی زبان) کی ضمانت دے دی تو میں اسے جنت میں جانے کا بھروسہ دلاتا ہوں۔“ (بخاری:6807)

(13) ”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے یا وہ ایک ہی جوتی میں چلے اور صماء پہنے اور ایک ہی کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا۔ اس حال میں کہ اس کی شرمگاہ کھل جائے۔“ (مسلم:5499)

(14) ”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور دو وقت نمازوں سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا: نماز فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص صرف ایک کپڑا جسم پر لپیٹ کر اور گھٹنے اوپر اٹھا کر اس طرح بیٹھ جائے کہ اس کی شرمگاہ پر آسمان و زمین کے درمیان کوئی چیز نہ ہو۔ اور اشتمال اور اصماء سے منع فرمایا۔“ (بخاری:5819)

(15) ”سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی لگے اور اس کے دل میں واقع ہو جائے تو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کی طرف ارادہ کرے اور اس سے صحبت کرے کیونکہ یہ اس کے دل کے میلان کو دور کرنے والا ہے۔“ (مسلم:3409)

(16) ﴿ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾ ”یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے“ یعنی نگاہوں اور شرم گاہوں کی حفاظت ان کے نفوس کے لیے زیادہ پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

(17) ان کے لیے زیادہ طہارت، پاکیزگی، اور ان کے اعمال خیر میں زیادہ اضافے کا باعث ہے کیونکہ جو کوئی اپنی نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے وہ اس گندگی سے پاک ہو جاتا ہے جس میں فواحش کے مرتکب لوگ ملوث ہوتے ہیں اور ان محرمات کو ترک کرنے سے، نفس جن کی خواہش کرتا اور ان کی طرف دعوت دیتا ہے، اعمال خیر میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی چیز ترک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عوض عطا کرتا ہے۔ جو کوئی اپنی آنکھوں کو حرام پر پڑنے سے بچائے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بصیرت کو روشن کر دیتا ہے۔ نیز اگر بندہ اپنی شرمگاہ اور نظر کو حرام اور اس کے مقدمات میں پڑنے سے بچا سکتا ہے دراں حالیکہ شہوت کا داعیہ پوری طرح موجود ہو، تو وہ دوسرے حرام میں پڑنے سے اپنے آپ کو زیادہ بچا سکتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں ”حفاظت“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ پس کسی محفوظ چیز کی حفاظت کے لیے نگرانی اور ان اسباب کو بروئے کار نہ لایا جائے جو اس کی حفاظت کے موجب بنیں تو وہ چیز محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرح نظر اور شرم گاہ کا معاملہ ہے، اگر بندہ ان کی حفاظت کی کوشش نہیں کرتا تو وہ ان آزمائشوں اور مصیبتوں میں ڈال دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں غور کیجئے، اللہ تعالیٰ نے کیسے شرم گاہ کی حفاظت کا مطلق طور پر حکم دیا ہے، کیونکہ شرم گاہ (کا غلط استعمال) کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ (تفسیر سعدی:1815,1814/2)

(18) اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ پہلی مرتبہ دفعتہً جو بے ساختہ نظر پڑتی ہے ازراہِ شہوات و نفسانیت نہیں ہوتی۔ (تفسیر عثمانی:190/2)

(19) ﴿اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔'' یعنی (i)(a) نظر کب اُٹھتی ہے اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔ (b) نظر کب جھکتی ہے اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔ (c) نظریں کب نظروں تک پیغامات پہنچاتی ہیں اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔ (d) نظریں کب دلوں کے اندر اُتر جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کو خبر ہے (e) نظر سے شرم گاہ تک کے فاصلے کیسے سمٹتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔

(ii) اللہ تعالیٰ نے اپنی خبر سے نظریں بچانے سے شرم گاہوں کی حفاظت کرنے تک انسان کو مصروف کر دیا ہے۔

سوال 2: اسلام نظروں پر پہرے کیوں بٹھاتا ہے؟

جواب: (1) رب العزت کا فرمان ہے ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔـوْلًا﴾ ''اور اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں یقیناً کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے متعلق سوال ہوگا۔'' (بنی اسرائیل:36)

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص مجھ سے ڈر کر اسے چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے میں اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (طبرانی)

(3) نظر کی وجہ سے انسان کا دل متاثر ہوتا ہے۔ اُس کے اخلاق، معاملات، زندگی سبھی کچھ متاثر ہو جاتا ہے۔ نظروں کو بچانے سے دل پاک رہتے ہیں اور نظروں کو بے مہار چھوڑ دینے سے دل اور زندگی ناپاک ہو جاتی ہے۔

؎ نگاہ پاک ہے تیری تو دل بھی پاک ہے تیرا
کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو

(4) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''عورت جب بن سنور کر گھر سے نکلتی ہے تو اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

(5) اسلام نے زنا پر ابھارنے والے تمام محرکات پر بھی پابندی عائد کی ہے، جن میں نظر بازی بھی شامل ہے۔

(6) قرطبی نے کہا نظر دل کا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ (تفسیر قرطبی:148/2)

(7) آپ دیکھیں نظر جب کبھی بھی کسی کے حسن پر اُٹھتی ہے، نظر کی وجہ سے دل بے چینی کا شکار ہو جاتا ہے۔ قصور نظر کرتی ہے اور شکار دل ہو جاتا ہے اور دل جب شکار ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے انسان پھر بچ نہیں پاتا۔ یہ اتنا مہلک فتنہ ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کس طرح سے آفت کا شکار ہوتا ہے! اس وقت میں کچھ عربی اشعار آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ کسی عربی شاعر نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كل الحوادث مبداء من النظر ”تمام آفتیں نظر بازی سے شروع ہوتی ہیں“

ومعظم النار من مستصغر شرر ”بڑی آگ چھوٹے چھوٹے شعلوں سے بھڑکتی ہے“

اسی طرح وہ کہتا ہے: ”بسا اوقات نظر بازی اس طرح سے دل میں کھب جاتی ہے جس طرح تیر کمان میں ہوتی ہے۔
اس کی آنکھ ایسی چیز میں خوش ہو رہی ہے جو اس کے لیے وبالِ جان ہے۔ ایسی وقتی خوشی میں سراسر نقصان ہے خدا کرے یہ مبارک نہ ہو۔“
اسی طرح سے ایک اور شاعر کہتا ہے: ”اے نظروں کی تیراندازی میں کوشش کرنے والے! تو اپنے ہی تیروں سے مقتول ہوگا۔
اے نظر باز! تو جس سے اپنی شفا اور حاجت روائی کا متلاشی ہے، اپنے قاصد کو روک لے (یعنی اپنی نظر کو روک لے) کہیں یہ تجھ کو ہلاک نہ کر دے۔“

(8) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دین کی حفاظت چار چیزوں سے ہے (یعنی وہ دین جس کو تم اختیار کرنا چاہتے ہو تو چار چیزوں سے پرہیز کرنا): (i) لحظات (یعنی نظر) (ii) خطرات (یعنی دل میں خیال آنا) (iii) لفظات (یعنی بات چیت) (iv) خطوات (یعنی قدموں سے چل کے جانا)
”انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کے ان چاروں دروازوں پر پہرے بٹھائے رکھے۔ اپنی نظر کا مضبوطی سے تحفظ رکھے کیونکہ نظر ہی کے ذریعے دشمن اس پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کے جسم میں گھس کر اس کا نظامِ روحانی تہ و بالا کر دیتا ہے۔ (الجواب الکافی: 179)

(9) نظر دل تک خواہشات پہنچانے کا آلہ ہے جو انتہائی سرعت سے کام کرتا ہے۔ کوئی خوبصورت چیز، دلکش منظر، اپنا محبوب رشتہ، غرض جو چیز بھی ہے نظر پہلے اسے دیکھتی ہے اور دیکھ کر رکتی نہیں بلکہ دل اسے اکساتا ہے یا یوں کہیے کہ وہ دل کو اکساتی ہے کہ اس من پسند منظر کو دوبارہ دیکھو، بار بار دیکھو۔ ایک عقل مند کا مقولہ ہے کہ: ”نظر دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی۔“

(10) مسلمان ماہرین نفسیات کا کہنا ہے: ”آنکھوں سے دل تک کا ایک ہی راستہ ہے جب آنکھ فاسد اور خراب ہو جاتی ہے تو دل بھی خراب اور فاسد ہو جاتا ہے۔ پھر جس طرح کوڑا پھینکنے کی جگہ نجاست اور گندگی کا مقام بن جاتی ہے اس طرح آنکھ کے فاسد اور حرام مناظر کو دل تک پہنچانے کی وجہ سے دل گندگی کا مقام بن جاتا ہے اور جہاں گندگی ہو وہاں معرفتِ الٰہی، محبت الٰہی اور انابت الٰہی کا سُرور حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔ (تزکیۃ النفوس: 28) (11) نظر بازی دیکھنے میں بہت معمولی سا کام ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے بچنے کے لیے کوشش اور تدبیر بہت کم کی جاتی ہے، لیکن اس کا انجام زنا ہے۔

(12) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک نوجوان کا تذکرہ کیا ہے جو مصر میں رہتا تھا۔ ایک مسجد کا مؤذن تھا۔ بہت خوبصورت عربی لڑکا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جواں سالی میں یہ نعمت دی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کر سکے۔ مسجد کے جس مینار پر چڑھ کر وہ اذان دیا کرتا تھا، ایک روز اذان دیتے ہوئے اس کی نظر نیچے ایک لڑکی پر پڑ گئی۔ وہ لڑکی عیسائی [christian] تھی۔ وہ مینار سے اترا اور سیدھا اس کے گھر چلا گیا۔ لڑکی نے پوچھا: یہ بتاؤ! تم یہاں کیوں اور کیسے آئے ہو؟ اس نے کہا: تمہاری محبت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ اس نے کہا: میں تمہاری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آرزو کبھی پوری نہیں کرسکتی اس لیے کہ تم مسلمان ہو اور میں عیسائی ہوں۔ اس نے کہا کہ میں تمہاری بات پر غور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لڑکی نے کہا: غور کر کے دیکھ لو۔ میں بھی عیسائی، میرے والد بھی عیسائی، میرے خاندان کے تمام افراد عیسائی۔ میرے والد صرف اسی صورت میں نکاح پر آمادہ ہوسکتے ہیں جب تم اپنا دین چھوڑ دو گے۔ لڑکے نے یوں کیا کہ عیسائیت اختیار کر لی اور اس طرح ایک رات وہ سونے کے لیے اپنے گھر کی چھت پہ گیا۔ اس کا پاؤں پھسلا، نیچے آ گرا اور مر گیا۔ ابھی نکاح بھی نہیں ہوا تھا۔ یوں اس نکاح پر اس کی قدرت بھی نہ ہوئی اور ایمان بھی چلا گیا۔

اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ اذان دیتے ہوئے ایک نظر پڑ گئی۔ کسی کی نظر کعبے کے پردے کو پکڑے ہوئے کسی لڑکی پر پڑی تو وہ نظر بھی اس کو بچا نہ سکی اور وہ چیخ اٹھا کہ خدارا دیکھو میری نگاہ نے کیا چیز میری مطلوب و مقصود بنا دی ہے۔ یعنی میں آیا اللہ تعالیٰ کی محبت میں، اللہ تعالیٰ کی محبت تو مجھ سے گئی، میں کسی اور کی محبت میں دیوانہ ہو گیا۔ (نظر اٹھائیں یا جھکائیں) غض بصر ایک عبادت ہے جس کے مواقع دن میں بار بار آتے ہیں۔

سوال 3: نظر کے مرض کا علاج کیا ہے؟

جواب: امام ابن قیم سے کسی نے سوال کیا! ''کہ ایک آدمی کی کسی عورت پر نظر پڑ جاتی ہے وہ اس کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ اس کا سبب میری نظر ہے، اگر اسے دوبارہ دیکھ لوں تو عشق کے تمام جذبات بہہ جائیں گے، کیا اس خیال سے دوسری بار دیکھنا درست ہے؟'' امام ابن قیم نے جواب دیا: ایسا کرنا دس وجوہات کی بنا پر درست نہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ نے غض بصر کا حکم دیا ہے اور انسان کے لیے حرام شدہ امور میں شفا نہیں رکھی گئی۔

(2) رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر کے بارے میں سوال کیا گیا، انہیں یہ علم تھا کہ یہ دل پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کا علاج نظر ہٹا لینے سے کیا، دوبارہ دیکھنے سے نہیں۔

(3) حدیث میں وضاحت آ چکی ہے کہ پہلی اچانک نظر جائز ہے، اور دوسری بار ارادہ نظر ناجائز۔ یہ ناممکن ہے کہ جائز چیز میں تو بیماری ہو اور ناجائز میں اس کی دوا۔

(4) یہ ظاہر ہے کہ پہلی نظر معاملے کو کم نہیں کرتی، اس پر تجربہ بھی شاہد ہے کہ جسے پہلی بار دیکھا اور وہ اچھا لگا تو دوسری بار دیکھنے سے وہ برا نہیں لگ سکتا۔ (5) اگر نفس کی بات مانتے ہوئے دوبارہ دیکھا تو عشق کا عذاب مزید بڑھ جائے گا۔

(6) دوبارہ دیکھنے پر شیطان کے ہاتھ میں اس کی رکابیں ہوں گی اور وہ اس عورت کو اسے مزید خوبصورت کر کے دکھائے گا تاکہ آزمائش کا اتمام ہو جائے۔

(7) حرام شدہ امر کے ارتکاب سے اس کی آزمائش ختم کرنے میں اللہ کی مدد نہیں ہوگی۔ پہلے وہ اس لائق ہوگا کہ اس کی اعانت نہ کی جائے۔

(8) پہلی نظر شیطان کے مسموم تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ چنانچہ دوسری نظر پہلی نظر سے زیادہ مسموم ہوگی۔ پھر زہر کا علاج زہر سے کیسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوسکتا ہے؟(9)اس مسئلے میں پڑنے والے شخص اک معاملہ ترکِ محبوب کے حوالے سے (جیسا کہ سائل کا سوال ہے)اللہ تعالیٰ سے ہے۔سائل چاہتا ہے کہ وہ دوسری نظر ڈال کر دیکھے اگر وہ اسے ناپسند کرے تو اسے ترک کر دے۔مگر وہ اسے کیسے ترک کرے گا،کیا اس کی یہ غرض اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں۔بات تو تب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر معشوق کو ترک کر دے۔

(10)اس کی مثال یہ ہے کہ آپ نئے گھوڑے پر سوار ہوں،وہ آپ کو ایک تنگ گلی میں لے جائے جس سے نکلنے کا راستہ نہ ہو،وہ سامنے سے بند ہو اور اس میں اتنی جگہ بھی نہ ہو کہ اس کے نکلنے کے لیے موڑ کاٹا جاسکے۔چنانچہ جب وہ اس گلی میں داخل ہونے لگے گا تو آپ اس کی لگام کھینچیں گے تاکہ وہ اندر داخل نہ ہو،جب وہ ایک آدھا قدم اندر جائے گا،آپ چلائیں گے،اسے جلدی سے پیچھے کی طرف دھکیلیں گے، اگر آپ اسے لوٹانے میں کامیاب ہو گئے تو معاملہ آسان ہوگا۔اور اگر اس نے ذرا بھر بھی سستی کی،گھوڑا اندر داخل ہو گیا،آپ نے اسے اندر کی طرف ہانکا،اندر جا کر اس کی دم پکڑ کر پیچھے کھینچنا شروع کیا تو اسے باہر نکالنا مشکل ہو جائے گا۔پس تیر دل میں کھب جاتا ہے اور اپنا مسموم عمل کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اگر جلدی سے اسے نکال دیا جائے تو اس کے زہر سے ہلاکت کا امکان نہیں ہوتا۔(غض بصر:72-75)

سوال 4:غض بصر کے کیا فوائد ہیں؟

جواب:غض بصر ایک ایسی عبادت ہے جس کے مواقع دن میں کئی بار پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ان مواقع پر اپنی نظر کو قابو میں رکھنا مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں۔انسان موقع ملنے کے باوجود جتنی بار اپنی نظر پر جھک جانے کا حکم لگائے گا اتنی بار اسے اس عبادت پر اجر ملے گا۔ دس گنا اجر تو خود اللہ نے کہہ کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ارشاد ہے:﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''جو نیکی لائے گا اس کے لیے اس جیسا دس گنا ہوگا اور جو برائی لائے گا تو وہ اس کے برابر ہی بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''(انعام:160) جو شخص اپنی نگاہ کو قابو میں رکھنے میں کامیاب ہو گیا اسے اللہ کے رسول ﷺ نے مندرجہ ذیل خوشخبریوں سے نوازا ہے۔

(1)ایمان کی مٹھاس کا باعث:رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم ہے:''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے،جس شخص نے اسے میرے ڈر سے بدنگاہی سے بچائے رکھا،میں اسے ایسے ایمان سے نوازوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔(سنن ابوداود)

(2)نارِ جہنم سے نجات:تین قسم کی آنکھوں پر جہنم کی آگ اثر نہیں کرے گی۔(i)جس نے راہ حق میں رات بھر پہرہ دیا۔(ii)جو اللہ کے خوف کے سبب روئی۔(iii)جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی طرف اٹھنے سے باز رہی۔(طبرانی) گویا فی سبیل اللہ جاگنے والی آنکھ اور بدنگاہی سے بچنے والی آنکھ اللہ کے نزدیک اجر میں برابر ہیں۔

(3)جنت کی ضمانت:نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''جس نے مجھے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان یعنی(شرمگاہ)کی اور اپنے دونوں جبڑوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان (یعنی زبان) کی ضمانت دے دی تو میں اسے جنت میں جانے کا بھروسہ دلاتا ہوں۔" (بخاری:6807)

(4) اللہ تعالیٰ کے دیدار کا باعث: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حرام کام سے بچنا اللہ تعالیٰ کے دیدار کا باعث بنے گا۔

تمہارے ایک جلوہ کی طلب کے ذوق وشوق نے بچا رکھا ہے دید کو خیانت نگاہ سے

(5) عرش الٰہی کا سایہ بننے کا سبب: رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم ہے: "قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہیں ہوگا، اس دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو اپنے عرش تلے سایہ مہیا کرے گا، جن میں ایک شخص وہ بھی شامل ہے جسے کسی حسین اور مالدار عورت نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا لیکن اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں" (بخاری کتاب الحدود)

(6) دعا کی قبولیت کا سبب: رسول اللہ ﷺ نے گذشتہ دور میں گزرے ہوئے تین افراد کا واقعہ بیان کیا کہ وہ کہیں جنگل میں جا رہے تھے کہ بارش نے آلیا، وہ ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر آ گرا اور اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل سوچو جو تم نے محض اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو۔ چنانچہ ایک نے کہا! "یا اللہ میرے والدین بوڑھے تھے، میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ شام کو گھر لوٹتا، دودھ دوہتا تو پہلے والدین کو پلاتا پھر اپنے بچوں کو۔ ایک رات میرے آنے تک وہ سو چکے تھے۔ میں نے انہیں بیدار کرنا پسند نہ کیا اور سرہانے کھڑا ہو گیا اور ان کو دودھ پلانے سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا حالانکہ بچے پینے کے لیے ضد کرتے رہے، حتیٰ کہ صبح ہو گئی، یا اللہ تو جانتا ہے اگر یہ کام محض تیری رضا کے لیے میں نے کیا تھا تو اس پتھر کو ہٹا دے تاکہ ہم آسمان دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے پتھر کا ایک حصہ ہٹا دیا۔ دوسرے نے کہا!" یا اللہ میری ایک چچازاد تھی، مجھے اس سے اتنی محبت تھی جتنی کوئی بھی مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا، اس نے اس وقت تک کے لیے انکار کر دیا جب تک کہ سو دینار نہ دوں۔ میں نے سو دینار جمع کر لیے اور اس کے پاس پہنچا، جب میں اس سے اپنی خواہش پوری کرنے لگا، اس نے کہا! اے اللہ کے بندے، اللہ سے ڈر اور لگی ہوئی مہر نہ توڑ، پس میں واپس چلا آیا۔ اے اللہ اگر یہ کام میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو تو ہماری مشکل آسان کر دے۔" چنانچہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا۔ تیسرے نے کہا!" اے اللہ میں نے ایک مزدور کو کام پہ لگایا اور طے کیا کہ تمہیں ایک فرق (آٹھ کلوگرام) چاول دوں گا، کام ختم ہوا، اس نے مزدوری مانگی، میں نے اسے دے دی، وہ مزدوری کم سمجھ کر لیے بغیر چلا گیا۔ میں ان چاولوں سے کاشتکاری کرتا رہا اور اس کی آمدنی سے ایک گائے خرید لی اور ایک چرواہا رکھ لیا۔ مدتوں بعد وہ شخص آیا اور کہنے لگا اللہ سے ڈر اور ظلم نہ کر اور میری مزدوری ادا کر دے۔ میں نے کہا یہ گائیں اور چرواہا سب تیرا مال ہیں، لے جا۔ اس نے کہا "مذاق نہ کر" میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ یہ سب تیرا ہے چنانچہ وہ لے کر چلا گیا۔ اے اللہ اگر میں نے محض تیری رضا کے لیے یہ کیا تھا تو رستہ کھول دے۔" اللہ نے پتھر ہٹا دیا اور وہ وہاں سے نکل آئے۔ (بخاری)

(7) امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں غض بصر پر عمل کرنے سے اس کے صاحب کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں: (i) الم وحسرت سے رہائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملتی ہے جب کہ دیکھنے سے شدت طلب ہوتی ہے، نہ صبر آتا ہے، نہ مطلوبہ چیز ملتی ہے۔(ii) قلب نورانی ہوجاتا ہے، چہرہ آنکھ اور جوارح سے نور ٹپکتا ہے۔(iii) فراست پیدا ہوتی ہے۔(iv) دل کو قوت، ثبات اور شجاعت ملتی ہے۔(v) دل دائمی سرور، فرحت اور انشراح پاتا ہے جو نظر بازی سے حاصل ہونے والی حرام لذت سے کہیں بڑھ کر ہے۔(vi) دل کو شہوت کی قید سے رہائی ملتی ہے (vi) جہنم کے دروازوں سے ایک دروازہ بند ہوجاتا ہے کیونکہ نفس اس دروازے پر کھڑا رہنے پر قناعت نہیں کرتا بلکہ ہرنئی سے نئی چیز میں لذت تلاش کرتا ہے۔

(viii) عقل کو تقویت اور تثبیت ملتی ہے، جب کہ نگاہ کو کھلا چھوڑ دینا عقل کو کم کرتا ہے۔ عواقب پر گرفتِ نگاہ کمزور ہوجاتی ہے، حالانکہ عقل کا اصل کام عواقب کو نگاہ میں رکھنا ہے۔(ix) علم کے راستے اور عرفان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔(احکام النظر ابن قیم:17)

سوال 5: نظر کی حفاظت کیسے کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے نظر کی حفاظت کا حکم دیا ہے کیونکہ نظر کی حفاظت سے ایمان کی حفاظت ہوتی ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ انسان کی کمزوریوں سے واقف ہے اس نے جہاں کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے وہاں ان کا کافی اور شافی علاج بھی بتایا ہے تاکہ انسان محرکات کے آگے بند باندھ سکے۔

(3) مرد اور عورت میں منفی کشش موجود ہے اس سچائی پر ہمارا ایمان ہے اس کشش سے انسان اپنے جسم اور اپنے نفس کو آزاد نہیں کرواسکتا البتہ منفی کشش کو خاص حد کے اندر رکھ سکتا ہے۔

(4) اگر اجنبی مرد اور عورت کا آمنا سامنا ہوجائے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو انہیں ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیے جس سے دلوں میں بدنیتی پیدا نہ ہو اور پاکیزہ خیالات اپنے قدم جمائے رکھیں۔

(5) مومن مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ اتفاقاً اگر نظر پڑ جائے تو ہٹاسکیں نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پہلی بار کی نظر تجھے معاف ہے (یعنی اتفاقی نظر) لیکن بعد کی معاف نہیں۔(ترمذی، ابواب الادب:2777)

(i) ایک بار نبی ﷺ نے فرمایا نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے یا آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے۔(بخاری کتاب الاستیذان)

(ii) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص مجھ سے ڈر کر اسے چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے میں اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (طبرانی)

(6) اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کریں؟ سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے پوچھا اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کروں۔ فرمایا: فوراً نگاہ پھیر لو یا نیچی کرلو۔(مسلم:5644) (7) ایک بار کشش محسوس ہو تو وہاں دوبارہ نگاہ دوڑانا بدکاری ہے۔(بخاری:6243)

(8) اگر اجنبی خواتین سے کوئی چیز طلب کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو رب العزت نے اس کا ادب سکھاتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر جب کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے اس حال میں کہ تم اس کے تیار ہونے کا انتظار کرنے والے نہ ہو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو اندر آجاؤ پھر جب تم کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں دل لگانے والے نہ بنو، یقیناً یہ بات نبی کو اذیت دیتی ہے پھر وہ تم سے شرم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے کوئی سامان مانگو تو اُن سے پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے پاکیزہ تر ہے اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت دو اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اُس کے بعد اُس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو یقیناً یہ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔'' (الاحزاب:53)

پردے کے پیچھے سے طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے دروازے پر دستک دے یا سلام کرے اور ایک طرف ہٹ کر مطلوبہ چیز کے بارے میں کہے خواتین بلاضرورت سامنے نہ آئیں۔

(9) نبی ﷺ نے نگاہ کو ابلیس کے زہریلے تیر سے تشبیہ دے کر نگاہ بچانے کا شعور دلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ نبی ﷺ لوگوں کو مسائل بتانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن و جمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ نبی ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ پھر اس عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ہو جائے گا۔'' (بخاری:6228)

(10) نظر کی حفاظت کے لیے نبی ﷺ نے نکاح کرنے کا حکم دیا سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو بدفعلی سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے اور اگر کسی میں نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ وہ شہوت کو ختم کرتے ہیں۔'' (صحیح بخاری:1905)

(11) راستے کا حق ہے کہ نظریں نیچی رکھیں: صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، راستے کا حق کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! (غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا، راہگیروں کو نہ ستانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ (بخاری:6229)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(12) عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے پرہیز کرنے سے نظر کی حفاظت ممکن ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو۔'' ایک شخص نے عرض کیا! ''سسرالی مردوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ موت ہیں۔'' (ترمذی)

سوال 6: غض بصر کے حکم سے مستثنٰی صورتیں کون سی ہیں؟

جواب: غض بصر کے حکم سے مستثنٰی صرف وہ صورتیں ہیں جس میں کسی عورت کو دیکھنے کی حقیقی ضرورت ہو۔

(1) نکاح کے لیے کسی عورت کو دیکھنا: نکاح کے لیے کسی عورت کو دیکھنا مستحب ہے۔

(i) رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے لیے عورت کو دیکھنے کی تعلیم دی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر تھا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی نے آکر آپ ﷺ کو خبر دی کہ اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اور اسے دیکھ کیونکہ انصاری عورتوں کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔ (مسلم:3485) (ii) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا پھر نبی ﷺ نے فرمایا تم اس کو دیکھ لو کیونکہ دیکھنے میں تم دونوں میں الفت پیدا ہونے کی امید ہے۔ (ترمذی:1087)

(2) تفتیش جرائم کے سلسلے میں کسی مشتبہ عورت کو دیکھنا۔ (3) عدالت میں گواہی کے موقع پر قاضی کا کسی گواہ عورت کو دیکھنا۔

(4) علاج کے لیے کسی ڈاکٹر کا مریض عورت کو دیکھنا۔

سوال 7: نبی ﷺ نے فتنہ نظر اور فتنہ سماعت کے علاج کے لیے کون سی دعائیں سکھائیں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ﴾ ''اے اللہ! میں اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے، اپنی زبان کے شر سے اور اپنے دل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداود، نسائی، مسند احمد)

(2) ﴿اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾ ''اے اللہ! میرے دل کو نفاق اور عمل کو ریاء اور دکھلاوے سے زبان کو جھوٹ سے، آنکھ کو خیانت سے پاک اور صاف کر دے۔ بے شک آپ آنکھوں کی خیانت اور سینے کے چھپے ہوئے رازوں کو جانتے ہیں۔''

(3) ﴿اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ﴾ ''اے اللہ! میرے کان اور میری نظر کی اصلاح فرمایئے'' رسول اللہ ﷺ کو اگر ان دُعاؤں کے کرنے کی ضرورت تھی تو ہم کتنے زیادہ محتاج ہیں! آپ ﷺ کی ایک دُعا کے الفاظ یوں ہیں: ''اے اللہ! میں عورتوں کے فتنے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿

”اور آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہ ہوں یا ان بچوں کے لیے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں اور وہ اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت جسے وہ چھپاتی ہیں معلوم ہو اور اے مومنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ“ (31)

سوال 1: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ ”اور آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں“ خواتین کی نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ ”اور آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں“ عورتوں کے لیے غض بصر کے لیے وہی احکامات ہیں جو مردوں کے لیے ہیں۔ لیکن دونوں کا معاملہ کسی حد تک مختلف بھی ہے۔

(2) حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ مسجدوں، بازاروں اور سفروں میں عورتیں نقاب اوڑھ کر جاتی تھیں کہ مرد انہیں نہ دیکھیں مگر مردوں کو یہ حکم بھی نہیں دیا گیا کہ وہ نقاب اوڑھیں تا کہ عورتیں انہیں نہ دیکھیں اس سے پتہ لگتا ہے دونوں کے معاملہ میں حکم مختلف ہے۔ (شوکانی، نیل الاوطار: 101/6)

(3) اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو نظر جھکانے کا حکم دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ (i) ارادے سے غیر مردوں کو نہ دیکھنا۔ (ii) نظر پڑ جائے تو ہٹا لینا۔ (iii) دوسروں کے ستر دیکھنے سے پرہیز کرنا۔ (iv) مجلس میں آمنے سامنے بیٹھ کر دیکھنا ممنوع ہے۔ (v) راستہ چلتے ہوئے یا دور سے کوئی جائز کھیل دیکھتے ہوئے مردوں پر نظر پڑنا گناہ نہیں ہے۔ (vi) حقیقی ضرورت پڑنے پر ایک گھر میں رہتے ہوئے دیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(4) نبی ﷺ نے نابینا کو دیکھنے سے روکا۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں اتنے میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابن اُمّ مکتوم آ گئے نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا: ان سے پردہ کرو! بیویوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! کیا یہ اندھے نہیں ہیں؟ نہ ہمیں دیکھیں گے نہ پہچانیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم بھی اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں؟ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب کہ پردے کا حکم آ چکا تھا۔" (ابوداود:34)

(5) کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مردوں کے سامنے دوسری عورتوں کے تذکرے اس طرح کرے کہ جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔ اسی وجہ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض مسلمان عورتیں غیر مسلم عورتوں کے ساتھ حمام میں جایا کرتی ہیں یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ (تفسیر کمالین جلالین:272/4)

(6) رسول اللہ ﷺ کا حبشیوں کا کھیل دکھانا: " سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سات ہجری میں حبشیوں کا وفد مدینہ آیا اور اس نے مسجد نبوی کے احاطے میں ایک تماشا کیا نبی ﷺ نے خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ تماشا دکھایا۔" (بخاری، مسلم)

(7) حقیقی ضرورت پر کسی کے گھر رہنے کی اجازت دینا: فاطمہ بنت قیس کو جب ان کے شوہر نے تین طلاقیں دی تو یہ سوال پیدا ہوا کہ وہ عدت کہاں گزاریں آپ ﷺ نے فرمایا: اُم شریک کے یہاں رہو پھر فرمایا: اُن کے یہاں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بہت جاتے رہتے ہیں (کیونکہ وہ مال دار اور فیاض خاتون تھیں اکثر لوگ ان کے ہاں مہمان رہتے اور وہ ان کی مہمان نوازی کرتی تھیں) لہٰذا تم ابن اُمّ مکتوم کے ہاں رہو وہ اندھے آدمی ہیں تم اُن کے ہاں بے تکلف رہ سکوگی۔ (مسلم، ابوداود)

(8) ﴿وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ "اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں" یعنی اپنے ستر کو کھولنے سے پرہیز کرنا ہے۔ عورت کا اپنا ستر دوسرے کے سامنے کھولنے سے پرہیز کرنا ہے اس معاملے میں عورتوں کے لیے بھی وہی احکامات ہیں جو مردوں کے لیے ہیں۔

(9) حرام جماع سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، نیز شرم گاہوں کو چھونے اور ان کی طرف حرام نظر سے ان کی حفاظت کریں۔ (تفسیر سعدی:1816/2)

سوال 2: عورت کے ستر کی حدود کیا ہیں؟

جواب: عورت کا ستر مردوں کے لیے الگ ہے اور عورتوں کے لیے الگ ہے۔

(1) عورت کا مردوں سے ستر: مردوں کے لیے عورت کا ستر ہاتھ اور منہ کے سوا اُس کا پورا جسم ہے جسے شوہر کے سوا باپ اور بھائی کے سامنے بھی نہیں کھلنا چاہیے۔

(2) عورت کا عورتوں سے ستر: عورت کا عورت سے ستر وہی ہے جو مرد کا مرد سے ستر کی حدود ہیں یعنی ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ جو ہمیشہ ڈھانکنا فرض ہے۔ جب کہ دوسرے حصوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔

(3) عورت کو باریک لباس نہیں پہننا چاہیے جس سے جسم جھلکے یا ایسا لباس جس کی وجہ سے جسم نمایاں ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُن کے رضاعی بھائی عبداللہ بن طفیل کی صاحب زادی آئیں اور رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر منہ پھیر لیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ میری بھتیجی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ظاہر کریں اپنے منہ اور ہاتھ کے سوا اور ہاتھ کی حد آپ ﷺ نے خود اپنی کلائی پر ہاتھ رکھ کر اس طرح بتائی کہ آپ کی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان صرف ایک مٹھی کی جگہ اور باقی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کی بہن اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں رسول اللہ ﷺ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ منہ اور ہاتھ کے سوا اُس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ (ابوداؤد)

سوال 3: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ ''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) زینت سے مراد آرائش، بناؤ سنگھار، خوب صورت لباس، زیورات، خوب صورت جوتے، خوب صورت نظر آنے کے لیے جو چیزیں استعمال کی جاتی ہیں وہ اور تمام بدن زینت میں شمار ہوتے ہیں۔

(2) ظاہری لباس جس کو عادت کے مطابق پہنا جاتا ہے اور اس کی نمائش کو نہیں روکا جا سکتا ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ ''مگر جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے'' میں آتا ہے اس لباس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے جو فتنے کو دعوت دے۔

(3) اسلام اس زینت کو مستثنیٰ قرار دیتا ہے جس کا چھپانا ممکن نہ ہو مثلاً چادر، عبایا اور سکارف جو عورت کے جسم پر ہونے کی وجہ سے خوب صورت دکھائی دیتا ہے۔ (4) ابن زید نے کہا اس سے مراد سرمہ، خضاب اور انگوٹھی ہے۔ (جامع البیان: 126/8)

(5) (i) ظاہر اپنی مرضی اور اختیار سے کیا جاتا ہے۔ اسلام نے اس سے روک دیا۔ (ii) ظاہر ہونے میں انسان کا اختیار اور مرضی شامل نہیں ہوتی اسلام نے اس کی رخصت دی ہے۔ (iii) اسلام رخصت کو ظاہر کرنے کی حد تک لے جانے کی اجازت نہیں دیتا۔

سوال 4: اسلام کا زینت کے بارے میں کیا نقطہ نظر ہے؟

جواب: (1) اسلام عورت کے فطری حق کو تسلیم کرتا ہے۔ زینت عورت کا حق ہے۔ ہر عورت کے اندر فطری طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوب صورت نظر آئے۔ اسلام اس کی فطرت کو جڑ سے اکھاڑنا نہیں چاہتا۔ اسلام زینت کی ضابطہ بندی کرنا چاہتا ہے رب العزت نے فرمایا: ﴿فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ''ایک گروہ کو اُس نے ہدایت دے دی ہے اور دوسرے گروہ پر گمراہی ثابت ہو چکی، یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنا رکھا ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ بلاشبہ وہی ہدایت پانے والے ہیں۔'' (الاعراف: 30)

(2) اسلام چاہتا ہے کہ عورت کی زیب و زینت ایک مرد کے لیے مخصوص ہو جس میں محرم رشتے داروں کے سوا دوسرے مرد شریک نہ ہوں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) اسلام نامحرم رشتہ داروں اور اجنبیوں کے سامنے زینت کے اظہار کی اجازت نہیں دیتا۔

سوال 5: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ ''اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں'' پردے کے احکامات کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلْيَضْرِبْنَ﴾ ''اور ڈالے رہیں'' یہ حکم مکمل ستر پوشی کے لیے ہے۔

(2) وہ زینت جس کا اظہار نہیں کیا جا سکتا جس کی نمائش حرام ہے اس میں پورا بدن داخل ہے۔

(3) جیب اس شگاف کو کہتے ہیں جو قمیض میں سینے پر ہوتا ہے۔ خُمار اس چادر کو کہتے ہیں جو سینے پر اوڑھی جاتی ہے سینے پر چادریں ڈالنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ یہ اُن مقامات میں سے ہے جن کا جنسی میلان سے تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کو فتنے میں ڈالنا نہیں چاہتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو فتنے سے بچایا۔

(4) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم کرے جنہوں نے پہلی ہجرت کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آیت ''اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں'' (تاکہ سینہ اور گلا وغیرہ نظر نہ آئے) نازل کی، تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا لیے۔ (بخاری: 4758)

(5) سیدہ صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی تو اُنہوں نے قریش کی عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے فضائل بیان کیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قریش کی عورتوں کو فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے انصار کی عورتوں سے زیادہ تصدیق کرنے والی عورتیں نہیں دیکھیں نہ ان سے زیادہ عقل مند عورتیں دیکھی ہیں جب سورۃ النور کی یہ آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ نازل ہوئی تو جب ان کے مرد اُن کے پاس گئے اور ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی تو ایک انقلاب آ گیا ایک شخص اپنی بیوی، بہن، بیٹی اور دوسری قریبی رشتہ دار خواتین کے سامنے تلاوت کرتا رہا تو ان عورتوں نے اپنی نقش و نگار والی ریشمی چادروں کو پھاڑا اور سر پر اُوڑھ لیا اُنہوں نے ایمان اور تصدیق کے جذبے سے اس حکم پر عمل کیا وہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صفوں میں یوں نظر آتی تھیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ (بخاری: 4759)

(6) اللہ رب العزت نے جاہلی رواج کی مخالفت کا حکم دیا۔ جاہلیت میں عورتیں اپنے سینوں پر کچھ بھی نہیں ڈالتی تھیں ان کی گردنیں، سر کے بال اور کانوں کی بالیاں کھلی رہتی تھیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان خواتین کو حکم فرمایا کہ ان کی مخالفت کریں اور اپنی تمام حالتوں میں پردے کی احتیاط رکھیں جیسا کہ فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پاک ثابت کر دیا ان باتوں سے جو انہوں نے کہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت مرتبے والا تھا'' (الاحزاب: 69)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال6:﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ﴾ ''اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے'' کس حلقے میں عورت اپنی زینت کے ساتھ پوری آزادی سے رہ سکتی ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ ''اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں'' (i) شریعت نے ان رشتوں کے سامنے زینت کا اظہار کرنے کی اجازت دی ہے جن کا ہر وقت گھر میں آنا جانا رہتا ہے۔

(ii) دوسری مصلحت یہ ہے کہ قربت اور رشتے داری کی وجہ سے ان رشتوں کی طرف فطری طور پر جنسی میلان نہیں ہوتا جس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہونے کا ڈر نہیں ہوتا ہے۔ (iii) شریعت ان رشتوں کے سامنے زینت کا اظہار کرنے کی اجازت دیتی ہے جن سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

(2) جس حلقے میں عورت اپنی زینت کے ساتھ پوری آزادی سے رہ سکتی ہے۔ (i) شوہر (ii) باپ (iii) شوہروں کے باپ (iv) اپنے بیٹے (v) شوہروں کے بیٹے (vi) بھائی (vii) بھائیوں کے بیٹے (viii) بہنوں کے بیٹے (ix) اپنے میل جول کی عورتیں (x) اپنے غلام (xi) ایسے نوکر چاکر جو شہوت والے نہ ہوں (xii) ایسے بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہیں۔

(3)﴿اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ ''مگر اپنے شوہروں کے لیے'' یعنی شوہروں کے سامنے زینت کا اظہار جائز ہے۔

(4) زینت کا مرکزی نقطہ تو شوہر ہی ہیں اپنی بیویوں کے سارے بدن کو دیکھنا جائز ہے یہاں تک کہ شرمگاہوں کو بھی۔ مگر شرم گاہوں کو دیکھنا مکروہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنی بیوی سے قربت کرے تو پردہ کر لے۔ دونوں گدھوں کی طرح ننگے نہ ہوں۔ رواہ الشافعی والطبرانی ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ کبھی نہیں دیکھی۔ (تفسیر مظہری: 223,222/8)

(5)﴿اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ﴾ ''یا اپنے باپ دادا کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے'' یعنی اپنے باپ دادا، پردادا، نانا، پرنانا کے سامنے زینت کا اظہار جائز ہے۔

(6)﴿اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ﴾ ''یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے'' اس میں اپنے بیٹے، پوتے، پرپوتے، شوہروں کے بیٹے، پوتے اور پرپوتے نیچے تک کے شامل ہیں۔

(7)﴿اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ﴾ ''یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے'' اس میں بھائی، بھتیجے، ان کے بچے، خواہ وہ حقیقی ہوں علاتی یعنی (باپ شریک) ہوں یا اخیافی (ماں شریک) ہوں سب شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8)﴿اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ﴾ ''یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے''اس میں بھانجے اور بھانجوں کے بچے سب شامل ہیں۔

(9) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے بارے میں فرمایا کہ یہ میرے لیے حلال نہیں ہوسکتیں، جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوجاتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہوجاتے ہیں۔ یہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہیں۔ (بخاری: 2645)

(10) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد) افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے (گھر میں آنے کی) اجازت چاہی تو میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ وہ بولے کہ آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا (دودھ کا) چچا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میرے بھائی (وائل) کی عورت نے آپ کو میرے بھائی ہی کا دودھ پلایا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افلح رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔ انہیں (اندر آنے کی) اجازت دے دیا کرو (ان سے پردہ نہیں ہے)۔ (بخاری: 2644)

(11) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف فرما تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک صحابی کی آواز سنی جو (ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خیال ہے یہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے دودھ کے چچا ہیں۔ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ صحابی آپ کے گھر میں (جس میں حفصہ رضی اللہ عنہا رہتی ہیں) آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا خیال ہے یہ فلاں صاحب، حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا ہیں۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے ایک رضاعی چچا کے متعلق پوچھا کہ اگر فلاں زندہ ہوتے تو کیا وہ بے حجاب میرے پاس آسکتے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! دودھ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ (بخاری: 2646)

(12)﴿اَوْ نِسَآئِهِنَّ﴾ ''یا اپنی عورتوں کے'' (i) اس سے مراد مسلمان عورتیں ہیں۔ (ii) اس سے مراد خدمت گار عورتیں، باندیاں، لونڈیاں وغیرہ آجاتی ہیں۔

(13) یعنی مسلمان عورتوں کے لئے ایک دوسری پر نظر ڈالنا مطلقاً جائز ہے۔ اس میں اس امر کا احتمال بھی ہے کہ اضافت جنسیت کی مقتضی ہو، یعنی اپنی ''عورتوں'' سے مراد مسلمان عورتیں ہیں جو تمہاری جنس سے تعلق رکھتی ہیں تب اس میں ان لوگوں کے لئے دلیل ہے جن کا موقف ہے کہ مسلمان عورت کی طرف ذمی عورت کا دیکھنا جائز نہیں۔ (تفسیر سعدی: 1815/2)

(14) امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض مسلمان عورتیں حمام میں جاتی ہیں، ان کے ساتھ مشرکہ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ سنو کسی مسلمان عورت کو حلال نہیں کہ وہ اپنا جسم کسی غیر مسلمہ عورت کو دکھائے۔ (جامع البیان: 129/18)

(15) مسلمان عورتوں کے سامنے زینت کے اظہار کی اجازت اس لیے دی گئی ہے کہ انہیں کسی عورت کی زینت اور اس کے جسمانی اعضا کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حالت کو شوہروں کے سامنے بیان کرنے سے روک دیا گیا۔

سوال7: ﴿ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ﴾ ''یا اپنے غلاموں کے یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہ ہوں یا ان بچوں کے لیے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ ''یا اپنے غلاموں کے'' یعنی اس غلام کے لیے جو گھر میں صرف خواتین کی خدمت کے لیے مامور ہے، اپنی مالکہ کو اس وقت تک دیکھنا جائز ہے جب تک کے مکمل طور پر اس کی ملکیت میں ہے جب ملکیت مکمل طور پر یا جزوی طور پر زائل ہو جائے تو مالکہ پر نظر ڈالنا جائز نہیں۔ (تفسیر سعدی: 1816/2)

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کسی کا مکاتب غلام ہو جس سے یہ شرط ہو گئی ہو کہ اتنا روپیہ دے دے تو تو آزاد، پھر اس کے پاس اتنی رقم بھی جمع ہو گئی ہو تو چاہیے کہ اس سے پردہ کرے۔ (مسند احمد، ابن کثیر: 542)

(3) ﴿اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ ''یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہ ہوں'' یعنی وہ مرد جو تمھارے زیر دست ہیں اور تمھارے ساتھ ان کا تعلق ہے جو کسی قسم کی شہوانی اغراض نہ رکھتے ہوں، مثلاً ناقص العقل لوگ، جو شہوانی شعور نہیں رکھتے اور وہ لوگ جن میں عورتوں کے پاس جانے کی خواہش باقی نہ رہے، ان کی شرم گاہ میں شہوت ہو نہ ان کے دل میں خواہش۔ ایسے شخص کے لیے نظر ڈالنا جائز ہے۔ (تفسیر سعدی: 1816/2)

(4) (i) اس سے وہ مرد مراد لیے گئے ہیں جن کا کھانے پینے کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا۔ (ii) بعض نے نامرد مراد لیے ہیں۔ (iii) بعض نے احمق مراد لیے ہیں۔ (iv) بعض نے خصی مراد لیے ہیں۔ (v) بعض نے بالکل بوڑھے مراد لیے ہیں۔ (vi) امام شوکانی کے نزدیک جن کے اندر قرآن کی بتائی ہوئی صفت شہوت والا نہ ہونا پایا جائے۔ وہ اس کے مصداق ہوں گے۔ اور باقی شامل نہیں ہوں گے۔

(5) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے، گھر میں ایک مغیث نامی مخنث بھی تھا۔ اس مخنث (ہیجڑے) نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کل اللہ تعالی نے تمہیں طائف پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کو دکھلاؤں گا کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (مٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار شکنیں پڑ جاتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے (ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: ''یہ (مخنث) تمہارے پاس اب نہ آیا کرے۔'' (بخاری: 5235)

(6) ﴿اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ﴾ یا ان بچوں کے لیے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں'' اس سے مراد وہ بچے ہیں جو نابالغ ہوں یا بلوغت کے قریب نہ پہنچے ہوں۔ کیونکہ وہی عورتوں کی چھپی ہوئی باتوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(7) یعنی وہ بچے جو اس قسم کی تمیز نہیں رکھتے ان کے لئے غیر عورتوں کو دیکھنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ وہ عورتوں کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں نہ اس کا علم رکھتے ہیں اور نہ ان میں شہوت پائی جاتی ہے۔ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ ایسے بچوں سے پردہ کرنا فرض ہے جو سن تمیز کو پہنچ چکے ہوں، کیوں اب وہ عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں۔ (تفسیر سعدی:2/1817)

سوال 8: ﴿وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ﴾ ''اور وہ اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت جسے وہ چھپاتی ہیں معلوم ہو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ﴾ ''اور وہ اپنے پاؤں (زور سے زمین پر) نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت جسے وہ چھپاتی ہیں معلوم ہو'' بغوی نے لکھا ہے کہ عورت جب چلتی تھی تو پاؤں زمین پر مارتی تھی تا کہ اس کی پازیب کی آواز لوگ سن لیں۔ اس کی ممانعت کر دی گئی، کیونکہ یہ حرکت مردوں کے دلوں میں اس عورت کی طرف میلان پیدا کرتی ہے۔ (جامع البیان:18/132)

(2) (i) پازیبوں کی جھنکار پاؤں مارنے سے سنائی دیتی ہے۔ (ii) اونچی ہیل (ایڑی) کے جوتے جن کی ٹک ٹک کی آواز زیوروں کی جھنکار سے کم نہیں ہوتی۔

(3) یعنی وہ زمین پر پاؤں مار کر نہ چلیں تا کہ ان کے پہنے ہوئے زیورات مثلاً پازیب وغیرہ کی آواز نہ آئے اور اس سبب سے اس کی زینت ظاہر نہ ہو جو فتنے کا وسیلہ بن سکے۔ اس آیت کریمہ اور اس قسم کی دیگر آیات سے ''سد ذرائع'' کے فقہی قاعدے کا استنباط کیا جاتا ہے، یعنی کوئی امر، اگرچہ وہ فی نفسہ مباح ہے مگر اس پر عمل کرنے سے کسی حرام امر کا ارتکاب ہوتا ہے یا اس کا خدشہ ہے، تو سد ذریعہ کے طور پر یہ مباح امر ممنوع ہو جائے گا۔ زمین پر پاؤں مارنا فی نفسہ مباح ہے لیکن چونکہ یہ اظہار زینت کا ذریعہ ہے، اس لئے پاؤں مار کر چلنے سے روک دیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہترین احکام کا حکم دیا ہے اور بہترین وصیتیں عنایت فرمائی ہیں۔ ان پر عمل کرنے میں بندہ مومن سے کوتاہی واقع ہونا ایک لابدی امر ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1817)

سوال 9: عورت کے خوشبو لگانے کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے حواس کو مشتعل کرنے والی چیزوں پر پابندی لگائی ہے۔

(2) رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا کہ خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں۔

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے جو میرے محبوب تھے جو خاتون خوشبو لگائے ہوئے مسجد میں داخل ہو اس کی نماز مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ گھر پہنچ کر غسل جنابت جیسا غسل نہ کر لے۔ (ابی داؤد:4174)

(4) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو خاتون خوشبو کی دھونی حاصل کرے تو وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں شامل نہ ہو (بلکہ گھر ہی میں پڑھے)۔'' (ابی داؤد:4175)

سوال 10: اسلام نے مسلمانوں کے جمالیاتی ذوق میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب۔(1) اسلام نے جو تبدیلی انسانی شعور میں پیدا کی اس کی وجہ سے مسلمانوں کے جمالیاتی ذوق میں تبدیلی آ گئی۔

(2) مسلمانوں کو حسن اور جمال کا انسانی اور مہذب رنگ پسند آ گیا۔(3) مسلمانوں کے لیے حسن کی ادائیں پسندیدہ نہ رہیں۔

(4) مسلمانوں کو عریانیت مطلوب نہ رہی۔

(5) مسلمانوں کے لیے ایک معیار قائم ہو گیا، سنجیدگی اور وقار کا جمال ہی تو پاکیزہ جمال ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے۔

(6) اسلام نے حسن و جمال کے حیوانی معیار عریانیت سے کراہت پیدا کر دی۔عریانیت کی طرف تو انسان اسی وقت مائل ہوتا ہے جب اس کے احساسات حیوانی بن جاتے ہیں۔

(7) اسلام کے مقابلے میں جدید تہذیب نے حیوانی معیار جمال کا ذوق پیدا کیا ہے یہ عریانیت کا ذوق ہے جو مقامات کشش اور مقامات فتنہ کو نمایاں کرتا ہے اس ذوق کی وجہ سے عورتوں کی یہ حالت ہے کہ وہ مردوں کو اس طرح ذوق نظارہ کی دعوت دے رہی ہیں جیسے جانور جانور کو پکارتا ہے۔ یہ ذوق جمالیات نہیں ذوق عریانیت ہے جس میں حیوانی رنگ غالب ہے۔آج جدید تہذیب نے انسانی ذوق کو کتنا گرا دیا ہے۔

سوال 11:﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ''اور اے مومنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) توبہ کیا ہے؟ ان کاموں کو چھوڑ دینا جو اللہ تعالی کو پسند نہیں، اور ان کاموں کو کرنا جو اس کو پسند ہیں۔مومن توبہ کا محتاج ہے۔ رب العزت نے ایمان والوں کو خالص توبہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے ﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ ''اور تم سب مل کر اللہ تعالی کی طرف توبہ کرو'' یعنی دنیا کی آفتوں سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے سب مل کر توبہ کر لو۔

(2) پردے کے احکامات آنے سے پہلے جو خلاف ورزیاں ہوتی رہیں اس کے انسان کے نفس پر اثرات کو توبہ ہی دور کر سکتی ہے۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، اللہ کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری:6307)

(4) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ ہم گنتے تھے رسول اللہ ﷺ ہر مجلس میں اٹھنے سے پہلے سو بار رب اغفر لی سے آخر تک پڑھتے یعنی اے میرے رب مجھ کو بخش دے یقیناً آپ توبہ قبول کرنے والے اور بخشنے والے ہیں۔ (ترمذی:3434)

(5) انسان توبہ کر کے اپنی غلطیوں سے منہ موڑ کر رب کی طرف رُخ کرتا ہے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا شعور اُجاگر ہوتا ہے۔ایمان والے شیطانی کشمکش کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کو اپنا مددگار پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حوصلہ دلاتے ہیں کہ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اور تم میں سے جو مرد اور عورتیں بغیر نکاح کے ہیں اُن کے نکاح کر دو اور تمہارے غلاموں اور تمہاری لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے بھی، اگر وہ غریب ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (32)

سوال 1: ﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ ''اور تم میں سے جو مرد اور عورتیں بغیر نکاح کے ہیں اُن کے نکاح کر دو اور تمہارے غلاموں اور تمہاری لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے بھی، اگر وہ غریب ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ ''اور تم میں سے جو (مرد اور عورتیں) بغیر نکاح کے ہیں اُن کے نکاح کر دو'' رب العزت نے سرپرستوں کو حکم دیا ہے کہ مجرد عورتوں اور مردوں کے نکاح کر دیں۔

(2) ﴿الْاَيَامٰى﴾ سے مراد وہ مرد اور عورتیں ہیں جن کی بیویاں اور شوہر نہ ہوں۔ قریبی رشتہ داروں اور سرپرستوں پر واجب ہے کہ وہ ایسے لوگوں کا نکاح کر دیں۔

(3) رب العزت نے پوری کائنات میں زوجین کا سلسلہ رکھا ہے۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا﴾ ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر کسی کے جوڑے پیدا کیے۔'' (یس:36) (i) انسان کی جنسی خواہش ایک فطری خواہش ہے جس کی تسکین کے لئے نکاح کرنے میں آسانیاں پیدا کرنا ضروری تھا۔ (ii) جنسی میلان کی تسکین کا بہترین طریقہ نکاح ہے۔ انسانی زندگی میں نکاح کا تعلق معاشرتی فلاح کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

(4) سیدنا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو بدفعلی سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے اور اگر کسی میں نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو اسے روزے رکھنے چاہیں کیونکہ وہ شہوت کو ختم کرتے ہیں۔'' (بخاری:1905) (5) بدکاری اور مقدمات بدکاری وغیرہ ہر ملامت کے بعد نکاح کی ترغیب دی جارہی ہے۔

(6) سیدنا سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو آپ کے لیے وقف کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر آپ نے نظر کو نیچی کیا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو ان سے نکاح کی ضرورت نہیں ہے تو ان سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارے پاس (مہر کے لیے) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں اللہ کی قسم یارسول صلی اللہ علیہ وسلم!

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور دیکھو ممکن ہے تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا اللہ کی قسم! میں نے کچھ نہیں پایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مل جائے تو لے آؤ۔ وہ گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ البتہ میرے پاس یہ ایک تہبند ہے۔ انہیں (خاتون کو) اس میں سے آدھا دے دیجئے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے اس تہبند کا کیا کرے گی۔ اگر تم اسے پہنو گے تو ان کے لیے اس میں سے کچھ نہیں بچے گا اور اگر وہ پہن لے تو تمہارے لیے کچھ نہیں رہے گا۔ اس کے بعد وہ صحابی بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد جب وہ کھڑے ہوئے تو نبی ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ واپس جا رہے ہیں۔ نبی ﷺ نے انہیں بلوایا جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا یاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ انہوں نے گن کر بتائیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا کیا تم انہیں بغیر دیکھے پڑھ سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔ میں نے انہیں تمہارے نکاح میں دیا۔ ان سورتوں کے بدلے جو تمہیں یاد ہیں۔ (بخاری:5087)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اسکے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اسکی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر، اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی آخرت میں تجھ کو ندامت ہوگی)۔" (بخاری:5090)

(8) تین قسم کے لوگ وہ ہیں جن کی خدا تعالیٰ مدد فرماتا ہے۔ اور جب وہ اس کام کا ارادہ کر لیتا ہے تو غیب سے خدا تعالیٰ اس کے انتظامات فرما دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ لوگ بھی ہیں جو بدکاری سے بچنے کے لئے نکاح کا ارادہ کر لیں تو ان کے لئے بھی خدا تعالیٰ غیب سے انتظامات فرما دیتا ہے۔ (تفسیر کمالین جلالین:273/4) (9) رسول اللہ ﷺ نے نکاح اور خوشبو لگانے کو پیغمبر کا طریقہ فرمایا ہے۔ (مظہری:231/8)

(10) طبرانی نے سیدنا انس بن مالک کی روایت سے حدیث مذکور ان الفاظ کی ساتھ بیان یہ ہے کہ حلال کی طلب ہر مسلمان پر واجب ہے بقائے نسل کے لئے نکاح جس طرح فرض کفایہ ہے (تاکہ مسلمانوں کی نسل دنیا میں ختم نہ ہو) اسی طرح بقدر بقائے زندگی کھانا پینا ہر شخص پر فرض عین ہے اور تجارت زراعت وغیرہ دوسرے معاملات اور پیشے فرض کفایہ ہیں، اگر سب لوگ ان کو چھوڑ دیں گے تو معاشی انتظام درہم برہم ہو جائے گا اور دینی نظم بھی بگڑ جائے گا (اور سب گنہگار رہوں گے) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ امانت دار سچا تاجر (قیامت کے دن) انبیاء اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی) (مظہری:232/8)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص پیام نکاح بھیجے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے (اپنی بہن، بیٹی یا عزیزہ کا) نکاح کر دو اگر ایسا نہ کرو گے روئے زمین پر فتنہ اور لمبا چوڑا بگاڑ پیدا ہو جائے گا رسوائی ذلت اور زنا کاری کا برا نتیجہ پیدا ہوگا۔ (رواہ الترمذی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(12) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تورات میں لکھا ہوا تھا کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوجائے اور وہ نکاح نہ کرے اس حالت میں اگر لڑکی کسی گناہ کا ارتکاب کرلے تو گناہ نکاح نہ کرنے والے پر پڑے گا۔ (تفسیر مظہری: 234/8)

(13) سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے لڑکا ہو وہ لڑکے کا اچھا نام رکھے اور اچھی تہذیب سکھائے، جوان ہوجائے تو اس کا نکاح کردے، اگر بالغ ہوجانے کے بعد اس کا نکاح نہیں کرے گا اور وہ کوئی گناہ کر بیٹھے گا تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا، دونوں حدیثیں شعب الایمان میں بیان کی ہیں۔ (تفسیر مظہری: 234/8)

(14) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: علی تین کاموں میں دیر نہ کرنا، فرض نماز، جب اس کا وقت آجائے، جنازہ جب موجود ہو تو اس کو دفن کرنے میں اور بیوہ عورت کے نکاح میں جب کہ اس کا کفو (ہمسر) مل جائے۔'' (ترمذی، ابواب الصلوۃ: 171)

(15) ﴿وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ﴾ ''اور تمہارے غلاموں اور تمہاری لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے بھی'' یہاں صالحین سے مراد وہ لونڈی اور غلام ہیں جو نکاح کی صلاحیت رکھتے ہوں اور نکاح کے محتاج ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بدکار اور زانی نہیں ہوتے ان کی صلاحیت کی جزا ہے کہ ان کے نکاح کردیں۔

(16) یعنی اگر غلاموں میں صلاحیت کسب معیشت کی موجود ہے، تو ان کے فقر و افلاس بالفعل کو مانع نکاح نہ قرار دو۔ فقر و نکاح میں کوئی منافات نہیں۔ جو سر دست فقیر ہے کیا عجب کہ حسب مشیت صاحب معاش ہوجائے۔ نکاح اس مشیت تکوینی میں مانع نہیں۔ پس نہ عدم غنا کو مانع نکاح سمجھیں اور نہ نکاح کو مانع غنا۔ (تفسیر ماجدی: 462/3) (17) ﴿اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ﴾ ''اگر وہ غریب ہیں'' یعنی شوہر اور نکاح کرنے والے۔

(18) ﴿یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا'' یعنی یہ وہم نکاح کرنے سے نہ روک دے کہ نکاح کرو گے تو خاندانی بوجھ کی وجہ سے محتاج ہوجاؤ گے۔ نکاح کرنے والے سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ خوش حال کردے۔

(19) ﴿وَاللّٰهُ وَاسِعٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ وسعت والا'' جسے چاہے وہ واسع غنی کرسکتا اس کے ہاں تنگی اور کمی نہیں۔

(20) ﴿عَلِیْمٌ﴾ ''سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ ہر ایک کی صلاحیت کو جانتا ہے جسے فقر کا اہل دیکھے گا اسے فقیر رکھے گا۔

(21) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت واسع سے یہ شعور دلایا ہے کہ تمہارا دامن تنگ سہی لیکن رب وسعتوں والا ہے تم رب پر بھروسہ کرو تو رب تمہاری مدد کرے گا۔ (22) اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لیے مرد اور عورت کے اس فطری تعلق کو نظر انداز نہیں کیا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں فلسفہ نکاح پر جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ نکاح انسان کا طبعی تقاضا ہے۔ عقلی حاجت اور تمدنی ضرورت ہے۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: 126,131/2)

(23) اس کے علاوہ اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس سے انسان کی اس بنیادی خواہش کی تکمیل ہوتی ہے کہ وہ یہاں کسی نہ کسی طرح موجود رہے۔

(24) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعائیں موجود ہیں۔ جن میں صالح اولاد کی خواہش کا تذکرہ ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لِیۡ عَلَی الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ﴾ ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے بڑھاپے کے باوجود مجھے اسماعیل اور اسحاق دیئے۔ بلاشبہ میرا رب تو یقیناً بہت دعا سننے والا ہے۔'' (سورۃ ابراہیم:39) ﴿ہُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ ۚ قَالَ رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ﴾ ''وہیں زکریا نے اپنے رب کو پکارا، اس نے کہا: ''اے میرے ربّ! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بلاشبہ تو ہی دُعا کا خوب سننے والا ہے۔'' (آل عمران:38)

(25) نکاح دینداری اور تقویٰ کے خلاف نہیں ورنہ یہ جلیل القدر انبیاء نہ نکاح کرتے نہ اولاد کی دعائیں مانگتے۔

(26) اچھے انسانی معاشرے اور صالح تمدن کا دارومدار مرد اور عورت کے صالح تعلق پر ہے مرد اور عورت کی جائز وابستگی معاشرے کو ایک ایسا سکون دیتی ہے جس سے اس کا درست اجتماعی شعور تشکیل پاتا ہے۔

(27) اچھے تمدن کے لیے ایسے افراد ضروری ہیں جن کے اندر احساس ذمہ داری پایا جائے اور یہ احساس ذمہ داری نکاح ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

(28) اگر مرد و عورت کے ناجائز تعلقات کو نہ روکا جائے تو اس کا نتیجہ یا تو یہ ہوگا کہ عورت کی اولاد کی پرورش کا بوجھ اٹھائے گا اور یا دونوں نسل کشی کے طرز عمل کو اختیار کریں گے جو ہر صورت میں انسانی معاشرے کے لیے مہلک ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس سے انسان کے وہ انسانی جذبات مٹ جائیں گے جنہیں ہمدردی، ایثار، قربانی، شفقت اور تعاون کہا جاتا ہے۔ اور انسانی معاشرے ایسے خود غرض درندوں کا انبوہ بن جائیں گے جنہیں اپنی خواہشات کی تسکین کے سوا اور کچھ مطلوب نہیں ہوگا۔ لہٰذا نکاح ہی وہ عقلی و منطقی اور اخلاقی و انسانی ضرورت ہے جس پر تمدن کی فلاح و بقاء کا انحصار ہے۔

(29) نکاح دینی ضرورت: نکاح ایک انفرادی تمدنی ضرورت ہے جسے تمام معاشروں نے تسلیم کیا ہے لیکن قرآن و سنت نے اس پہلو کے علاوہ اسے اخلاقی و دینی ضرورت بھی قرار دیا ہے اور اس کی قیام پر بہت شدت سے عمل کرایا ہے قرآن نے تو اسے سنت انبیاء قرار دیا ہے۔ ﴿وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِکَ وَجَعَلۡنَا لَہُمۡ اَزۡوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور ہم نے ان کی بیویاں اور اولادیں بنائیں تھیں۔'' (الرعد:38)

(30) ''نکاح کرلو کیونکہ اس امت کی بہترین شخصیت کے ہاں سب سے زیادہ عورتیں تھیں۔'' (بخاری، کتاب النکاح)

(31) فقہاء نے استنباط کیا ہے کہ نکاح کی کئی حالتیں ہیں مثلاً فرض، واجب، سنت، مباح، مکروہ وغیرہ۔ یعنی اگر برائی کے ارتکاب کا یقین ہوجائے تو نکاح فرض ہے ورنہ واجب بشرطیکہ وہ نان و نفقہ پر قادر ہے لیکن برائی کا امکان نہیں تو سنت ہے۔ نان نفقہ کی قدرت نہیں مگر ارتکاب جرم کا خوف ہے تو نکاح مباح ہے۔ نان و نفقہ کی اہلیت نہیں رکھتا تو مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ طبعی نااہلیت رکھتا ہے تو پھر اس کے لیے نکاح حرام ہے۔ نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر نکاح کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے اور کتب حدیث میں انہیں محفوظ کرلیا گیا ہے۔ ذیل میں چند ارشادات نقل کیے جاتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ خدائے پاک سے مطہر کیفیت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں ملے اسے چاہئے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔ (ابن ماجہ، ابواب النکاح: 135/1) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ساری دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔'' (شرح السنۃ: 11/9) سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں فتنہ نہیں چھوڑے جا رہا۔'' (شرح السنۃ: 12/9)

(32) اسلام نے نکاح کی ترغیب دے کر غیر فطری راہوں کو بند کر دیا ہے۔ اس نے زنا، عیاشی اور رہبانیت وغیرہ جیسے سب غیر فطری طریقے بند کر کے تعلق کے صحیح مواقع مہیا کیے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے تبتل (جنسی قوت کو ضائع کرنا) کی اجازت طلب کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''سنو اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے معاملے میں محتاط روش والا ہوں لیکن میں روزے رکھتا ہوں اور چھوڑتا ہوں نماز پڑھتا ہوں۔ سوتا ہوں اور شادیاں کرتا ہوں۔ پھر جس نے میرے طریقے سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔'' (بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: 757/2)

بخاری کی کتاب النکاح میں ان تین اشخاص کا ذکر ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی عبادت کا حال سن کر رات بھر نماز پڑھنے، دن بھر روزہ رکھنے اور شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو نبی ﷺ نے انہیں منع فرمایا اور اپنی ساری کیفیت بیان فرمائی جو سابقہ روایت سے ملتی جلتی ہے اس کے آخری الفاظ بھی یہی ہیں۔ ﴿وَاَتَزَوَّجُ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ﴾ ''اور میں شادی کرتا ہوں پھر جس نے میرے طریقے سے کنارہ کشی کی وہ مجھ سے نہیں'' مشکوۃ کی کتاب النکاح میں نبی کریم ﷺ کا وہ ارشاد موجود ہے جس میں آپ نے نکاح کو نصف دین قرار دیا۔

''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ شادی کرے تو وہ آدھا دین مکمل کر لیتا ہے۔'' (مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح: 628)

(33) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے تبتل یعنی عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع فرمایا ہے۔ اگر نبی ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم تو خصی ہی ہو جاتے۔ (بخاری: 5073)

سوال 2: مقاصد نکاح کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) عفت و عصمت: اسلامی نقطہ نظر سے انسان کا سب سے زیادہ قیمتی جوہر اس کی عفت ہے۔ یہی چیز اس کے جملہ حقوق کے لیے حصار ہے۔ عفت کے ضائع ہو جانے سے سیرت کی بنیاد تباہ ہو جاتی ہے۔ ایک آدمی جب جنسی آوارگی کا شکار ہوتا ہے تو اس کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر سے بھی اخلاقی بندشیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں یہی وہ دروازہ ہے جہاں سے شیطانیت بآسانی داخل ہو کر پوری انسانی طبیعت کو متاثر کر سکتی ہے۔ بدون سبب اسلام نے عفت و عظمت کی حفاظت کے لیے سخت اقدامات کیے ہیں۔ اس نے زنا کو حرام قرار دیا ہے باہم اختلاط کے بے جا مواقع بند کیے ہیں۔ تہمت کے لیے بڑی سزا مقرر کی ہے، بری افواہیں پھیلانے والوں کو سخت وعید سنائی اور معاشرے کے لیے ضابطہ اخلاق کو اس طرح مرتب کیا کہ اس کی اجتماعی کیفیت کو اس طرح ڈھالا کہ اس میں نکاح آسان اور تغیر فطری طریق مشکل ہو جائے۔ قرآن و سنت کی رو سے نکاح جو عصمت کا بہترین محافظ ہے۔ بقول سید ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ قرآن پاک میں نکاح کو احصان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے تعبیر کیا ہے (حقوق الزوجین:18) حصن قلعہ کو کہتے ہیں اور احصان کے معنی قلعہ بندی کے ہیں۔ جو مرد نکاح کرتا ہے وہ محصن ہے گویا وہ ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے اور جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہے وہ محصنہ ہے یعنی اس قلعہ کی حفاظت میں آ گئی ہے جو نکاح کی صورت میں تعمیر کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں اسے یوں بیان فرمایا گیا ہے۔﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾ ''اور ان کے علاوہ تمہارے لیے سب عورتیں حلال کر دی گئی ہیں یہ کہ تم اپنے مالوں کے بدلے میں طلب کرو اس حال میں کہ نکاح میں لانے والے ہو نہ کہ بدکاری کرنے والے ہو۔'' (النساء:24) ﴿فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ﴾ ''چنانچہ اُن کے مالکوں کی اجازت سے اُن کے ساتھ نکاح کر لو اور اُن کے مہر اُن کو اچھے طریقے سے ادا کر دو، جبکہ وہ نکاح میں لائی گئی ہوں،، بدکاری کرنے والی نہ ہوں۔ اور نہ ہی چھپے دوست بنانے والی ہوں۔'' (النساء:25)

(2) مودت ورحمت: دوسرا اہم مقصد مودت ورحمت ہے۔ چونکہ عورت مرد کا تعلق صحیح تمدن کے لیے ضروری ہے اس لیے اس تعلق کو وقتی اور ہنگامی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ایک پائیدار اور مضبوط بندھن کی حیثیت دینی چاہیے یہ بندھن دراصل اس گہرے ربط وتعلق کی علامت ہے جو سکون خاطر اور اطمینان قلب کا باعث ہے۔ قرآن اس مودت ورحمت کو اس تعلق کی بنیاد بھی قرار دیتا ہے اور نتیجہ بھی۔ اور اس کا تعلق یوں بیان کرتا ہے: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری جنس ہی سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم اُن سے سکون حاصل کر سکو۔ اور اُس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔ بلاشبہ اس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔'' (سورۃ الروم:21) ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اُسی سے اُس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اُس کی طرف سکون پائے۔'' (الاعراف:189) قرآن زوجین کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیتا ہے جو گہرے ربط واتصال اور یقینی حفاظت کی علامت ہے۔ اور جس کے تقدس اور عظمت کو برقرار رکھنا اسلامی معاشرے کا فرض ہے۔ زوجین میں اس مودت ورحمت کو حدود اللہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ اور طلاق کو جو بغض المباحات ہے اسی صورت میں جائز قرار دیا ہے جب مودت ورحمت کا یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکے۔ ایک اچھے معاشرے کے لیے ازدواجی تعلق رحمت وکرم ہے، اس پر بچوں کی تربیت کا انحصار ہے۔ اور یہی خاندان کے سکون کا سبب ہے۔ باہمی مودت ورحمت نہ صرف ازدواجی تعلق کے استحکام کا ذریعہ ہے بلکہ گھر کے ماحول کو پر امن رکھنے کا وسیلہ بھی ہے۔

(3) بہیمی قوتوں کا علاج: انسان کی بہیمی قوتیں اسے اکثر بے راہ روی کی طرف لے جاتی ہیں اسلام نے ان بہیمی قوتوں کا علاج نکاح کی صورت میں کیا ہے جس سے انسان کی طبیعت میں اعتدال اور توازن پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح اسلام کا قانون ازدواج انسانی معاشرے کے افراد میں جائز درست اور پائیدار ربط پر زور دیتا ہے اور ان تمام ناجائز روابط کی نفی کرتا ہے جو جاہلیت قدیمہ یا جاہلیت جدیدہ میں پائے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔اسلام ایک صالح معاشرہ استوار کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد نکاح ہے۔اسلام کے نزدیک پرسکون تمدن کا دارومدار نکاح پر ہے۔انسان کے جسمانی داعیات فطری ہیں ان کی تسکین کا مناسب اور بروقت انتظام مستحکم اجتماعی نظام کے لیے ضروری ہے۔اسلام نے ان فطری دواعی کو سامنے رکھا ہے اور نکاح کو نیکی قرار دیا ہے۔جن مذاہب نے جنسی تعلق کو گندگی قرار دیا ان کے معاشرے بالآخر جنسی بے راہ روی کا شکار ہوئے ہیں۔﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (۴) ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ (۵) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ (۶)﴾ ''بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔پھر ہم نے اس کو لوٹا کر نیچوں سے سب سے نیچا کر دیا۔مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔''
(سورۃ التین:4,6)(اسلام کا معاشرتی نظام:181,167)

﴿وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىکُمْ ؕ وَلَا تُکْرِهُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَمَنْ یُّکْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِکْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

''اور جو نکاح کی طاقت نہ پائیں وہ لازماً پاک دامنی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتبت (آزادی کی تحریر) چاہتے ہیں، اگر تم ان میں کوئی بھلائی جانتے ہو تو اُن سے مکاتبت کرلو اور اُن کو اس مال میں سے دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں تو بدکاری پر مجبور نہ کرو کہ تم دنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرو اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اُن کی مجبوری کے بعد یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (33)

سوال 1:﴿وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''اور جو نکاح کی طاقت نہ پائیں وہ لازماً پاک دامنی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلْیَسْتَعْفِفِ﴾ ''اور پاکدامنی اختیار کریں'' یعنی جو لوگ نکاح کرنے کی قدرت نہیں رکھتے وہ حرام راستوں پر جانے سے بچیں، پاک دامنی اختیار کریں اپنے دل کو ایسے خیالات سے بھی بچائیں جو حرام کی دعوت دیتے ہوں۔

(2)﴿الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا﴾ ''اور جو نکاح کی طاقت نہ پائیں'' یعنی وہ خود یا ان کے مالک مالی استطاعت نہیں رکھتے کہ نکاح کر سکیں یا ان کے مالک ان کا نکاح نہ کرتے ہوں اور وہ اپنے مالکوں کو مجبور بھی نہ کر سکتے ہوں۔

(3)﴿حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ''یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے'' اللہ رب العزت نے پاک دامنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اس کے معاملے کو آسان کر دے گا ان حالات میں وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کشادگی کی امید لگائیں اور انتظار کریں۔

سوال 2: ﴿وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا﴾ ''اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتبت (آزادی کی تحریر) چاہتے ہیں اگر تم ان میں کوئی بھلائی جانتے ہو تو ان سے مکاتبت کر لو'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا﴾ ''اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتبت (آزادی کی تحریر) چاہتے ہیں اگر تم ان میں کوئی بھلائی جانتے ہو تو ان سے مکاتبت کر لو'' تمھارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو اپنے آپ کو خریدنا چاہے اور تم سے مکاتبت کا طلب گار ہو تو ان سے مکاتبت کر لو پھر اگر تم دیکھو کہ وہ کمانے کی طاقت بھی رکھتا ہے اور دین میں بھلائی رکھتا ہے۔ یعنی وہ اپنے نفس کی آزادی کے لیے خرچ کر سکتا ہے اور مکاتبت میں اپنے مالک کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

(2) ﴿وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اٰتٰىكُمْ﴾ ''اور اُن کو اس مال میں سے دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے جو مال مکاتبوں کے مالکوں کو دیا ہے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ غلام یا لونڈی کی مکاتبت میں اس مال میں سے کچھ دے یا مکاتبت کی رقم میں سے کچھ حصہ چھوڑ دے۔

(3) مکاتبت کی مالی امداد بھی کی جا سکتی ہے غلاموں کے مالک بھی کر سکتے ہیں اور اسلامی حکومت بھی زکوٰۃ کی مد میں سے مالی تعاون کر سکتی ہے۔

(4) عمرو بنت عبدالرحمن کہتی ہیں کہ: بریرہ لونڈی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ اپنی کتابت کے سلسلہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدد چاہتی تھی۔ انہوں نے کہا: ''اگر تو چاہے تو تیرے مالکوں کو میں رقم ادا کر دیتی ہوں مگر ولا (تیرا ترکہ) میرا ہوگا'' اور اس کے مالکوں نے کہا: اگر تو چاہے کتابت کی بقایا رقم دے دے پھر خواہ وہ تجھے آزاد کر دیں۔ مگر اس کا ترکہ ہم ہی لیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس بات کا ذکر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو۔ اور ترکہ تو اس ہی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں۔ اور ایسی شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ خواہ وہ جو شرط لگائے اسے کچھ بھی نہ ملے گا۔'' (بخاری۔ کتاب الصلوۃ)

(5) اللہ تعالیٰ نے مکاتبوں کے لیے زکوٰۃ میں سے حصہ رکھا ہے اور زکوٰۃ میں سے مکاتبوں کو دینے کی ترغیب بھی دلائی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ﴾ ''بلاشبہ صدقات تو فقیروں اور مسکینوں اور ان پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں۔'' (التوبہ:60)

(6) ﴿مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اٰتٰىكُمْ﴾ ''اور اُن کو اس مال میں سے دو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے'' یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے مال دے کر تم پر احسان کیا ہے تم بھی دوسروں پر احسان کرو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 3: اگر غلام مکاتبت کا مطالبہ نہ کرے تو کیا غلام کے مالک کو مکاتبت کا حکم دیا جا سکتا ہے؟

جواب: (1) اگر غلام مکاتبت کا مطالبہ نہ کرے تو اس کے آقا کو حکم نہیں دیا جا سکتا جب کہ اس غلام میں بھلائی نظر نہ آئے۔

(2) یا غلام کما نہ سکتا ہو اور اسے ڈر ہو کہ وہ لوگوں پر بوجھ بن جائے گا یا غلام کے بارے میں آقا کو خوف ہو کہ آزادی ملی تو اسے فساد برپا کرنے کی قدرت حاصل ہو جائے گی ایسے میں مالک کو مکاتبت سے روکنا چاہیے۔

سوال 4: ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں تو بدکاری پر مجبور نہ کرو کہ تم دنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرو اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اُن کی مجبوری کے بعد یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' رب العزت نے کسی کو زنا پر مجبور نہ کرنے کا حکم دیا ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ﴾ ''اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں تو بدکاری پر مجبور نہ کرو'' رب العزت نے لونڈیوں، کو بدکاری پر مجبور کرنے سے اس لیے روکا ہے کہ جاہلیت میں مالک اجرت کی خاطر لونڈی کو بدکاری کے لیے مجبور کرتا تھا۔

(2) اور اپنی لونڈیوں کو جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں، پیشے پر مجبور نہ کرو تا کہ تم دنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرلو۔ اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو یقیناً اُن کے مجبور کیے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (مسلم:7552)

(3) ﴿اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ ''اگر وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں'' ایسی حالت میں تو آقا پر واجب ہے کہ اسے بدکاری سے روک دے۔ اور اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہے تو اس صورت میں وہ بدکار ہے۔

(4) ﴿لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ''کہ تم دنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرو'' یعنی تمھارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ دنیا کے مال کی خاطر انہیں بدکاری کے لیے مجبور کرو جب کہ وہ تم سے بہتر اور پاک دامن ہوں، دنیا کا مال بہت تھوڑا ہے اور تمھاری کمائی تمھاری پاکیزگی ہے تھوڑے سے سامان دنیا کے لیے دنیا کی ذلت اور آخرت کا عذاب نہ کماؤ۔

(5) ﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اُن کی مجبوری کے بعد یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (i) لونڈیوں کو بدکاری کی اجازت نہیں دی جا سکتی یہاں اس سے یہ واضح کرنا مطلوب ہے کہ اگر لونڈیاں اپنی مرضی سے بدکاری کی مرتکب ہوں تو وہ اپنے جرم کی ذمہ دار ہیں اگر مالک زبردستی پیشہ کرائے تو مجرم مالک ہے۔

(ii) اللہ رب العزت نے لونڈیوں کو جن پر جبر کیا گیا توبہ کی طرف، پاک دامنی کی طرف بلایا ہے۔ یعنی اب وہ گناہ چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلیں۔ جو گناہوں سے توبہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا کیونکہ وہ گناہوں کا بے حد بخشنے والا غفور ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا کیونکہ وہ رحیم نہایت رحم والا ہے اس کے آقا نے اسے گناہ پر مجبور کر کے اس پر رحم نہیں کیا اور اس لونڈی نے توبہ کر کے اپنے نفس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر رحم کیا ہے۔ (iii) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھی توبہ کی طرف بلایا ہے جو اپنی لونڈیوں کو جبراً زنا پر مجبور کرتے رہے انھیں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے اور تمام گناہوں کو ترک کر دینا چاہیے اگر وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں گے تو وہ گناہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

سوال 6: کیا زنا کی اجرت حرام ہے؟

جواب: (1) زنا کی اجرت حرام ہے نبی ﷺ نے پچھنے لگانے والے کی کمائی سے، زنا کی اجرت سے اور غیب کی بات بتانے والے کی مزدوری سے منع فرمایا۔

(2) نبی ﷺ نے فرمایا! مذاق کی اجرت گندی ہے پچھنے لگانے والے کی اجرت گندی ہے اور کتے کی قیمت گندی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 2/1330)

﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف واضح آیات اور ان لوگوں کی مثالیں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور متقیوں کے لیے ایک نصیحت بھی نازل کی ہے'' (34)

سوال 1: ﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف واضح آیات اور ان لوگوں کی مثالیں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور متقیوں کے لیے ایک نصیحت بھی نازل کی ہے'' قرآن کی فضیلت کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف واضح آیات نازل کی ہیں'' یعنی رب العزت نے تم پر وہ آیات نازل فرمائی ہیں جو واضح ہیں جن کی ہمیں ضرورت ہے جن میں اتنی وضاحت ہے کہ کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

(2) اس سے مراد وہ آیات ہیں جن میں زنا، قذف اور لعان کا قانون بیان کیا گیا ہے۔ جن میں بدکار مردوں اور عورتوں کو اہل ایمان سے رشتہ نکاح میں بندھنے سے روکا گیا ہے۔ جن میں بہتان لگانے اور فحش کی اشاعت سے روکا گیا ہے۔ جن میں عورتوں اور مردوں کو نگاہوں کی حفاظت اور شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے جس میں پردے کے احکامات دیئے گئے۔ جس میں غلاموں اور بے نکاح لوگوں کے نکاح کا حکم دیا گیا ہے۔ جس میں prostitution پر پابندی عائد کی گئی ہے۔

(3) ﴿وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ ''اور ان لوگوں کی مثالیں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں'' یعنی ان آیات میں ان لوگوں کے واقعات ہیں جو تم سے پہلے گزر چکے ان کے اچھے برے اعمال اور ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا اس کی خبریں ہیں جن سے تم عبرت حاصل کر سکتے ہو۔ ﴿فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ﴾ ''پھر ہم نے ان کو پیش رو اور بعد والوں کے لیے مثال بنا دیا۔'' (الزخرف: 56)

(4) یعنی جو کوئی رسول کی مخالفت کرے گا اس پر عذاب نازل کیا جائے گا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5) یہ تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کا سوچا بھی نہ جا سکے۔

(6)﴿وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے نصیحت بھی'' اللہ تعالیٰ نے یہاں وضاحت کی ہے کہ نصیحتیں ڈرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔(7) اللہ تعالیٰ نے یہ شعور دلایا ہے کہ تقویٰ کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی ممکن ہے۔

(8) اللہ تعالیٰ نے آیات اہل تقویٰ کی نصیحت کے لیے نازل کی ہیں۔تقویٰ والے ہی ان امور سے رکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور ایسے امور کو اختیار کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

رکوع نمبر 5

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہے، چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس ایسا ہے جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی، قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نے چھوا بھی نہ ہو۔نور پر نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے'' (35)

سوال 1: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ﴾ ''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہے، چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس ایسا ہے جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی، قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نے چھوا بھی نہ ہو۔نور پر نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ ہی راہ نمائی اور روشنی عطا کرتا ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے'' (i) نور روشنی کو کہتے ہیں جو خود ظاہر ہوتی ہے اور دوسری چیزوں کو ظاہر کرتی ہے۔ (ii) نور کا متضاد ظلمت ہے۔ یعنی اندھیرا۔ اس لحاظ سے کچھ سُجھائی نہ دینے کی کیفیت کا نام اندھیرا ہے اور سُجھائی دینے کی کیفیت کا نام روشنی ہے۔ (iii) اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو روشن کرنے والا ہے۔

(2) نور کی مثال انسان کی محدود سمجھ کے لیے ایک غیر محدود ذات کے تصور کو قریب لانے کے لئے دی گئی ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا ہادی ہے۔ وہ اس کے نور سے حق کی طرف ہدایت پاتے ہیں۔ اور وہ گمراہی سے اس کی ہدایت کی طرف آ کر اسے مضبوطی سے تھام لیتے ہیں۔

(4) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ ہادی ہے، آسمان والوں اور زمین والوں کا۔ وہی ان دونوں میں سورج، چاند اور ستاروں کی تدبیر کرتا ہے۔ (ابن کثیر)

(5) اللہ تعالیٰ بذات خود نور ہے اس کا حجاب نور ہے۔ اگر وہ اس حجاب کو ہٹا دے تو اس کے چہرہ مبارک کے انوار و جلال حد نگاہ تک مخلوق کو جلا کر راکھ کر دے۔ اس کے نور سے عرش، کرسی، سورج، چاند اور جنت منور ہیں۔ اسی طرح معنوی نور کا منبع بھی اللہ تعالیٰ ہے اس کی کتاب نور ہے، اس کی شریعت نور ہے، ایمان نور ہے، اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور اس کے مومن بندوں کے دلوں میں موجود معرفت الٰہی نور ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نور نہ ہو تو گمراہیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا جائیں، لہٰذا ہر وہ مقام جہاں اللہ تعالیٰ کا نور نہیں ہے وہ اندھیروں میں ڈوب جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1822/2)

(6) ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ﴾ ''اس کے نور کی مثال'' یعنی وہ نور جس کی طرف اللہ تعالیٰ راہ نمائی کرتا ہے ایمان والوں کے دلوں میں ایمان، اسلام اور قرآن کا نور ہے۔

(7) ﴿كَمِشْكٰوةٍ﴾ ''ایک طاق کی سی ہے'' (i) طاق دیوار کی اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں چراغ رکھا جاتا ہے۔ (ii) طاق سے مراد بندہ مومن ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی روشنی جہان میں پھیلتی ہے۔ (iii) چراغ سے مراد ایمان کی استعداد ہے۔

(8) ﴿فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ ''جس میں ایک چراغ ہے'' طاق میں چراغ رکھنے کی وجہ سے روشنی ہر طرف پھیلتی ہے اور پورے ماحول کو روشن کر دیتی ہے۔'' (9) کعب احبار نے کہا: المصباح سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے (ابن ابی حاتم 2597/8)

(10) ﴿اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ﴾ ''چراغ ایک فانوس میں ہے'' فانوس اُس شیشے کو کہتے ہیں جس کے اندر چراغ رکھا جاتا ہے۔ (i) فانوس چراغ کو ہوا سے بچاتا ہے۔ (ii) فانوس کی وجہ سے چراغ کی روشنی صاف ہو جاتی ہے اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ فانوس سے مراد دل ہے۔

(11) ﴿اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ ''وہ فانوس ایسا ہے جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا'' یعنی اپنی خوب صورتی اور نفاست و لطافت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے یوں لگے جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارہ۔

(12)﴿يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ﴾ ''وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے''(i) زیتون کا درخت طویل عمر والا ہوتا ہے۔ جس کا ہر حصّہ مفید ہوتا ہے۔(ii) زیتون کے درخت کو مبارک کہا گیا ہے کیونکہ زیتون کا درخت مفید ہوتا ہے اس کا تیل اس کی لکڑیاں، اس کے پتے اور اس کا پھل ہر چیز مفید ہوتی ہے۔

(13) زیتون کا درخت بڑا بابرکت درخت ہوتا ہے اس سے گوناگوں فوائد حاصل ہوتے ہیں اس کا تیل چراغوں میں بھی جلایا جاتا ہے اور نہایت نفیس مفید روشنی دیتا ہے یہ بطور سالن بھی کام میں آتا ہے اور ایک قسم کی خاص لذت بھی اپنے اندر رکھتا ہے کمال یہ ہے کہ درخت سے تیل نکالنے کے لئے کسی کولھو کی ضرورت نہیں ہر شخص بآسانی خود نکال سکتا ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے زیتون کے تیل سے ناسور اچھا ہوتا ہے۔ چوٹی سے جڑ تک اس کے درختوں میں تیل ہی تیل ہوتا ہے۔(تفسیر مظہری:8/244)

(14)(i) زیتون کا درخت وادی مقدس طویٰ میں پیدا ہوتا ہے۔

(ii) زیتون کے مبارک درخت سے مراد قرآن مجید ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کی ہر چیز مفید ہے۔

(15)(i) تیل سے آگ بھڑکتی ہے۔(ii) تیل سے چراغ جلتے ہیں۔(iii) تیل سے روشنی ہوتی ہے۔ یہاں تیل سے مراد قرآن مجید کا علم اور اس کا فہم ہے۔

(16)﴿لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ ''جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی'' یعنی وہ صرف مشرقی جانب نہیں ہے کہ دن کے آخری حصے میں اس کو سورج کی روشنی نہ پہنچتی ہو ﴿وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ اور وہ فقط مغربی جانب بھی نہیں کہ دن کے پہلے حصے میں اس کو سورج کی روشنی حاصل نہ ہوتی ہو۔ جب یہ دونوں امور نہیں تو وہ زمین کے درمیان میں اگا ہوا ہے۔ جیسے ملک شام کا زیتون جیسے صبح و شام سورج کی روشنی حاصل ہوتی ہے اس وجہ سے وہ نہایت عمدہ ہوتا ہے اور اس کا تیل انتہائی صاف ہوتا ہے (تفسیر سعدی:2/1823)

(17) زیتون کے درخت سے قرآن مجید مراد لی گئی، اس کے شرقی یا غربی ہونے سے مراد:(i) اس کا مطلب ہے ساری دنیا کے لئے اس کا علم عام ہے۔(ii) اس کا علم ساری زندگی کے لئے ہے۔(iii) اس کا علم صرف ایک بار حاصل کرنے والا نہیں زندگی کے آغاز سے اختتام تک حاصل کرنے والا ہے۔

(18)﴿يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ﴾ ''قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نے چھوا بھی نہ ہو'' یعنی اس کا تیل انتہائی صاف ہے جس کی وجہ سے جب اسے آگ لگتی ہے تو زیادہ روشنی ہوتی ہے۔

(19) آگ جلانے کا کام کرتی ہے۔ آگ حرارت پہنچاتی ہے۔ آگ سے چراغ جلائے جاتے ہیں۔(i) یہاں آگ سے مراد دلوں کے اندر حرارت پیدا کرنے والی دعوت ہے۔(ii) یہاں آگ سے مراد وہ منظم کوشش بھی ہے جو دلوں کو گرمانے کے لئے قرآن مجید کی خدمت کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لئے کی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے اس مقصد کے تحت ایک لڑی میں پروئے ہوئے افراد کو ذمہ داریاں دی جاتی ہیں۔کام کئے جاتے ہیں لوگوں کے اندر بیداری کی روح پھونکی جاتی ہے اور لوگ ذمہ داریاں پوری کرنے لگتے ہیں۔

(20) ﴿نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ﴾ ''نور پر نور ہے''یعنی آگ کی روشنی اور زیتون کے تیل کی روشنی۔یہ مثال جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اور اسے مومن کے احوال کے ساتھ تطبیق دی ہے نیز یہ کہ اس کا قلب اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی فطرت جس پر اسے پیدا کیا گیا ہے وہ زیتون کے پاک صاف تیل کی مانند ہے۔پس اس کی فطرت صاف اور تعلیمات الٰہیہ اور اعمال مشروعہ کے لئے مستعد ہے۔جب اس کے پاس علم وایمان پہنچتا ہے تو یہ نور اس کے قلب میں روشن ہو جاتا ہے جیسے آگ چراغ کی بتی کو روشن کر دیتی ہے۔ اس کا قلب بُرے ارادوں اور فہم کی خرابی سے پاک ہوتا ہے۔جب قلب میں ایمان جاگزیں ہوتا ہے۔تو تمام کدورتوں سے پاک ہونے کی وجہ سے اس نور سے جگمگا اٹھتا ہے اور قلب کی یہ صفائی،موتی کی طرح چمکتے ہوئے فانوس کی مانند ہے۔پس قلب میں نور فطرت،نور ایمان، نور علم اور معرفت کی صفائی تمام اسباب مجتمع ہو جاتے ہیں اور یوں قلب میں روشنی پر روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اور چونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور ہر کسی میں اس نور کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔(تفسیر سعدی:1823/2)

(21) (i) اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے۔اس کی کتاب اس کا نور ہے۔اس کا رسول ﷺ اپنی صفات کے اعتبار سے نور ہے۔اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے ذریعے سے زندگی کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔(ii) اللہ تعالیٰ کا نور انسان کے دل کے اندر قرآن وسنت کے سچے فہم سے اُترتا ہے۔جتنا زیادہ انسان علم حاصل کرتا ہے۔جتنا غور وفکر کرتا ہے اتنی ہی انسان کے اندر روشنی کی استعداد بڑھ جاتی ہے اتنا ہی زیادہ انسان بُرائیوں سے پاک ہونے کی کوششیں کرتا ہے یوں دل کا آئینہ شفاف ہو جاتا ہے۔(iii) مومن کے دل کے اندر حق کی روشنی آتی ہے تو وہ یہ روشنی سارے جہان میں پھیلاتا ہے۔وہ جہاں بھی ہو روشنی کا امین ہوتا ہے۔روشنی دل کے اندر آتی ہے تو سارے ماحول کو روشن کر دیتی ہے۔

(22) یہ رب کی روشنی ہے جس سے تاریک دل روشن ہو جاتے ہیں۔جس سے گھٹے ہوئے،تعفن زدہ ماحول میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔یہ روشنی ہے۔جو دلوں کے اندر اترتی ہے۔روشنی جب روشن دلوں سے پھوٹتی ہے تو ماحول کو روشن کر دیتی ہے۔جس سے رہنے سہنے کے ڈھنگ آجاتے ہیں۔جس سے زندگی میں بہار آجاتی ہے۔جس سے زمین کے رہنے والے جہانوں کے بادشاہ کی رضا کے لیے جینے لگ جاتے ہیں اور اس کی پسند کے مطابق آسمانی Life Style سیکھ جاتے ہیں۔جس سے زمین کے باشندے آسمانی زندگی یعنی جنت کی زندگی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔اگر رب کی روشنی نہ ہوتی تو نہ آسمان میں روشنی ہوتی نہ زمین میں،نہ آسمان میں کسی کو ہدایت ملتی،نہ زمین میں۔رب کی روشنی میں ٹھنڈک ہے،مٹھاس ہے،سکون ہے،اطمینان ہے،آؤ یہ روشنی دلوں میں بسالیں،گھرانوں کو روشن کرلیں،آؤ روشنیوں کے مسافر بن جائیں،آؤ یہ روشنی پورے جہان میں پھیلا دیں،زمین کو رب کی روشنی سے بھر دیں،آؤ زندگی کو امر کرلیں،یہی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان کی ایمانی زندگی ہے، اسی روشنی کے ساتھ قبر میں اترنا ہے، بہت دور ہم نے جانا ہے۔ اسی روشنی کے ساتھ میدان حشر میں راستہ تلاش کرنا ہے، اسی روشنی نے جنت تک لے جانا ہے، دلوں کے چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی۔ قرآن مجید دل سے مراد انسان کی سوچ، سمجھ اور عقل وشعور کی قوت لیتا ہے۔ دل ہی سے انسان کی زندگی کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے دل کے پاس انسان کو کنٹرول کرنے کی قوت ہے انسانی زندگی کی گاڑی دل چلاتا ہے۔ دل کا سٹیئرنگ خواہشات کے ہاتھ میں ہو تو یہی دل دلدل بن جاتا ہے۔ جہاں پھنسنے والا، ہر خواہش کے ساتھ مزید نیچے کی طرف دھنستا چلا جاتا ہے۔ اور نکلنے کے لیے کوئی راستہ نہیں پاتا۔ دل کو اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش ہو تو یہی دل رب رحمان کی بستی بن جاتا ہے جہاں رب کی روشنی کے رنگ پھوٹتے ہیں۔ جہاں محمد ﷺ کی محبت پروان چڑھتی ہے، جہاں کچھ کر گزرنے کی تمنا بیدار ہوتی ہے جہاں اپنی ہستی کو رب پر نچھاور کرنے کی آرزو ہی زندگی کی گاڑی کا سٹیئرنگ بن جاتی ہے لیکن رب کی رضا اسی دل کو مطلوب ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا علم رکھتا ہو۔ جس کے دل کے اندر رب کی پہچان کی روشنی ہو اس کے لیے رب کی رضا سب سے قیمتی چیز بن جاتی ہے۔ دل پر خواہشات حکومت کرتی رہیں تو دل رب کی روشنی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

(23) دلوں کی چار قسمیں ہیں: (i) ایک تو صاف اور روشن۔ (ii) ایک غلاف دار اور بندھا ہوا۔ (iii) ایک الٹا اور اوندھا۔ (iv) ایک پھرا ہوا الٹا سیدھا۔ پہلا دل تو مومن کا دل ہے جو نورانی ہوتا ہے۔ اور دوسرا دل کافر کا دل ہے۔ اور تیسرا دل منافق کا دل ہے کہ اس نے جانا پھر انجان ہو گیا پہچان لیا پھر منکر ہو گیا۔ چوتھا دل وہ دل ہے جس میں ایمان بھی ہے اور نفاق بھی ہے۔ ایمان کی مثال تو اس میں ترکاری کے درخت کی مانند ہے کہ اچھا پانی اسے بڑھا دیتا ہے۔ اور اس میں نفاق کی مثال پھوڑے کی سی ہے کہ خون پیپ اسے ابھار دیتا ہے۔ اب ان میں سے جو غالب آ گیا وہ اس دل پر چھا جاتا ہے۔ (تفسیر الاساس: 3774/7)

(24) (i) دل کے اندر رب کی روشنی آئے تو انسان کے لیے رب کی رضا پانا، رب کی رضا کو جاننا، رب کی رضا والے کام کرنا، رب کی خوشی کے لیے جینا، رب کی خاطر جان دینا ہی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے، انسان رب کا بن جاتا ہے۔ (ii) دل کے اندر رب کی روشنی آتی ہے تو یہ اس روشنی کا مزاج ہے یہ روشنی خود بخود دوسروں تک پہنچنے کے لیے بے قرار ہوتی ہے اسی لیے انسان نبیوں کے مشن کو، اصلاح کے کام کو، اپنا کام بنا لیتا ہے۔ (25) رسول اللہ ﷺ کا دل اللہ تعالیٰ کی روشنی سے روشن تھا آپ ﷺ نے اس روشنی کو حرا میں پایا تھا۔

(26) رسول اللہ ﷺ جب طائف سے دُکھی دل لیے لوٹ رہے تھے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے نور کی پناہ کے لیے دُعا کی تھی۔ ﴿اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْٓ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ ''میں تیرے چہرے کے نور کی پناہ مانگتا ہوں جس کی وجہ سے تمام ظلمتیں دُور ہو جاتی ہیں اور جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی اصلاح ہو جاتی ہے۔'' (رحمۃ للعالمین)

(27) سیدنا ابن عباس سے سنا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ، لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَأَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ﴾ ''اے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لئے زیبا ہے، تو آسمان اور زمین اوران میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لئے مناسب ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیرے ہی لیے ہے اور تعریف تیرے ہی لیے ہے، تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لیے زیبا ہے، تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی، تیرا فرمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے انبیاء سچے ہیں۔ محمد ﷺ سچے ہیں اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیرے ہی عطا کیے ہوئے دلائل پر بحث کرتا ہوں اور تجھی کو حکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما، خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے۔ یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (بخاری:1120)

(28) انسان کے اندر حق کی طلب موجود ہوتی ہے یہ طلب بہت Power ful ہے گویا یہ پیٹرول ہے کہ آگ قریب بھی آئے گی تو بھڑک اُٹھے گا اگر اس طلب کو ضائع نہ کیا جائے تو ہر دم حق کو پانے کے لیے بے تابی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے مومن کو جہاں سے اللہ تعالیٰ کا نور ملے وہ بے تاب ہو کر لپکتا ہے کیونکہ اسی سے اس کا دل، اس کی زندگی روشن ہوتی ہے۔ اندر کی روشنی یعنی حق کی طلب اور باہر سے ملنے والا اللہ تعالیٰ کا علم دونوں مل جائیں روشنی پر روشنی بڑھنے کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔

(29) ﴿يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف اسی کی راہ نمائی کرتا ہے جو اس کی طرف خود لپکنا چاہتا ہے۔ یہ نور طلب کے ساتھ ہی ملتا ہے۔ یہ نور پاک اور طیب لوگوں کو ملتا ہے۔

(30) اللہ تعالیٰ اپنے نور کی اتباع کی توفیق جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ نور یہ قرآن ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ (جامع البیان:153/18)

(31) ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے وہ ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے دوست باطل معبود ہیں، وہ ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (البقرہ:257)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 2:﴿وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ‌ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے'' تا کہ وہ اس سے عقل وفہم حاصل کریں یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا لطف واحسان ہے، نیز یہ مثالیں اس لئے بھی بیان کی گئی ہیں تا کہ باطل سے حق واضح ہو جائے کیونکہ ضرب الامثال معانی معقولہ کو محسوسات کے قریب کر دیتی ہیں اور بندوں کو واضح طور پر ان کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1823/2)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبۡدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ‌ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ﴾ ''وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات نازل کرتا ہے تا کہ وہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بے حد نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الحدید:9)

(3) ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا﴾ ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جناب سے ایک واضح دلیل آئی ہے اور ہم نے تمہاری جانب ایک واضح نور اُتار دیا ہے۔'' (النساء:174)

(4) ﴿وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے'' پس اس کا علم تمام اشیاء کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ضرب الامثال اس ہستی کی بیان کی ہوئی ہیں جو تمام اشیاء کے حقائق اور ان کی تفاصیل کو جانتی ہے اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ ان میں بندوں کے لئے مصلحت ہے۔ پس تمہیں ان پر اعتراض اور ان کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ تمہیں ان میں تدبر اور غور وفکر کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ (تفسیر سعدی:1823/2)

(5) سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تمہارے اعمال کو جاننے والا علیم ہے۔ (ابن ابی حاتم:6204/8)

﴿فِىۡ بُيُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَيُذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ﴾

''(اس کی روشنی پانے والے) اُن گھروں میں (ہوتے ہیں) جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں اور جن میں اس کے نام کو یاد کیا جائے، وہ اس میں صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں'' (36)

سوال 1:﴿فِىۡ بُيُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَيُذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ﴾ ''(اس کی روشنی پانے والے) اُن گھروں میں (ہوتے ہیں) جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں اور جن میں اس کے نام کو یاد کیا جائے، وہ اس میں صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فِىۡ بُيُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ﴾ ''(اس کی روشنی پانے والے) اُن گھروں میں (ہوتے ہیں) جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند کیے جائیں'' ابن عباس نے کہا: مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ آسمان والوں کے لیے وہ گھر ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لیے تارے چمکتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کے نور کی قندیلیں مسجدوں اور دین کی تعلیم کے مراکز میں روشن ہوتی ہیں۔ اس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے ان گھروں میں رہتے ہیں جن کو بلند کرنے اور ان میں اپنے ذکر کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ گھروں سے مراد اللہ تعالیٰ کے گھر، اللہ تعالیٰ کی مسجدیں، اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیم کے مراکز ہیں۔

(3) مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، ان کی تعظیم واجب ہے۔ حدیث ہے ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ مجھ سے محبت کرے۔ اور جو مجھ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ میرے صحابہ سے محبت کرے اور جو صحابہ سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ قرآن سے محبت کرے۔ اور جو قرآن سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ مسجدوں سے محبت کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، اللہ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور ان میں برکت رکھی ہے وہ بھی بابرکت ہیں اور ان کے رہنے والے بھی بابرکت، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں اور ان کے رہنے والے بھی حفاظت میں وہ لوگ اپنی نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کام بناتے اور حاجتیں پوری کرتے ہیں وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے ان کی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' (قرطبی، تفسیر معارف)

(4) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم گھروں میں (بھی) مسجدیں (یعنی نماز پڑھنے کی مخصوص جگہیں) بنائیں اور ان کو پاک صاف رکھنے کا اہتمام کریں۔ (قرطبی) (5) گھروں کو بلند کرنے سے مراد گھر کی دیواریں اٹھانا، گھر کی تعمیر کرنا ہے۔

(6) گھروں کو بلند کرنے سے مراد گھروں کو شرکیہ افعال واقوال سے پاک کرنا بھی ہے۔

(7) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔'' (بخاری: 450)

(8) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں میں سب سے محبوب مقامات مسجدیں ہیں اور سب سے برے وناپسندیدہ مقامات بازار ہیں۔'' (مسلم: 671)

(9) (i) اللہ تعالیٰ کے گھروں کو تعمیر کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا ہے۔

(ii) گھروں کو بلند کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی تعلیم دینا بھی ہے۔

(10) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں گھر کے اندر یا بازار (دوکان وغیرہ) میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص تم میں سے وضو کرے اور اس کے آداب کا لحاظ رکھے پھر مسجد میں صرف نماز کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک درجہ اس کا بلند کرتا ہے اور ایک گناہ اس سے معاف کرتا ہے۔ اس طرح وہ مسجد کے اندر آئے گا۔ مسجد میں آنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا۔ اسے نماز ہی کی حالت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اس کے لیے رحمت خداوندی کی دعائیں کرتے ہیں ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْهُ﴾ ''اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم کر۔'' جب تک کہ ریح خارج کر کے (وہ فرشتوں کو) تکلیف نہ دے۔'' (بخاری:477)

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔'' (التوبہ:18) مساجد کو بلند کرنے میں ان کی صفائی، ان کو ناپاکی سے پاک رکھنا اور ذکر الٰہی کے سوا دیگر آوازوں سے محفوظ رکھنا بھی شامل ہے۔

(12) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ ''اور یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں چنانچہ اُن میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔'' (الجن:18)

(13) سیدنا ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر فرض نماز ادا کرنے کے لیے نکلتا ہے، اس کو حج کا احرام باندھنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔'' (ابوداؤد:558)

(14) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طائف کے رہنے والے دو آدمیوں سے کہا (جو مسجد نبوی میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے۔) اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا، کیونکہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (بخاری:470)

(15) ﴿وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ﴾ ''جن میں اس کے نام کو یاد کیا جائے'' مساجد میں اللہ کا نام ذکر کرنے کا حکم ہے، اس میں ذکرِ الٰہی، تعلیم، مذاکرے، تلاوت، قرآن، تسبیح و تہلیل وغیرہ شامل ہیں۔

(16) مساجد میں فرض اور نفل ہر قسم کی نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جاتا ہے۔ جیسے حرم کی نماز کو مختلف چینلز پر دیکھا کر پوری دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا جاتا ہے۔

(17) ﴿يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾ ''وہ اس میں صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں'' رب العزت نے ان لوگوں کی مدح بیان فرمائی ہے جو مساجد کو عبادات کے ذریعے آباد کرتے ہیں وہ اخلاص کے ساتھ صبح و شام اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔

(18) ان دو اوقات کے شرف کی وجہ سے ان کو مخصوص کیا ہے۔ (19) تسبیح میں نماز بھی شامل ہے۔

(20) صبح و شام کے اوقات کو اذکار کے لیے بھی مشروع کیا گیا ہے۔

(21) جن کے دل اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے روشن ہوتے ہیں وہ صبح و شام مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم حاصل کرتے ہیں۔

﴿رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ﴾

''وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی'' (37)

سوال 1: ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ﴾ ''وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ﴾ ''وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی'' (i) اللہ تعالیٰ کے گھروں میں دل لگانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ (ii) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ (iii) جو اللہ تعالیٰ کو ہر چیز سے زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ (iv) جن کی تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے نہیں روکتی۔ (v) جو نماز قائم کرتے ہیں۔ (vi) جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ (vii) جو اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی۔

(2) مساجد کو ایسے لوگ آباد کرتے ہیں جو رب کی تسبیح پر، اس کے ذکر پر، دنیا اور اس کے مشاغل کو ترجیح نہیں دیتے انہیں تجارت اور خرید وفروخت ایسے مشغول نہیں کرتی کہ انہیں رب یاد نہ آئے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے تمہیں غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارا اٹھانے والے ہیں۔'' (المنافقون: 9)

(3) ابن عباس نے کہا: ''ذکر اللہ سے مراد فرض نماز ہے۔''

(4) ﴿وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ﴾ ''اور نماز قائم کرنے سے'' یعنی وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔

(5) ﴿وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ﴾ ''اور زکوٰۃ ادا کرنے سے'' یعنی وہ اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

(6) ﴿يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ﴾ ''وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی''، یعنی انہیں اس دن کا دھڑکا لگا رہتا ہے جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ قیامت کا دن انتہائی ہولناک ہو گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ (٤٢) مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾ ''اور آپ اللہ تعالیٰ کو ہرگز غافل خیال نہ کریں اس سے جو ظالم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس میں نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اس حالت میں کہ تیز دوڑنے والے، اپنے سروں کو اوپر اٹھانے والے ہوں گے ان کی نگاہ ان کی اپنی جانب ہی نہیں لوٹے گی اور ان کے دل خالی ہوں گے۔'' (ابراہیم:43،42)

(7)﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ ''اور آپ انہیں قریب آنے والی قیامت کے دن سے ڈرائیں جب دل حلق کے پاس غم سے بھرے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی جگری دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی، جس کی بات مانی جائے۔'' (المومن:18)

(8)﴿اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا﴾ ''بے شک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو سخت منہ چڑھانے والا، تیوری چڑھانے والا ہوگا۔'' (الدھر:10)

﴿لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

''تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے اعمال کی بہترین جزا دے اور اپنے فضل سے اُن کو زیادہ دے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے'' (38)

سوال1:﴿لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے اعمال کی بہترین جزا دے اور اپنے فضل سے اُن کو زیادہ دے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے اعمال کی بہترین جزا دے'' یعنی ان کے اعمال صالحہ پر انہیں جزا دے جیسا کہ فرمایا:﴿لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''تاکہ اللہ تعالیٰ اُن سے وہ بدترین عمل دور کردے جو انہوں نے کیے اور انہیں اُن بہترین اعمال کے مطابق ان کا اجر دے جو وہ کیا کرتے تھے۔'' (الزمر:35)(2) اللہ تعالیٰ کے یہاں نیک اعمال مقبول ہوں گے۔

(3)﴿اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا (۱۰) فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (۱۱) وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (۱۲)﴾ ''بے شک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو سخت منہ چڑھانے والا، تیوری چڑھانے والا ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی مصیبت سے انہیں بچایا اور انہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی ہے اور اس کی وجہ سے جو انہوں نے صبر کیا بدلے میں انہیں جنت اور ریشم دیا۔'' (الدھر:10،12)

(4)﴿وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ﴾ ''اور اپنے فضل سے اُن کو زیادہ دے'' یعنی وہ اپنے فضل وکرم سے اعمال سے بڑھ کر انہیں عطا کرے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ فرمایا:﴿مَنۡ يُّصۡرَفۡ عَنۡهُ يَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ﴾ ''اس دن جو کوئی اس سے ہٹا دیا گیا تو یقیناً اسی پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا اور یہی واضح کامیابی ہے۔'' (الانعام:16)

(5)﴿لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾ ''جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے نہایت اچھا بدلہ ہے اور کچھ مزید ہے اور ان چیزوں کو نہ کوئی سیاہی ڈھانپے گی اور نہ کوئی ذلت، یہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔'' (یونس:26)

(6)﴿وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ کے رزق سے مراد جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ بے حساب رزق دیتا ہے، اس سے مراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کرنا ہے۔ جہاں رزق کی فراوانی ہو گی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر دی ہیں، جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال بھی گزرا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو،﴿فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِيَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ﴾ ''پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔'' (بخاری:3244)

(7) اللہ تعالیٰ انہیں اتنا اجر عطا کرے گا کہ ان کے اعمال وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ بغیر شمار اور بغیر ناپ تول کے اجر عطا فرمائے گا۔

﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُهُمۡ كَسَرَابٍۭ بِقِيۡعَةٍ يَّحۡسَبُهُ الظَّمۡاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمۡ يَجِدۡهُ شَيۡئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ﴾

''اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اُن کے اعمال صحرا میں سراب جیسے ہیں۔ جس کو پیاسا پانی خیال کرتا ہے حتیٰ کہ جب وہاں آیا تو اس نے اس کو کچھ بھی نہ پایا اور اپنے پاس اللہ تعالیٰ کو موجود پایا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا پورا حساب چکا دیا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' (39)

سوال 1:﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُهُمۡ كَسَرَابٍۭ بِقِيۡعَةٍ يَّحۡسَبُهُ الظَّمۡاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمۡ يَجِدۡهُ شَيۡئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اُن کے اعمال صحرا میں سراب جیسے ہیں۔ جس کو پیاسا پانی خیال کرتا ہے حتیٰ کہ جب وہاں آیا تو اس نے اس کو کچھ بھی نہ پایا اور اپنے پاس اللہ تعالیٰ کو موجود پایا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا پورا حساب چکا دیا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے'' یعنی جنہوں نے اپنے رب کا، اس کے رسولوں کا، آخرت کے دن کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انکار کیا رب العزت نے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں تا کہ کافروں کے اعمال کے اکارت جانے اور ان کی حسرت کو ظاہر فرمائے۔

(2)﴿اَعْمَالُهُمْ﴾ ''اُن کے اعمال'' اس سے مراد وہ اعمال ہیں جنہیں کافر اور مشرک نیکیاں سمجھ کر کرتے ہیں۔ مثلاً صلہ رحمی، صدقہ وخیرات، ہسپتال بنانا، غریبوں کی خدمت کرنا، بچوں کی تعلیم کا انتظام کرنا، بیت اللہ کی تعمیر، حاجیوں کو پانی پلانا۔

(3)﴿كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً﴾ ''صحرا میں سراب جیسے ہیں۔ جس کو پیاسا پانی خیال کرتا ہے'' سراب چلنے کو کہتے ہیں، اس ریت کو کہتے ہیں جو چلتے ہوئے پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ جو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے چمکتی ہے تو پانی نظر آتا ہے۔ کافروں کے اعمال کی مثال سراب کی طرح ہے جیسے سراب بنتے ہیں تو ریت پانی نظر آتی ہے ایسے ہی کافروں کے اعمال ہیں جو ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے یہاں بے وزن ہو جائیں گے اور اُن کی جزا نہیں ملے گی۔

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ ''اور ہم ان کے ہر عمل کی طرف آئیں گے جو انہوں نے کوئی بھی عمل کیا تھا تو ہم اسے اُڑتی ہوئی خاک بنا دیں گے۔'' (الفرقان:23)

(5)﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا﴾ ''حتیٰ کہ جب وہاں آیا تو اس نے کچھ بھی نہ پایا'' یعنی جیسے سراب کے پاس جانے والے کو پانی نہیں ملتا اسی طرح کافر قیامت کے دن آئے گا اور وہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس خیر پائے گا جب کہ وہ اس کے پاس جائے گا تو بھلائی نہیں پائے گا بلکہ آگ میں داخل کر دیا جائے گا۔ (جامع البیان:159/18)

(6) پس اسے سخت ندامت ہوتی ہے اور امید کے منقطع ہو جانے کی وجہ سے اس کی پیاس اور بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح کفار کے اعمال سراب کی مانند ہیں۔ جاہل شخص جو معاملات کو نہیں جانتا اسے وہ اعمال اچھے دکھائی دیتے ہیں، ان کی ظاہری شکل وصورت اس کو دھوکے میں ڈال دیتی ہے۔ اپنی خواہشات نفس کی وجہ سے انہیں بھی اچھے اعمال سمجھتا ہے اور وہ اعمال کا اسی طرح محتاج ہوتا ہے جس طرح ایک پیاسا شخص پانی کا محتاج ہوتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے روز جب اپنے اعمال کا سامنا کرے گا تو ان کو ضائع شدہ اور بے فائدہ پائے گا اور حال یہ ہوگا کہ یہ اعمال اس کے حق میں ہوں گے نہ اس کے خلاف ہوں گے۔ (تفسیر سعدی:1826/2)

(7)﴿وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ﴾ ''اور اپنے پاس اللہ تعالیٰ کو موجود پایا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا پورا حساب چکا دیا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے کسی معمولی کام کو بھی مخفی نہیں پائے گا تھوڑا یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کا پورا پورا حساب چکا دے گا۔

(8)﴿وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے'' وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کو دور نہ سمجھیں وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾

''یا جیسے انتہائی گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں جسے ایک موج ڈھانپتی ہے اس کے اوپر ایک اور موج ہے اس کے اوپر ایک بادل ہے، اوپر تلے کئی اندھیرے ہیں، جب آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے قریب سے نہ دیکھ پائے اور جس کو اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے لیے کوئی نور نہیں'' (40)

سوال 1: ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا﴾ ''یا جیسے انتہائی گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں جسے ایک موج ڈھانپتی ہے اس کے اوپر ایک اور موج ہے اس کے اوپر ایک بادل ہے، اوپر تلے کئی اندھیرے ہیں، جب آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے قریب سے نہ دیکھ پائے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ﴾ ''یا جیسے انتہائی گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں'' سیدنا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے لیے دوسری مثال بیان فرمائی ہے اور اس میں پانچ تاریکیاں ہیں۔ اس کا کلام تاریک، اس کا علم تاریک، اس کا عمل تاریک، اس کا نکلنا تاریک، اس کا داخل ہونا تاریک، اور اس کا ٹھکانا تاریکیوں میں قیامت کے دن آگ میں ہوگا۔ (جامع البیان: 161/18)

(2) گہرے سمندر سے مراد دنیا ہے۔

(3) ﴿يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ﴾ ''جسے ایک موج ڈھانپتی ہے اس کے اوپر ایک اور موج ہے اس کے اوپر ایک بادل ہے'' (i) موجوں سے دنیا کی زندگی کی موجیں ہیں یعنی وقت کی لہریں، گزرنے والا وقت ہے۔ (ii) بادل سے مراد کافرانہ اعتقاد ہیں۔

(4) ﴿ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾ ''اوپر تلے کئی اندھیرے ہیں'' ﴿ظُلُمٰتٌ﴾ سے مراد اندھیرے ہیں۔ کافروں کے کفر کو ظُلُمٰت سے یعنی اندھیروں سے مثال دی ہے۔ عقیدے کے اندھیرے ہیں۔ شرک کے اندھیرے ہیں۔ گمراہیوں کے اندھیرے ہیں۔ اللہ کے عذاب سے اور انجام سے ناواقفیت کے اندھیرے ہیں۔ کفر کے اندھیرے جو کافر کو ہدایت کے راستے پر نہیں آنے دیتے۔

(5) ﴿اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا﴾ ''جب آدمی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے قریب سے نہ دیکھ پائے'' (i) دوسری مثال میں کفر کے اندھیروں کو سمندر کے اندھیروں سے واضح کیا کہ دنیا کی زندگی میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی نہیں پاتے کیسے اُن کے لئے گزرتے وقت اور حالات میں صحیح رویہ رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ (ii) سمندر کے اُوپر بادل ہے سمندر میں چونکہ کفر کے اندھیرے ہیں اس لیے اندھیروں سے اُٹھنے والے بادل وہ کافرانہ اعتقادات ہیں جو گمراہیوں پر مشتمل ہیں۔ (iii) جیسے گہرے سمندر کے اندھیروں میں جہاں سمندر کے اُوپر بادل چھائے ہوئے ہوں، موج پر موج چھائی ہوئی ہو، ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہیں دیتا ایسے ہی کافر پر اُس کے کافرانہ اعتقادات کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ اُسے حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دکھائی نہیں دیتا اس لیے وہ ہدایت نہیں پا سکتا۔

(6)﴿وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ ''اور جس کو اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔'' (i) دُنیا میں اللہ تعالیٰ کا نور اللہ تعالیٰ کی ہدایت، اللہ کا کلام، اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ جو زندگی گزارنے کا پروگرام ہیں۔ (ii) آخرت میں میدان حشر میں ملنے والا نور ہے۔

(7) کیونکہ اس کا نفس ظالم اور جاہل ہے، اس میں کوئی بھلائی اور کوئی روشنی نہیں سوائے اس بھلائی اور روشنی کے جو اس کا رب اسے عطا کر دے۔ ان دونوں تمثیلوں میں اس امر کا احتمال ہے کہ اس سے تمام کفار کے اعمال مراد ہوں۔ دونوں تمثیلیں کفار کے اعمال پر منطبق ہوتی ہیں اور اعمال کے تعداد اور اوصاف کی بنا پر ان کو متعدد بیان کیا ہے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ دونوں مثالیں الگ الگ گروہوں کے لئے بیان کی گئی ہوں۔ پہلی تمثیل قائدین کے لئے اور دوسری مثال پیروکاروں کے لئے ہو۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر سعدی: 1827/2)

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ایک پختہ بات سے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ بھٹکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔'' (ابراھیم: 27)

(9)﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ''جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کو راستہ دکھانے والا کوئی نہیں اور انہیں وہ سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔'' (الاعراف: 186)

(10)﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''پھر کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنے خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے علم کے باوجود اسے گمراہی میں ڈال دیا اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا پھر اللہ تعالیٰ کے بعد کون اس کو ہدایت دے گا؟ تو کیا تم لوگ کوئی سبق حاصل نہیں کرتے؟'' (الجاثیۃ: 23)

رکوع نمبر 6

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۚ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرندے بھی جو پر پھیلائے ہوئے ہیں؟ ہر ایک نے یقیناً اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جان لیا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں'' (41)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرندے بھی جو پر پھیلائے ہوئے ہیں؟ ہر ایک نے یقیناً اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جان لیا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں'' تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے'' رب العزت نے اپنے نبی ﷺ سے اپنا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ نے اپنے دل کی آنکھ سے نہیں دیکھا کہ تم جانتے کہ کائنات کی ہر مخلوق فرشتے، انسان، جنات، حیوانات، نباتات جمادات، اپنے رب کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ یعنی زبان قال اور زبان حال سے اس کی پاکی بیان کر رہی ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے یقیناً وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل: 44)

(2) ﴿وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ﴾ ''اور پرندے بھی جو پر پھیلائے ہوئے ہیں'' اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اُڑ رہے ہیں۔

(3) (i) پرندے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں ان کی تسبیح آسمان اور زمین کے درمیان فضاؤں میں اُڑتے ہوئے ہوتی ہے جب کہ دوسری مخلوقات یعنی حیوانات زمین پر چلنے پھرنے کی قدرت رکھتے ہیں فضاؤں میں پرواز کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (ii) پرندوں کا تذکرہ اُن کی صف بندی اور منظم پرواز کی وجہ سے کیا گیا۔

(4) ﴿كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ﴾ ''ہر ایک نے یقیناً اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جان لیا ہے'' یعنی مخلوق کے دلوں میں جو تسبیح الہام کر دی گئی وہ اپنی تسبیح اور نماز کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت کا ہر طریقہ بتا دیا ہے اور ایک راستہ سمجھا دیا ہے۔

(5) کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کے قانون کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ جس کام پر اسے اللہ تعالیٰ نے لگا دیا ہے بلا چوں و چرا اس کو سرانجام دے رہی ہے۔ اور فطری قانون اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ ان سے سرمو تجاوز نہیں کرتی۔ ایسی اطاعت کو بھی ان کی نماز اور تسبیح کہا جا سکتا ہے۔ تاہم ان اشیاء کی نماز اور تسبیح اس کے علاوہ اور چیز ہے جسے ہم انسان یا جن جو مکلف مخلوق ہے، جان نہیں سکتے۔ اور تسبیح کرنے والی اشیاء اپنی نماز اور اپنی تسبیح اور اس کا طریق کار کو خوب جانتی ہیں۔ (تیسیر القرآن: 275/3)

(6) رب العزت نے پہاڑوں کی تسبیح کے لیے فرمایا: ﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ﴾ ''بے شک ہم نے اُس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا کہ وہ صبح و شام تسبیح کرتے تھے۔'' (ص: 18)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(7) چیونٹیوں کی تسبیح کے بارے میں نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ چیونٹی نے ایک نبی عزیر یا موسیٰ علیہ السلام کو کاٹ لیا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلا دیئے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔ (بخاری: 3019)

(8) (i) اللہ تعالیٰ نے انسان پر واضح کیا ہے کہ ہر مخلوق کو اس کا طریقہ زندگی اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے۔ ہر ایک کے پاس اس کا علم اور فہم الہامی ہے یعنی یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے اور ہر ایک اپنا طریقہ جانتا ہے کہ وہ تسبیح کیسے کرے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس طرح اُن کی تخلیق پر کوئی اور قادر نہیں ایسے ہی اُن کے علم پر بھی کوئی اور قدرت نہیں رکھتا، حتیٰ کہ وہ خود بھی نہیں۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعور دلایا ہے کہ ننھی مخلوقات اپنے خالق کو پہچانتی ہیں اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتی ہیں لیکن تمہیں اختیار دیا ہے جس میں تمہارا امتحان ہے کہ چاہو تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لو اور چاہو تو انکار کر دو۔ اور تم اپنے خالق کو نہیں پہچانتے اپنی زندگی کے پروگرام کا علم نہیں رکھتے اور اپنی تسبیح اور عبادت کے طریقے نہیں جانتے (iii) اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے علم سے انسان کو اُس کی لاعلمی کا شعور دلایا ہے کہ دیکھو تم اپنے رب کی ذات وصفات کا علم نہیں رکھتے یہی علم کی کمی تو انسان کی تسبیح، عبادت اور اطاعت میں رکاوٹ ہے۔ (iv) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ اس کے نور تک رسائی علم کے بغیر ممکن نہیں۔ علم کے بغیر تو کفر اور گمراہی کے اندھیرے ہیں جو بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی روشنی میں نہیں وہ اندھیرے میں ضرور ہیں۔ (v) اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا ہے کہ پرندوں کے پاس وہ عقل نہیں تھی جو انسان کے پاس ہے تو پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے الہام کر دیا لیکن تمہارے پاس وحی کے توسط سے علم آیا رسولوں نے تمہیں علم سکھانے کی کوششیں کی لیکن اتنی منظم کائنات میں سب سے باشعور مخلوق کتنی غیر منظم ہے۔ جیسے اقبال نے کہا: صفیں کج، جبین پریشان، سجدے بے ذوق (vi) اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی تنظیم سے یہ شعور دلایا ہے کہ اس کی وجہ پختہ الہامی علم ہے لہٰذا انسانی زندگی کے لئے سبق حاصل کرو کہ علم وحی کو پختہ کئے بغیر نہ وہ تنظیم سیکھ سکتے ہو نہ تمہاری صف بندی ہو سکتی ہے نہ تمہاری زمین پر زندگی نتیجہ خیز ہو سکتی ہے، لہٰذا علم وحی کی پختگی کے لئے کوشش کرو۔ (vii) کائنات انسان کا ماحول ہے اور ہر چیز جس ماحول میں رہتی ہے اس کا اثر قبول کرتی ہے انسان کو وہ ماحول دکھایا گیا ہے جس میں وہ رہتا ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ دیکھو ہر چیز کیسے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور عبادت میں مشغول ہے انسان کے دائیں بائیں آگے پیچھے، اوپر نیچے ہر چیز شکلوں، رنگوں اور مزاجوں کے اختلاف کے باوجود بنیادی مقصد کے اعتبار سے ایک ہیں سب کا مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا ہے۔ (viii) انسان کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ ہر چیز ویسی ہی ہے جیسے اس کو رہنا چاہیے لہٰذا آپ بھی ویسے رہو جیسے آپ کو رہنا چاہیے یعنی حق کے مطابق۔

(9) ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے یہ شعور دلایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز حرکت میں ہے تسبیح بیان کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی سب کو کائنات میں حرکت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے مواقع دے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو شعور دلایا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اس پر وہ گرفت کرے گا لہٰذا شعور اور ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم حاصل کرو، اپنی زندگی کے پروگرام کا علم حاصل کرو، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور تسبیح میں مشغول ہو جاؤ۔

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾

''اور آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے''(42)

سوال 1: ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے'' مالک مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے آیت کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت ہے'' اللہ رب العزت ساری کائنات کا مالک و مختار ہے۔ وہی بادشاہ ہے، سچا معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ زور آور بادشاہ ہے جس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ سب کو لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دے۔

(2) ﴿وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ سے نہ بھاگو۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ اس کے عذاب سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں لہٰذا اپنی جان بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جانے کے، اللہ تعالیٰ کی عبادت، اللہ تعالیٰ کی غلامی کے طریقوں کا علم حاصل کرو جیسا کہ ہر مخلوق صاحب علم ہے۔ (iii) اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں لہٰذا سرکشی چھوڑ کر اس کی طرف توجہ کر لو اُسے جانو، اُسے سمجھو، اُس سے خوف رکھو، اُسی سے اُمید کا رشتہ قائم کر لو، اسی پر توکل کرو، اُسی کے لئے جیو، اُسی کے لئے جان دے دو، اُسی کے لئے جینے کے طریقوں کا علم حاصل کر لو، اُسی کے لئے جان گھلانے اور جان دینے والے کام کرو، اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے جہاں وہ ہر ایک کے بارے میں عدل سے فیصلے کرے گا۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ﴾

''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بادل کو چلاتا ہے پھر آپس میں ملاتا ہے پھر اُسے تہ در تہ بناتا ہے پھر آپ بارش کو دیکھتے ہیں اُس کے درمیان سے نکلتی ہے اور وہ آسمان کے ان پہاڑوں سے اولے نازل کرتا ہے، جو اس (آسمان) میں ہیں پھر جس پر چاہتا ہے اُس کو پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو لے جائے''(43)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ﴾ ''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بادل کو چلاتا ہے پھر آپس میں ملاتا ہے پھر اُسے تہ در تہ بناتا ہے پھر آپ بارش کو دیکھتے ہیں اُس کے درمیان سے نکلتی ہے اور وہ آسمان کے ان پہاڑوں سے اُولے نازل کرتا ہے، جو اس (آسمان) میں ہیں پھر جس پر چاہتا ہے اُس کو پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو لے جائے'' اللہ تعالیٰ کے حکم سے بادل برستے ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا﴾ ''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بادل کو چلاتا ہے'' رب العزت نے توجہ دلائی ہے کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا نظارہ نہیں کیا کہ کیسے وہ بادلوں کے بکھرے ٹکڑوں کو نرمی اور سہولت سے اکٹھا کرتا ہے۔

(2) ﴿ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا﴾ ''پھر آپس میں ملاتا ہے پھر اُسے تہ در تہ بناتا ہے'' اللہ تعالیٰ کیسے بادلوں کو اکٹھا کر دیتا ہے اور بادل کس طرح تہ بہ تہ جم جاتے ہیں۔ وہی بادل پہاڑوں کی مانند ہو جاتے ہیں۔

(3) ﴿فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ﴾ ''پھر آپ بارش کو دیکھتے ہیں اُس کے درمیان سے نکلتی ہے'' آپ بادلوں سے بارش کو برستے ہوئے دیکھتے ہو کس طرح وہ بارش برستی ہے اور اس سے زمین سیراب ہو جاتی ہے۔ ندی نالے اور دریا بھر جاتے ہیں۔ قسم قسم کی نباتات اگتی ہے۔

(4) (i) بارش کے لئے سورج اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حرارت دیتا ہے۔ (ii) بارش کے لئے سمندر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پانی کو بھاپ میں تبدیل ہونے کے لئے اللہ کے پانی حاضر کر دیتے ہیں۔ (iii) بارش کے لئے اوپر کی فضا سمندر سے اُٹھنے والی بھاپ کو ٹھنڈا کرنے کا کام کرتی ہے۔ (iv) بارش کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہوائیں بادلوں کو لے چلتی ہیں۔ (v) بارش کے لئے بادلوں کے ٹکڑے اللہ تعالیٰ کی حکم سے جڑ جاتے ہیں۔ (vi) اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے بارش کے قطروں کو ٹپکا دیتا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے بارش کی مثال سے یہ شعور دلایا ہے کہ بارش ایک ہم آہنگ عمل یعنی اجتماعی عمل کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے زمین سے لے کر سورج تک ایک عظیم عمل جاری ہوتا ہے تو بارش برستی ہے۔ انسان کو یہ توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اگر سورج کو فقط اپنی فکر لاحق رہے سمندر اپنے گھر کے اندر مگن رہیں، سمندروں کا پانی فضاؤں میں نہ پہنچے اور پھر بادلوں کے ٹکڑے، ٹکڑیوں میں بٹے رہیں اور کوئی اُنہیں جوڑنے والا نہ ہو تو بارش کیسے برسے؟

(6) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل اُٹھاتی ہیں پھر وہ جس طرح چاہتا ہے اُنہیں آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور انہیں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے چنانچہ آپ بارش کو دیکھتے ہیں کہ اُس کے درمیان سے نکل رہی ہے، پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بارش برساتا ہے تب وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔'' (الروم:48)

(7)﴿اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ؕ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ﴾ ''تو کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا اسے بادلوں سے تم نے نازل کیا ہے یا اس کے نازل کرنے والے ہم ہیں؟'' (الواقعہ:69,68)

(8)﴿وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ﴾ ''اور وہ آسمان کے اُن پہاڑوں سے اُولے نازل کرتا ہے جو اس میں ہیں'' اس سے مراد آسمان میں، بادلوں میں برف کا جم کر پہاڑ کی شکل اختیار کر لینا ہے۔(i) اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اولے برساتا ہے۔(ii) اولوں کا برسنا ہلاکت کا باعث بنتا ہے جبکہ برف کا آہستگی کے ساتھ برسنا رحمت کا باعث بنتا ہے۔(iii) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے رحمت عطا کرتا ہے۔ جس کو چاہے ہلاک کر دیتا ہے۔

(9)﴿فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ﴾ ''پھر جس پر چاہتا ہے اُس کو پہنچاتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے جس پر چاہتا ہے ژالہ باری کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بچا لیتا ہے۔

(10)﴿يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ﴾ ''قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو لے جائے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھو ان بادلوں کے اندر سے بجلی نکلتی ہے جن کی تیز روشنی اور چمک کی وجہ سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔

(11) وہ ہستی، وہ ذات جس نے بادلوں کو اٹھایا، پہنچایا اور برسایا کہ ہمیں فائدہ حاصل ہو وہ کامل قدرت اور رحمت کی مالک ہے۔

﴿يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ﴾

''اور اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کو پلٹتا ہے، بلاشبہ آنکھوں والوں کے لئے اس میں یقیناً عبرت ہے'' (44)

سوال 1:﴿يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کو پلٹتا ہے، بلاشبہ آنکھوں والوں کے لئے اس میں یقیناً عبرت ہے'' رات دن میں اللہ تعالیٰ ہی کا تصرف ہے۔ آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کو پلٹتا ہے'' (i) اللہ تعالیٰ دن اور رات کے بدلنے سے کبھی دن لمبے اور راتیں چھوٹی اور کبھی راتیں لمبی اور دن چھوٹے کر دیتے ہیں۔(ii) اللہ تعالیٰ بادلوں کو ہٹا کر دن کے اندھیرے دور کر دیتے ہیں۔ سورج کی روشنی سے زمین کو چمکا دیتے ہیں۔(iii) اللہ تعالیٰ بادلوں کو ہٹا کر رات کی تاریکی کو چاند کی روشنی سے دور کر دیتے ہیں یوں اللہ تعالیٰ کے نور اور اندھیروں کو کائناتی منظر سے دکھاتے ہیں کہ روشنیاں اور تاریکی کیسے اس کے حکم کی پابند ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے میں رات اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہوں۔ (بخاری:4826)

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم تکلیف دیتا ہے، وہ کہتا ہے کہ ہائے کم بختی زمانے کی! تو کوئی تم میں سے ہرگز یوں نہ کہے کہ ہائے کم بختی زمانے کی! اس لیے کہ زمانہ میں ہوں، رات اور دن میں لاتا ہوں، جب میں چاہوں گا تو رات اور دن ختم کر دوں (جب رات اور دن کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو رات اور دن کو یعنی زمانے کو گالی دینا در اصل اللہ کو گالی دینا ہوگا'' (مسلم:5864)

(4) ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾ ''اُس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، وہی رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔ اور اُسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، ہر ایک اپنی مدّتِ مقررہ تک چلتا ہے۔ سن لو! وہ سب پر غالب، نہایت، بخشنے والا ہے۔'' (الزمر:5)

(5) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ ''بلاشبہ آنکھوں والوں کے لئے اس میں یقیناً عبرت ہے'' (i) عبرت کے اصل معنی ہیں عبور کرنا، طے کرنا۔ (ii) عبرت سے مراد وہ شعوری سفر ہے جس میں انسان ایک واقعے سے حقیقت کو Link کرتا ہے جب ایک انسان کسی ظاہری واقعے پر غور و فکر کا سفر کرتے ہوئے اصل حقیقت اللہ تعالیٰ کے نور کو پالیتا ہے تو اسی کو عبرت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بصیرت والے وہ ہیں جو ظاہری واقعے سے غور و فکر کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے نور کو پالیتے ہیں۔

(6) ﴿اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے رات بنائی تا کہ لوگ اس میں آرام کریں اور دن کو دکھلانے والا بنایا؟ واقعی اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔'' (النمل:86)

(7) ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کو سونا اور تمہارا اُس کے فضل میں سے تلاش کرنا، بلاشبہ اس میں یقیناً اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔'' (الروم:23)

(8) ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔'' (ال عمران:190)

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

''اور اللہ تعالی نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے اور ان میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے، اللہ تعالی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (45)

سوال 1: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے اور ان میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' ہر طرح کی مخلوق اللہ تعالیٰ کی قدرت اور غلبے کی دلیل ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ﴾ ''اور اللہ تعالی نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا'' اللہ تعالی کی ساری جاندار مخلوقات کا مادہ تخلیق پانی ہے رب العزت نے فرمایا ہے: ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو بنایا، تو کیا وہ ایمان نہیں لاتے؟'' (الانبیاء:30)

(2) پس وہ حیوانات جن کا سلسلہ تناسل جاری ہے، ان کا مادہ تخلیق نطفہ کا پانی ہے جب نر مادہ کو حاملہ کرتا ہے تو اسی آب نطفہ سے تخلیق ہوتی ہے اور وہ حیوانات جو زمین سے پیدا ہوتے ہیں وہ صرف پانی کی رطوبتوں سے پیدا ہوتے ہیں، مثلاً حشرات الارض۔ ان میں نطفہ وغیرہ موجود نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ آب نطفہ کے بغیر پیدا ہوتے ہیں۔ پس مادہ تخلیق ایک ہے، مگر اس سے پیدا ہونے والی مخلوق بہت سے پہلوؤں سے (ایک دوسرے سے) مختلف ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2/1830،1831)

(3) ﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اُس کا عرش پانی پر تھا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون زیادہ اچھا ہے۔'' (ہود:7)

(4) سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یمن کے کچھ لوگ آپ کے پاس عالم کی پیدائش کا حال پوچھنے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پہلے صرف) اللہ کی ذات تھی اور اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا اور آسمان اور زمین پیدا کیے۔'' (بخاری کتاب بدء الخلق) (5) حیوانات کی اصل کا ایک ہونا، اللہ کے ایک ہونے تک لے جاتا ہے۔

(6) ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ﴾ ''پھر ان میں سے کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے'' یعنی سانپ اور اس جیسے جانور جو پیٹ کے بل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رینگ کر چلتے ہیں۔

(7)﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ﴾ ''اوران میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے'' یعنی انسان اور پرندے جو دو پاؤں پر چلتے ہیں۔

(8)﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ﴾ ''اوران میں سے کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے'' جیسے چوپائے اور مویشی وغیرہ چلتے ہیں۔

(9)﴿يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ ''اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے'' جیسے بعض حیوانات چار سے زیادہ پاؤں رکھتے ہیں۔

(10)﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ''اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں، بعض کئی تنوں والے ہیں اور بعض ایک تنے والے ہیں۔ سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو مزے میں بعض پر فوقیت دیتے ہیں۔ بلا شبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔'' (الرعد:4)

(11)(i) اللہ تعالیٰ نے زندگی کی ایک اصل کو اپنی قدرت کا نشان بنایا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے ایک مادہ سے مختلف شکلوں والے جانور بنا کر اپنی قدرت کو ثابت کیا ہے (iii) اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ارادے اور تقدیر کے بغیر یہ اتفاق نہیں ہے کہ ہر چیز کی ایک تقدیر مقرر ہو گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اُس نے ہر چیز کو تخلیق کیا، ہدایت دی اور یہ شعور دیا کہ اُس کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

''بلا شبہ یقیناً ہم نے واضح آیات نازل کر دی ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے'' (46)

سوال 1: ﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''بلا شبہ یقیناً ہم نے واضح آیات نازل کر دی ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے'' قرآن مجید کے احکامات حکمتوں اور مصلحتوں والے ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ﴾ ''بلا شبہ یقیناً ہم نے واضح آیات نازل کر دی ہیں'' رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں زندگی کی کامیابی کے لیے احکامات اور ہدایت کا واضح بیان ہے۔ یہ آیات شریعت کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں جس سے گمراہی اور ہدایت میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ (2) یعنی ایسی واضح علامات ہیں جو حق کے راستے کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ (جامع البیان:166/18)

(3) یہ آیات اس ہستی کی نازل کردہ ہیں جس کا علم کامل ہے۔ ان کے نزول کے بعد کسی حق کو تلاش کرنے والے کے لیے مشکل باقی نہیں رہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گئی اور باطل پسند کے لیے کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہ گئی۔ ﴿لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحۡيٰى مَنۡ حَىَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ﴾ ''تاکہ جو ہلاک ہو، واضح دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ واضح دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔'' (الانفال:42)

(4) ﴿وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے'' اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جن کے لیے بھلائی سبقت لے گئی۔ یہ آیات ہی صراط ہیں۔ یہ صراط الحق، صراط الھدیٰ، اور صراط النور ہیں۔ اور سچے مومن وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول کے حکم کو قبول کرتے ہیں۔

(5) (i) صراط مستقیم سے مراد ہدایت کا راستہ ہے۔ (ii) صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے جس کے مطابق زندگی بسر کر کے انسان اپنی منزل جنت تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ سیدھا جنت تک لے جانے والا راستہ ہے اسی اعتبار سے اسے صراط مستقیم کہا گیا۔

(6) اس راستے پر وہ لوگ چلتے ہیں جو علم حق کو ترجیح دیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

﴿وَيَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوۡلِ وَاَطَعۡنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مِّنۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں'' (47)

سوال 1: ﴿وَيَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوۡلِ وَاَطَعۡنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مِّنۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں'' منافقوں کی بری عادات کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوۡلِ وَاَطَعۡنَا﴾ ''اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی'' منافق اپنی زبانوں سے کہتے تھے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے بغیر یقین کے جس میں اخلاص نہیں تھا۔ (تفسیر قرطبی:225/6)

(2) (i) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان دل میں بیٹھ جائے تو اس کے اثرات انسان کے عمل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ (ii) ایمان ایک شعور ہے جو عمل کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ ایمان کے دل میں بیٹھنے کے بعد انسان متحرک ہو جاتا ہے یہ شعور انسان کو بیٹھنے نہیں دیتا یہ بیداری ہر دم تیاری پر آمادہ رکھتی ہے۔ (iii) ایمانی شعور دل میں جتنا پختہ ہو جاتا ہے انسان زمین پر اتنا بڑا کام کرنے کی پوزیشن میں آ جاتا ہے۔ ایمانی شعور کو مسلسل زندہ و متحرک رکھنے کے لئے کوششیں کرنی پڑتی ہیں۔ (a) ایمانی شعور کو زندہ اور متحرک رکھنے کے لئے حیات بخش علم کی ضرورت ہے۔ (b) ایمانی شعور کو زندہ اور متحرک رکھنے والا علم محض مطالعے سے نہیں آتا۔ اس کے لئے باقاعدہ طور پر سیکھنے کی ضرورت ہے۔ (c) ایمانی شعور کو زندہ رکھنے والی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کتاب قرآن حکیم اور حدیث نبوی ﷺ ہے۔ اُن کو تا حیات سیکھتے رہنے والا، اُس کو پڑھنے اور پڑھانے والا، اُس کو سچی روح کے ساتھ سیکھنے کے لئے غور وفکر کرنے والا، اپنے شعور کی زندگی کے لئے کوششیں کرتا ہے۔ (d) ایمانی شعور کو متحرک رکھنے والی علمی مجالس ہیں۔ (e) ایمانی شعور کو بیدار رکھنے والے دعوتی کام ہیں جن کو اسلامی تنظیمیں منظم کرتی ہیں۔ (f) ایمانی شعور کو بیدار رکھنے والے جہادی کام ہیں جہاں انسان اپنے شعور کی آخری منزل کو پہنچ جاتا ہے۔ (g) ایمانی شعور کو متحرک رکھنے کے لئے کسی اسلامی تنظیم کے ساتھ وابستگی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر انسان کی وابستگی ایمانی کاموں سے نہیں رہ جاتی، آہستہ آہستہ دبے پاؤں دنیا کی محبت دل میں بسیرا کر لیتی ہے، شعور زنگ آلود ہونے لگتا ہے، ایمانی حرکت کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اور ایمانی شعور رکھنے والے انسان بھی کھوٹے ہو جاتے ہیں۔

(3) ﴿ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ﴾ ''پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے اقرار کے باوجود ان میں سے ایک جماعت منہ موڑنے لگتی ہے یعنی اپنے عملوں سے ٹھکرانے لگتی ہے۔ جو کہتی ہے وہ کرتی نہیں کیونکہ دلوں میں ایمان کی بجائے نفاق ہے اس لیے یہ مومن نہیں۔

(4) (i) کسی کے مومن ہونے کے لئے دل اور دماغ کی سوچ کا بھی ایمانی ہونا ضروری ہے۔ (ii) کسی کے مومن ہونے کے لئے نفس کی کیفیات کا بھی ایمانی ہونا ضروری ہے (iii) کسی کے مومن ہونے کے لئے اس کے اعمال کا ایمانی ہونا بھی ضروری ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ﴾ ''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرو تو ان میں سے مال والے لوگ آپ سے اجازت مانگتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو جائیں گے۔'' (التوبۃ:86)

(6) ﴿وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں'' یعنی جن کے دلوں میں شک ہے، جن کا ایمان کمزور ہے، جو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دل ان کے ساتھ نہیں دیتے اور وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہتے اس لیے وہ اطاعت نہیں کرتے۔ کتنے ہی کمزور ایمان کے لوگ ہیں جو نماز قائم نہیں کرتے، جو زکوۃ ادا نہیں کرتے، جو صدقات نہیں کرتے۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ﴾ ''اور وہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ یقیناً وہ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے تھے اور یقیناً اسی کے ساتھ ہی نکل گئے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے تھے۔'' (المائدہ:61)

(8) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو، کبھی اس ریوڑ میں آتی ہو اور کبھی اس میں۔'' (مسلم:2784)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ساری اُمت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا'' صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ ''جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔'' (بخاری:7280)

﴿وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾

''اور جب انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو اچانک ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے والا ہوتا ہے'' (48)

سوال 1: ﴿وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ ''اور جب انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو اچانک ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے والا ہوتا ہے'' اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾ ''اور جب انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے'' یعنی جب انہیں جھگڑوں کے فیصلے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلے کی طرف بلایا جاتا ہے۔

(2) ﴿اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾ ''تو اچانک ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے والا ہوتا ہے'' (i) جو لوگ ایمان کا دعویٰ کرتے تھے لیکن عملی طور پر وہ ایمان سے منہ موڑتے تھے اور عذر پیش کرتے تھے۔ (ii) جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی حقیقت نہیں بیٹھی تھی وہ ان فیصلوں سے منہ موڑ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلوں سے وہ لوگ اس لیے منہ موڑتے تھے کہ انہیں یقین تھا رسول اللہ ﷺ کی عدالت سے جو فیصلہ ہوگا اس میں کسی کی رعایت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۚ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا (۶۰) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (۶۱)﴾ ''کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یقیناً وہ ایمان لائے اس پر جو آپ پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا کفر کریں۔ اور شیطان ارادہ رکھتا ہے کہ انہیں بہکا کر گمراہ کر دے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف آؤ تو وہ تم سے منہ موڑتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔'' (النساء:60,61)

(3) اگر انہیں قرآن کی طرف جس کو حق تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اتارا ہے اور ہدایت کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس سے منہ موڑ لیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور دلوں میں اس کی پیروی کرنے پر از راہ غرور تیار نہیں ہوتے۔ (مختصر ابن کثیر:1341/2)

(4) اس آیت کا حکم آپ ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی اسلامی حکومت جس میں عدالتیں کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق فیصلے کرتی ہوں اور ایسی عدالت کی طرف سے اگر کوئی شخص کو بلاوا یا سمن آئے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہی بلاوا سمجھا جائے گا۔ اور اس سے اعراض کرنے والا مومن نہیں بلکہ منافق ہوگا۔ علاوہ ازیں ہمارے اختلافی مسائل میں بھی قرآن اور سنت حکم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کتاب اور سنت میں ہمارے اکثر اختلافی مسائل کا حل بھی موجود ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن وسنت کی طرف جانے یا اس کا فیصلہ ماننے سے اعراض کرے تو وہ بھی حقیقتاً مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔ (تیسیر القرآن:277/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے سے اعراض کی کیا وجوہ ہو سکتی ہے؟

جواب: منافقوں کے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے اعراض کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (i) ایک یہ کہ وہ سچے دل سے ایمان نہ لایا ہو بلکہ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کی خاطر مسلمان ہو گیا ہو۔ (ii) دوسرے یہ کہ وہ ایمان کا دعوٰے کرنے کے باوجود اس شک وشبہ میں مبتلا ہو کہ یہ شخص واقعی اللہ کا رسول ہے بھی یا نہیں؟ یا یہ اللہ کا قرآن ہے بھی یا نہیں؟ یا آخرت کے دن کے قیام اور اس دن جزا وسزا کا عقیدہ کچھ حقیقت بھی رکھتا ہے یا نہیں یا یہ سب باتیں محض افسانے یا من گھڑت باتیں ہیں۔ (iii) تیسرے یہ کہ وہ اللہ اور رسول کو مان لینے کے بعد یہ اندیشے رکھتے ہیں کہ قرآن کے فلاں حکم نے ہمیں ذلیل کر کے رکھ دیا ہے اور مصیبت میں ڈال دیا ہے یا رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ ان تینوں صورتوں میں سے جو بھی صورت ہو ان کے ظالم ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسا شخص خود بھی فریب میں مبتلا ہے اور فی الحقیقت بڑا دغا باز اور خائن ہے۔ جو ذاتی مفادات کی خاطر مسلمان بنا ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کو بھی فریب دے رہا ہے۔ وہ اپنے آپ پر بھی ظلم کر رہا ہے اور باقی مسلمانوں پر بھی جو اس کے زبانی دعوے پر اعتماد کر کے اسے اپنی ملت میں شامل کر لیتے ہیں۔ ان کے ظالم ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اپنا حق تو پورا پورا وصول کریں۔ خواہ اس میں دوسروں کی کتنی زیادہ حق تلفی ہو رہی ہو۔ اور اسی غرض کے تحت وہ اپنا فیصلہ وہاں لے جانا چاہتے ہیں جہاں انہیں اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کی توقع ہو۔ اور یہ دونوں باتیں ان کے ظالم ہونے کی دلیل ہیں۔ (تیسیر القرآن:278/3)

﴿وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ﴾

''اور اگر حق ان ہی کا ہو تو رسول کی طرف فرماں بردار بن کر آجاتے ہیں'' (49)

سوال 1: ﴿وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ﴾ ''اور اگر حق ان ہی کا ہو تو رسول کی طرف فرماں بردار بن کر آجاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿وَاِنْ یَّکُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ﴾ ''اور اگر حق ان ہی کا ہو تو رسول کی طرف فرماں بردار بن کر آ جاتے ہیں'' یعنی اگر فیصلہ ان کے اپنے حق میں ہوتا ہے تو خوشی خوشی گردن جھکائے چلے آتے ہیں اور حاکم کے فیصلے کو سن کر تسلیم کر لیتے ہیں۔

(2) وہ شریعت کے اس فیصلے کو قبول کر لیتے ہیں جو ان کی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ اس بنا پر فیصلے کو قبول نہیں کرتے کہ یہ شرعی فیصلہ ہے۔

(3) اگر فیصلہ ان کی خواہشات کے خلاف پڑتا ہو تو وہ اس کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے بلکہ مقدمے غیروں کے پاس لے جاتے ہیں۔ جب ان کی خواہشات حق کے مخالف پڑتی ہیں وہ فیصلے دوسروں کے پاس لے جاتے ہیں۔

(4) مومن وہ ہے جو خوشی اور غم میں حق کی پیروی کرتا ہے جب شریعت کا حکم اس کی خواہشات نفس کے خلاف ہو تو وہ شریعت کو مقدم رکھتا ہے۔

﴿اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

''کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے؟ یا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرے گا؟ بلکہ یہی لوگ ظالم ہیں'' (50)

سوال 1: ﴿اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے؟ یا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں؟ یا وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرے گا؟ بلکہ یہی لوگ ظالم ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کرتے ہیں اور شریعت کے فیصلوں کو قبول نہیں کرتے ان کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ ''کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے؟'' یعنی جس نے ان کے دلوں کو صحت کے دائرہ سے نکال دیا، اس کا احساس جاتا رہا اور وہ بیمار آدمی کی طرح ہو گئے جو ہمیشہ اس چیز سے اعراض کرتا ہے جو اس کے لئے فائدہ مند ہے اور اس چیز کو قبول کرتا ہے جو اس کے لئے ضرر رساں ہے۔'' (تفسیر سعدی: 1833/2)

(2) اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض فطری فرائض ہیں اور کوئی سلیم القلب انسان ان فرائض سے منہ نہیں موڑ سکتا چونکہ نفاق کی وجہ سے فطرت صحت مند نہیں رہتی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بیماری قرار دیا ہے۔

(3) ﴿اَمِ ارْتَابُوْۤا﴾ ''یا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں؟'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کے بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ حق کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے۔

(4) (i) شک کی بیماری کی وجہ سے انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے بارے میں شک ہو جاتا ہے۔ (ii) انسان کو اللہ تعالیٰ کے عدل کے بارے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں شک ہوجاتا ہے۔(iii) انسان کو یہ شک ہوجاتا ہے کہ آیا اسلام عادلانہ نظام قائم کرسکتا ہے یا نہیں۔

(5) یہ سوال نفرت اور تعجب کے اظہار کے لیے ہے کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ خالق اور رازق کے بارے میں کوئی شک میں مبتلا ہوجائے۔

(6)﴿اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ وَرَسُوْلُہٗ﴾ ”یا وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرے گا؟“ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ظلم وجور پر مبنی فیصلہ کرے گا حالانکہ یہ تو انہی کا وصف ہے۔(تفسیر سعدی:1833/2)

(7)﴿بَلْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ”بلکہ یہی لوگ ظالم ہیں“ اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اُس کے رسول کے فیصلوں پر راضی نہ ہونے والوں کو ظالم قرار دیا ہے۔ ظالم قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ سچائی اور انصاف کے نظام کو جمنے نہیں دینا چاہتے۔

(8) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فیصلہ عدل اور حکمت پر مبنی ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ﴾ ”اور کون اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کرنے میں بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں؟“ (المائدہ:50)

(9) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو تسلیم نہیں کرتا تو اس کے دل میں بیماری ہے اور اس کے ایمان میں شکوک وشبہات ہیں۔

(10) شریعت کے احکامات کے بارے میں بدگمان ہونا اور ان کو عدل اور حکمت کے خلاف سمجھنا حرام ہے۔

رکوع نمبر 7

﴿اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

”درحقیقت مومنوں کی بات ہی یہ ہوتی ہے جب اُنہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے فرماں برداری کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ (51)

سوال 1:﴿اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ”درحقیقت مومنوں کی بات ہی یہ ہوتی ہے جب اُنہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے فرماں برداری کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ اس آیت کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ ”درحقیقت مومنوں کی بات ہی یہ ہوتی ہے جب اُنہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے فرماں برداری کی“ رب العزت نے اہل ایمان کی عمدہ عادات کی مدح فرمائی ہے کہ انہوں نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ۔ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کی آواز پر لبیک کہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور محمد ﷺ کی سنت کے ماسوا کوئی اور راستہ تلاش نہیں کرتے ۔

(2) جب انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ان کے مقدموں کے فیصلوں کے لیے بلایا جاتا ہے ۔ خواہ وہ فیصلہ ان کی خواہشات کے مطابق ہو یا اس کے خلاف ہو تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور اس فیصلے پر ہم نے اطاعت کی ۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ''پس تیرے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ آپ کو اس معاملے میں فیصلہ کرنے والا مان لیں، جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے پھر آپ جو فیصلہ کر دیں اس پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور وہ اسے تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا ۔'' (النساء:65)

(3) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے حکم دینے والوں کی اطاعت کرو، پھر اگر کسی چیز پر تم آپس میں جھگڑ پڑو تو اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے ۔'' (النساء:59)

(4) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ ''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو ۔'' (محمد:33)

(5) ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ''سو جتنی تم استطاعت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرتے رہو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اور جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچا لیا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں ۔'' (التغابن:16)

(6) ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ''یہی لوگ کامیاب ہوں گے'' اور جنت میں جائیں گے ۔

(7) فلاح کہتے ہیں مطلوب و مقصود کے حصول میں کامیابی اور امر مکروہ سے نجات کو ۔ صرف وہی شخص فلاح پا سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو حکم اور ثالث بناتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے ۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اطاعت، خاص طور پر حکم شریعت کی اطاعت کی فضیلت بیان کی، تو تمام احوال میں اطاعت کی فضیلت کا عمومی تذکرہ کیا ۔ (تفسیر سعدی:2/1834)

(8) کامیابی کے مستحق وہ لوگ ہیں جو ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلے کو دل کی خوشی کے ساتھ قبول کرتے ہیں ۔

(9) (i) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں ۔ انصاری ہیں، انصار کے ایک سردار ہیں، انہوں نے اپنے بھتیجے جنادہ بن امیہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے بوقت انتقال فرمایا کہ آؤ مجھ سے سن لو کہ تمہارے ذمے کیا ہے؟ ''سننا اور ماننا، سختی میں بھی آسانی میں بھی، خوشی میں بھی ناخوشی میں بھی، اور اس وقت بھی جب کہ تیرا حق دوسرے کو دیا جا رہا ہو اپنی زبان کو عدل اور سچائی کے ساتھ سیدھی رکھ، کام کے اہل لوگوں سے کام کو نہ چھین، ہاں اگر کسی کھلی نافرمانی کا وہ حکم دیں تو نہ ماننا، کتاب اللہ کے خلاف کوئی بھی کہے ہرگز نہ ماننا، کتاب اللہ کی پیروی میں لگے رہنا''۔

(ii) سیدنا ابوداؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے نہیں اور بہتری جو کچھ ہے وہ جماعت کی، اللہ تعالیٰ کی، اس کے رسول کی، خلیفہ المسلمین کی اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی میں ہے۔ (iii) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسلام کا مضبوط کڑا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی، نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی اور مسلمانوں کے بادشاہ کی اطاعت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(10) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کیے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔'' (بخاری: 7137)

(11) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلمان کے لئے امیر کی بات سننا اور اسکی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے پھر جب اسکو معصیت کا حکم دیا جائے پھر نہ سننا باقی رہتا ہے نہ اطاعت کرنا۔'' (بخاری:7144)

(12) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی عامل بنایا جائے جس کا سر منقیٰ کی طرح چھوٹا ہو۔'' (بخاری:7142)

(13) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے حاکموں کی۔ سیدنا عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک مہم پر بطور افسر کے روانہ کیا تھا۔ (بخاری:4584)

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾

''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے بچے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں'' (52)

سوال 1: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کی نافرمانی سے بچے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں'' کامیاب لوگوں کی خصوصیات کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں'' جس نے اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں اطاعت اور اس کے احکامات پر اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ (جامع البیان: 168/18)

(2) (i) مومن سمع و اطاعت اس لیے کرتا ہے کہ اسے پورا یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہی اس کے حق میں مفید ہے۔ (ii) مومن کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ اسی فیصلے میں اُن کے لیے انصاف ہے۔ (iii) مومن سمع و اطاعت اس لیے کرتا ہے کہ اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ یا تو شیطان کا بہکاوا ہے یا نفس کی خواہشات (iv) مومن سمع و اطاعت اس لیے کرتا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ (v) مومن سمع و اطاعت کرنے کے قابل اس لیے ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے۔

(3) ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ منہ موڑ جائیں تو اللہ تعالیٰ کافروں کو یقیناً پسند نہیں کرتا۔'' (آل عمران: 32)

(4) وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اُس نے کامیابی حاصل کر لی، بہت بڑی کامیابی۔'' (الاحزاب: 71)

(5) ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (النساء: 13)

(6) ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا، یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین میں سے! اور یہی بہترین ساتھی ہیں۔'' (النساء: 69)

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ساری اُمت جنت میں جائے گی مگر سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے انکار کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انکار کون کرے گا؟ فرمایا: جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔'' (بخاری: 7280)

(8) ﴿وَيَخْشَ اللّٰهَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے'' یعنی جو ماضی کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور خواہشات نفس کی تکمیل سے باز آجاتا ہے۔ (9) جو کھلے چھپے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ (10) جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے برے انجام سے ڈرے۔ (جامع البیان 168/18)

(11) ﴿وَيَتَّقْهِ﴾ ''اور اس کی نافرمانی سے بچے'' یعنی جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اوامر و نواہی میں اس کی اطاعت کرے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(12) اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو چھوڑ کر اس کے برے عذاب سے بچتا ہے۔

(13) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ اس روز انھیں اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا کہ جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ان سات میں سے ایک وہ ہے کہ جسے اقتدار اور جمال کی مالکہ عورت نے دعوت بدکاری دی مگر اس نے (دعوت کو رد کرتے ہوئے) کہا میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔'' (بخاری:1423)

(14) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ﴾ ''اور اس دن سے ڈرو جس میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹایا جائے گا۔'' (البقرہ:281)

(15) ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔'' (آل عمران:102)

(16) ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ ''تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں'' یعنی کامیاب وہ ہے جس نے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔

(17) (i) سمع واطاعت کرنے والوں کے لیے تمام کاموں کی تدبیر اللہ تعالیٰ کرتے ہیں (ii) سمع واطاعت کرنے والوں کے باہمی تعلقات کو اللہ تعالیٰ منظم کر دیتے ہیں۔(iii) سمع واطاعت کرنے والوں کے فیصلے اللہ تعالیٰ اپنے علم کی بنیاد پر کرتے ہیں جب کہ دوسرے لوگ اپنے فیصلے خود کرتے ہیں اور بغیر علم وحکمت کے کرتے ہیں۔(iv) سمع واطاعت کرنے والے بھٹکتے نہیں۔(v) سمع واطاعت کرنے والوں کی قوتیں منتشر نہیں ہوتیں۔
(vi) سمع واطاعت کرنے والوں کی لگام خواہشات اور مفادات کے ہاتھ میں نہیں ہوتی۔(vii) سمع واطاعت کرنے والوں کی لگام اسلامی طریقہ کار کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔وہ ہمیشہ اسلامی طریقے کو اپنے آگے رکھتے ہیں اور خود پیچھے چلتے ہیں۔

سوال 2: تقویٰ اور خشیت کی صفات کن لوگوں کے دل میں پیدا ہوتی ہیں؟

جواب: تقویٰ اور خشیت کی صفات اُن لوگوں کے دل میں پیدا ہوتی ہیں۔(i) جو اللہ تعالیٰ کے نور سے معمور ہوتے ہیں۔
(ii) جن کے دل اللہ تعالیٰ سے جُڑے ہوئے ہوتے ہیں۔(iii) جن کے شعور میں اللہ تعالیٰ کا خوف بسا ہوا ہوتا ہے۔

﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں، اپنی پختہ قسمیں کہ یقیناً اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور نکلیں گے، آپ کہہ دیں قسمیں نہ کھاؤ، معلوم اطاعت (ہی کافی) ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو'' (53)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں، اپنی پختہ قسمیں کہ یقیناً اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور نکلیں گے، آپ کہہ دیں قسمیں نہ کھاؤ، معلوم اطاعت (ہی کافی) ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھنے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو'' منافقوں کے حال کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے آیت میں منافقوں کا حال بیان کیا ہے جن کے دلوں میں شکوک وشبہات کی بیماری ہے جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلنے کی بجائے گھروں میں بیٹھے رہے۔

(2) ﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں، اپنی پختہ قسمیں کہ یقیناً اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ ضرور نکلیں گے'' منافق اللہ تعالیٰ کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر انہیں جنگ کے لیے نکلنے کا حکم دیں تو وہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

(3) ﴿قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا﴾ ''آپ کہہ دیں قسمیں نہ کھاؤ'' رب العزت نے ان کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے نبی ﷺ سے فرمایا آپ ﷺ انہیں کہہ دیں کہ زیادہ قسمیں نہ کھاؤ جیسا کہ فرمایا ﴿يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ ''وہ تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو یقیناً اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔'' (التوبۃ:96)

(4) ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ ''اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں پس اُن کے لیے رُسوا کن عذاب ہے۔'' (المجادلۃ:16)

(5) ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (11) لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ (12)﴾ ''کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے منافقت کی؟ وہ اپنے ان بھائیوں سے کہتے ہیں جنہوں نے کفر کیا، اہل کتاب میں سے، یقیناً اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے'' اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اگر اُنہیں نکالا گیا تو وہ اُن کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اُن سے جنگ کی گئی تو یہ اُن کی مدد نہیں کریں گے اور یقیناً اگر وہ اُن کی مدد کریں گے تو وہ ضرور پشتیں پھیریں گے پھر وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔'' (الحشر:12،11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿طَاعَةٌ مَّعۡرُوۡفَةٌ﴾ ''معلوم اطاعت (ہی کافی) ہے'' یعنی قسمیں کھانے کی بجائے دستور کے مطابق مومنوں کی اطاعت کرو۔

(7) تمہاری اطاعت معروف ہے یعنی منافق کی اطاعت کا ہر ایک کو علم ہے جیسے تمہاری بات جھوٹی ہے تمہاری قسمیں بھی کھوٹی ہیں۔

(8)﴿اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ باخبر ہے اس سے جو تم کرتے ہو'' رب العزت نے منافقوں کو وعید سناتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا۔

(9)(i) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت خبیر سے یہ واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خبر ہے کہ کون فرمانبردار ہے اور کون نافرمان۔ (ii) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے یعنی تم قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ (iii) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے پیچھے کام کرنے والی تمہاری سوچوں سے تمہارے دل کے رازوں سے آگاہ ہے۔

﴿قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ‌ؕ وَاِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا‌ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ﴾

''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر بھی اگر تم منہ موڑو گے تو رسول کی صرف وہ ذمہ داری ہے جو اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے اور تم پر وہ ذمہ داری ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا ہے۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے صاف پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں'' (54)

سوال 1: ﴿قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ﴾ ''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر بھی اگر تم منہ موڑو گے تو رسول کی صرف وہ ذمہ داری ہے جو اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے اور تم پر وہ ذمہ داری ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ﴾ ''آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو'' یعنی خلوص سے اعتقاد رکھتے ہوئے اور نیت کی صحت کے ساتھ اطاعت کرو کہ یہ واجب ہے۔ (فتح القدیر: 60/4)

(2) یعنی نفاق کو چھوڑ کر خلوص سے اطاعت کرو۔ (قرطبی: 227/6) (3) یعنی قرآن وسنت کی پیروی کرو۔

(4)﴿فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ﴾ ''پھر بھی اگر تم منہ موڑو گے تو رسول کی صرف وہ ذمہ داری ہے جو اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے'' اگر تم ان دونوں یعنی قرآن وحدیث سے پھر جاؤ ان کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دو۔

(5) تو رسول اللہ ﷺ کا کام تو صرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا اور رسالت کی ذمہ داری ادا کرنا ہے۔

(6)﴿وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ﴾ ''اور تم پر وہ ذمہ داری ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا، ان کا ادب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور احترام کرنا اور اس ادب کے تقاضوں کا خیال رکھنا تمہارا کام ہے۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی نافرمانی سے بچو، پھر اگر تم نے منہ موڑا تو جان لو کہ بلاشبہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔'' (المائدۃ:92)

(8) سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگو! میں تمہیں ایسے روشن دین پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اس سے وہی شخص گریز کرے گا جسے ہلاک ہونا ہے۔
(صحیح کتاب السنۃ الالبانی الجزء الاول رقم الحدیث:49)

(9) سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ''تین آدمی اللہ کے یہاں سب سے زیادہ مغضوب ہیں (i) حرم شریف کی حرمت پامال کرنے والا (ii) اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ اپنانے والا (iii) کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اس کا خون بہائے۔'' (بخاری:6882)

سوال 2: ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذِمے صاف پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ ''اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے'' یعنی اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو گے ان کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا لو گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے سوا کسی طریقے سے بھی راہ راست نہیں پا سکتے۔

(2) رسول صراط مستقیم کی دعوت دیتا ہے اور صراط مستقیم پر چل کر ہی ہدایت مل سکتی ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف وہ ذات کہ سب کچھ اُسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سن لو! سارے معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔'' (الشوریٰ:53)

(3) ﴿وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور رسول کے ذِمے صاف پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں'' یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے تمہیں صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہے تاکہ کسی کے لیے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ﴾ ''اور جس کی ہم انہیں دھمکی دے رہے ہیں اگر اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو دکھا دیں یا واقعتاً ہم آپ کو اٹھالیں تو بلاشبہ آپ کے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے حساب لینا ہے۔'' (الرعد:40)

(4) ﴿فَذَكِّرْ ۣ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (٢١) لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (٢٢)﴾ ''پس آپ نصیحت کریں، یقیناً آپ نصیحت کرنے والے ہی ہیں۔ آپ اُن پر ہرگز کوئی مسلط کیے ہوئے نہیں ہیں۔'' (الغاشیۃ:22،21) (5) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام پہنچا دیا اب حساب لینا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مثال اور میرے دین کی مثال جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے، ایسی ہے جیسے اس شخص کی مثال جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے میری قوم! میں نے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے (یعنی دشمن کی فوج کو) اور میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں، پس جلدی بھاگو۔ اب اس کی قوم میں سے ایک گروہ نے اس کا کہنا مانا اور شام ہوتے ہی نکل پڑے اور آرام سے چلے گئے اور ایک گروہ نے جھٹلایا اور صبح تک اپنے ٹھکانے میں رہے اور صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں تباہ کیا اور جڑ سے اکھیڑ دیا۔ پس یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں، اس کی پیروی کی اور جس نے میرا کہنا نہیں مانا اور سچے دین کو جو میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔'' (مسلم:2283)

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ وہ ان کو زمین میں ضرور بہ ضرور جانشین بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو جانشین بنایا تھا اور ان کے لیے ان کے دین کو ضرور بہ ضرور اقتدار دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور وہ ضرور بہ ضرور ان کے خوف کے بعد بدل کر امن دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہی لوگ نافرمان ہیں'' (55)

سوال 1: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ وہ ان کو زمین میں ضرور بہ ضرور جانشین بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو جانشین بنایا تھا اور ان کے لیے ان کے دین کو ضرور بہ ضرور اقتدار دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور وہ ضرور بہ ضرور ان کے خوف کے بعد بدل کر امن دے گا'' امت مسلمہ لوگوں کی قائد ہوگی آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے'' اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ﴾ ''کہ وہ ان کو زمین میں ضرور بہ ضرور جانشین بنائے گا'' کہ وہ ان کو زمین کی خلافت عطا کرے وہ زمین میں خلفاء ہوں گے اور زمین کی تمام تدبیران کے دست تصرف میں ہوگی وہ اس دین کو، جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے، یعنی دین اسلام کو جو تمام ادیان پر فائق ہے، مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا۔ (تفسیر سعدی:2/1838,1837) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ۝﴾ ''اور ہم ارادہ رکھتے تھے کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور کردیے گئے تھے اور ہم اُنہیں رہنما بنادیں اور ہم اُن کو وارث بنادیں۔ اور ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں اور ہم فرعون، ہامان اور اُن کے لشکروں کو اُن سے وہی کچھ دکھلا دیں، جس سے وہ ڈرتے تھے۔'' (القصص:6,5)

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسریٰ (شاہ ایران) ہلاک ہوا، اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر (شاہ روم) بھی ضرور ہلاک و برباد ہوگا پھر اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہوگا (روم اور ایران دونوں مسلمانوں کے زیرنگیں ہوں گے) اور وہاں کے خزانے تم اللہ کے راستے میں تقسیم کرو گے۔'' (بخاری:3027)

(4) سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا، تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک زمین مجھے دکھائی گئی اور مجھے سرخ اور سفید (قیصر و کسریٰ کے) دو خزانے دے گئے۔'' (مسلم:7258)

(5)﴿كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو جانشین بنایا تھا۔'' یعنی بنی اسرائیل کو عرض مقدس کا وارث بنایا تھا۔ (ایسر التفاسیر:1011,1010)

(6)﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ ''اور ان کے لیے ان کے دین کو ضرور بہ ضرور اقتدار دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے لئے اس کے فضل و شرف اور اس پر اپنی نعمت کی بنا پر دین اسلام کو پسند فرمایا یعنی وہ اس دین کو قائم کرنے، اس کے ظاہری و باطنی قوانین کو خود اپنی ذات پر اور دوسروں پر یعنی دیگر ادیان کے پیروکاروں اور تمام کفار پر نافذ کریں گے جو مفتوح اور مغلوب ہوں گے۔ (تفسیر سعدی:2/1838,1837)

(7) سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس دین کی حفاظت کے لیے قیامت تک لڑتی رہے گی۔'' (مسلم:4953)

(8) سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ یہ دین وہاں تک ضرور بضرور پہنچ کر رہے گا، جہاں تک دن اور رات کی رسائی ہے اور اللہ تعالیٰ کسی مٹی اور گارے کے مکان کو نہ چھوڑے گا مگر اس میں اس دین کو داخل کردے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گا، خواہ کوئی اسے عزت کے ساتھ قبول کرے یا ذلت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ اسلام (اور اہل اسلام کو) عزت دے گا اور کفر کو ذلیل وخوار کر کے رہے گا۔'' (مسند احمد:4,16959/103)

(9) نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کی امت کو دنیا کا قائد بنائیں گے اور ان سے دنیا کے مختلف ملکوں میں رہنے والوں کی اصلاح ہوگی۔ اور انہیں خوف کے بعد امن نصیب ہوگا۔

(10) سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ برابر حق پر لڑتا رہے گا اور حق کے دشمنوں پر غلبہ پائے گا، حتیٰ کہ ان میں سے آخری گروہ مسیح دجال سے لڑے گا۔'' (ابوداؤد:2484)

(11) اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا، نبی ﷺ کی زندگی میں مکہ، خیبر، بحرین، طائف، جزیرہ عرب اور یمن کا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے ہجر کے مشرکوں سے ٹیکس وصول فرمایا اور شام کے بعض علاقوں سے بھی، شام روم اور ہرقل نے، شاہ مصر نے، شاہ اسکندریہ مقوقس نے، عمان کے بادشاہوں نے اور نجاشی شاہ حبشہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ (مختصر ابن کثیر 1343/2)

(12) ﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ ''اور وہ ضرور بہ ضرور ان کے خوف کے بعد بدل کر امن دے گا۔'' اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ ان میں سے جب اور جہاں کہیں ایک مسلمان ہوتا تو وہ اپنے دین کے اظہار کی قدرت نہیں رکھتا تھا اگر اظہار کرتا تو کفار کی طرف سے بے شمار اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ مسلمان من حیث الجماعت دوسروں کی نسبت بہت کم تھے روئے زمین کے تمام لوگ مسلمانوں کو اذیت دینے میں متحد تھے اور ان پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے تھے۔ (تفسیر سعدی:1837/2)

(13) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو ہم سخت خائف رہتے تھے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ اور یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے، زمین میں نہایت کمزور سمجھے جاتے تھے، تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اُچک کر لے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی اور تمہیں پاک چیزوں میں سے رزق دیا، تاکہ تم شکر ادا کرو۔'' (الانفال:26)

(14) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا تھا جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے: ''کیا تم حیرہ کو جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا کہ میں اسے جانتا نہیں، لیکن اس کے بارے میں سن رکھا ہے، آپ نے فرمایا: ''اس ذات اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور مکمل فرما دے گا۔ حتیٰ کہ ہودج میں سوار ایک عورت حیرہ سے سفر کر کے آئے گی اور کسی کی پناہ کے بغیر وہ بیت اللہ کا طواف کرے گی اور تم کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو بھی ضرور فتح کرو گے۔'' میں نے عرض کیا: کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا: ہاں، کسریٰ بن ہرمز اور مال کی اس قدر فراوانی ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا نہیں ہوگا۔" عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہودج میں سوار ایک عورت حیرہ سے چل کر تب تنہا آئی اور کسی کی پناہ کے بغیر اس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا تھا اور اللہ کی قسم! تیسری بات بھی ضرور پوری ہو کر رہے گی، کیونکہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔ (بخاری: 3595)

(15) خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیک دیئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے؟ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ (ہم کافروں کی ایذا ہی سے تنگ آ چکے ہیں۔) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا، پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے، پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے، پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقامِ صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پرامن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا یا صرف بھیڑیے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔" (بخاری: 3612)

(16) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ مدینہ کے لوگ (ایک آواز سن کر) گھبرا گئے اور آواز کی طرف چلے، کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ کر آ رہے تھے۔ آپ ان سے پہلے ہی آواز کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے، اس پر زین نہیں تھی اور آپ کے گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ (بخاری: 6033)

سوال 2: ﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ "وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔" کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْـًٔا﴾ "وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے" یعنی وہ ایک اللہ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں سوائے پالان کی پچھلی لکڑی کے کچھ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے معاذ بن جبل!" میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہوں یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا: "اے معاذ بن جبل!" میں نے کہا: یا رسول اللہ! فرمانبردار خدمت میں حاضر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا: "اے معاذ بن جبل!" میں نے کہا یا رسول اللہ! فرمانبردار آپ کی خدمت میں حاضر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟'' میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔'' پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلے، فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کا فرمانبردار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے، جب بندے یہ کام کریں'' (یعنی اسی کی عبادت کریں، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں) میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔'' (مسلم)

(2) عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص ہے جو قبیلے کی (جو) اونٹنی ذبح ہوئی ہے (اس کی) اوجھڑی اٹھا لائے اور (لاکر) جب محمد ﷺ سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے؟ یہ سن کر ان میں سے ایک سب سے زیادہ بدبخت (آدمی) اٹھا اور وہ اوجھڑی لے کر آیا اور دیکھتا رہا، جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس نے اس اوجھڑی کو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں یہ (سب کچھ) دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کرسکتا تھا۔ کاش! (اس وقت) مجھے روکنے کی طاقت ہوتی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ ہنسنے لگے اور (ہنسی کے مارے) لوٹ پوٹ ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے، (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ بوجھ آپ ﷺ کی پیٹھ سے اتار پھینکا۔ تب آپ ﷺ نے سر اٹھایا، پھر تین بار فرمایا: یا اللہ! تو قریش کو پکڑ لے۔ یہ (بات) ان کافروں پر بہت بھاری ہوئی کہ آپ ﷺ نے انہیں بددعا دی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں جو دعا کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (ان میں سے) ہر ایک کا (جدا جدا) نام لیا کہ اے اللہ! ان ظالموں کو ضرور ہلاک کردے۔ ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو۔ ساتویں (آدمی) کا نام (بھی) لیا مگر مجھے یاد نہیں آرہا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جن لوگوں کے (بددعا کرتے وقت) آپ ﷺ نے نام لیے تھے، میں نے ان کی (لاشوں) کو بدر کے کنوئیں میں پڑا ہوا دیکھا۔ (بخاری:240)

(3) سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، آپ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے آپ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور انہوں نے اس بدبخت کا مونڈھا پکڑ کر اسے نبی ﷺ سے جدا کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کردینا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے اپنی سچائی کے لئے روشن دلائل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھی ساتھ لایا ہے۔(بخاری:4815)

(4)﴿وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾''اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہی لوگ نافرمان ہیں''یعنی اگر کوئی کفران نعمت کرتا ہے تو یہ چیز اس کے باطنی فساد پر دلالت کرتی ہے۔

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

''اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''(56)

سوال 1:﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾''اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾''اور نماز قائم کرو''یعنی کامل طریقے سے نماز کی ادائیگی کریں۔اس کی شرائط،ارکان،واجبات اور سنتوں کا خیال رکھیں حتی کہ نفس پاک ہوجائے۔

(2)﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾''اور زکوۃ ادا کرو''یعنی مال میں سے فرض زکوۃ نکالیں جیسے سونا،چاندی،کھیت اور جانور وغیرہ۔

(3)سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔اول گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''(بخاری:8)

(4)سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا،انہوں نے کہا نبی ﷺ سے میں نے نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔(بخاری:57)

(5)سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''مجھے(اللہ تعالیٰ کی طرف سے)حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوۃ دیں،جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیں گے سوائے اسلام کے حق کے۔(رہا ان کے دل کا حال تو)ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔(بخاری:25)

(6)سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''نماز اپنے وقت پر ادا کرنا''میں نے عرض کیا:اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''والدین کے ساتھ نیکی کرنا''میں نے عرض کیا:پھر اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا''(سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں)کہ میں نے مزید سوال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا تا کہ آپ ﷺ کی طبیعت پر بار نہ ہو۔(مسلم:252)

(7)﴿وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ ''اور رسول کی اطاعت کرو''یعنی محمد ﷺ کے اوامر ونواہی کے پابند رہیں۔

(8)اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کو ظاہری اور باطنی طور پر اس کے تمام ارکان، شرائط اور آداب کے ساتھ قائم کرنے اور اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عطا کیا اور ان کو اس مال پر خلیفہ بنایا کہ وہ یہ مال محتاجوں اور ان لوگوں پر خرچ کریں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مصارف زکوٰۃ کے ضمن میں کیا ہے اور یہ دو عبادات سب سے زیادہ جلیل القدر عبادات ہیں جو حقوق اللہ اور حقوق العباد، اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی جامع ہیں پھر اس حکم پر عطف کے ساتھ عام حکم دیا، فرمایا:﴿وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ یعنی اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کر کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا ثبوت دو۔﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ ''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' (تفسیر سعدی:1838/2)

(9)سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کیے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔'' (بخاری:7137)

(10)﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ ''تا کہ تم پر رحم کیا جائے''یعنی رحمت کے طلب گار کو نماز قائم کرنی چاہیے اور زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے جو بغیر صلوٰۃ وزکوٰۃ کے رحمت کی امید رکھتا ہے وہ سچا انسان نہیں ہے۔

(11)(i)اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتیجے میں دنیا میں غلبہ اور آخرت کی جنت عطا کی جائے گی۔(ii)دنیا کا غلبہ نبی ﷺ کی اطاعت کرتے ہی ممکن ہے۔(iii)آخرت کی جنت کے لئے رسول ہی تیاری کرواتا ہے۔

﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾

''جن لوگوں نے کفر کیا آپ ان کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ وہ زمین میں عاجز کر دینے والے ہیں اور اُن کا ٹھکانہ آگ ہے اور یقیناً وہ بہت ہی بری لوٹ کر جانے کی جگہ ہے'' (57)

سوال1:﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا آپ ان کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ وہ زمین میں عاجز کر دینے والے ہیں اور اُن کا ٹھکانہ آگ ہے اور یقیناً وہ بہت ہی بری لوٹ کر جانے کی جگہ ہے'' کافر اللہ تعالیٰ کو شکست نہیں دے سکتے۔آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا آپ ان کے بارے میں ہرگز یہ گمان نہ کریں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ زمین میں عاجز کردینے والے ہیں'' منکر اور مخالف اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ پکڑنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

(2) کافروں سے مراد یہاں سب غیر مسلم ہیں۔ یعنی کفار مکہ، عرب کے مشرک قبائل، مدینہ کے یہود و منافقین، یہ سب مل کر اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگالیں تب بھی یہ اسلام کی راہ روک نہیں سکتے۔ اللہ کا دین تو یقیناً بلند ہو کر ہی رہے گا۔ رہے یہ معاندین تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی انہیں رسوا کرے گا اور آخرت میں بھی انہیں جہنم کا عذاب بھگتنا ہوگا۔ (تیسیر القرآن:3/283,282)

(3)﴿وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور اُن کا ٹھکانہ آگ ہے اور یقیناً وہ بہت ہی بری لوٹ کر جانے کی جگہ ہے'' یعنی کافروں کا برا انجام ہے اور ان کے لیے حسرت کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ (4) ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہوگا جو بے حد برا اور بدترین ٹھکانہ ہے۔

رکوع نمبر 8

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم سے وہ لازماً اجازت طلب کریں جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوئے اور وہ بھی جو تم میں سے ابھی بلوغت کی حد تک نہیں پہنچے (اجازت طلب کریں) تین بار، فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اُتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین تمہارے پردے کے اوقات ہیں، ان کے بعد نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی اُن پر، تم ایک دوسرے پر کثرت سے چکر لگانے والے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' (58)

سوال 1:﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم سے وہ لازماً اجازت طلب کریں جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوئے اور وہ بھی جو تم میں سے ابھی بلوغت کی حد تک نہیں پہنچے (اجازت طلب کریں) تین بار، فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اُتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین تمہارے پردے کے اوقات ہیں'' گھروں میں اجازت لے کر آنے کے حکم کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو!“ یہ ہر دور اور مقام کے مومنوں کے لیے رب العزت کی جانب سے ندا ہے۔(2) اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو حکم دیا۔

(3)﴿لِيَسۡتَاۡذِنۡكُمُ الَّذِيۡنَ مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ﴾ ”تم سے وہ لازماً اجازت طلب کریں جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوئے“ رب العزت نے غلاموں کے بارے میں حکم دیا ہے کہ وہ آپ سے اجازت لے کر آپ کے پاس آیا کریں۔

(4) غلاموں سے یہاں مراد لونڈیاں اور غلام دونوں ہیں۔

(5)﴿وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَبۡلُغُوا الۡحُلُمَ مِنۡكُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ﴾ ”اور وہ بھی جو تم میں سے ابھی بلوغت کی حد تک نہیں پہنچے (اجازت طلب کریں) تین بار“ یعنی تمھیں اپنے بچوں کو جو ابھی عقل کی حد تک نہیں پہنچے یہ سکھانا چاہیے کہ تین اوقات میں تم سے اجازت لے کر آئیں۔ یہ حکم غلاموں اور اور نابالغ بچوں کے لیے ہے۔ تین اوقات کے بارے آگے میں وضاحت فرمائی ہے۔

(6)﴿مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوةِ الۡفَجۡرِ﴾ ”فجر کی نماز سے پہلے“ یعنی فجر کی نماز کے لیے جاگنے سے پہلے اور یہ رات کی نیند کے اوقات ہوتے ہیں اور اس وقت لوگ عموماً اپنے بستروں میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔

(7)﴿وَحِيۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِيَابَكُمۡ مِّنَ الظَّهِيۡرَةِ﴾ ”اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اُتار کر رکھ دیتے ہو“ یعنی قیلولہ کرتے وقت جب بعض اوقات انسان معمول کے لباس میں نہیں سوتا اور بعض اوقات معمول کے لباس میں ہی سو جاتا ہے۔

(8)﴿وَمِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوةِ الۡعِشَآءِ﴾ ”اور عشاء کی نماز کے بعد“ یعنی جس وقت عشاء کے بعد انسان سو جاتا ہے۔ رات کے اوقات میں جب شب خوابی کا لباس پہنا ہوتا ہے۔

(9)﴿ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّكُمۡ﴾ ”یہ تین تمہارے پردے کے اوقات ہیں“ رب العزت نے حکمت بیان فرمائی ہے کہ یہ تین پردے کے اوقات ہیں۔ بچے اور غلام بھی اجازت لے کر ان اوقات میں آپ کے پاس آئیں گے۔

(10) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”اکثر لوگ اس آیت پر ایمان نہیں لائے (یعنی اس پر عمل کرنے سے بے پروا ہیں) میں تو اپنی اس چھوٹی سی بچی کو بھی جو سامنے کھڑی ہے حکم دیتا ہوں کہ ان اوقات میں اذن لے کر آیا کرے۔“ (ابن کثیر، شوکانی)

سوال 2:﴿لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ وَلَا عَلَيۡهِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَهُنَّ‌ؕ طَوّٰفُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ بَعۡضُكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ﴾ ”ان کے بعد نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی اُن پر، تم ایک دوسرے پر کثرت سے چکر لگانے والے ہو۔“ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ وَلَا عَلَيۡهِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَهُنَّ﴾ ”ان کے بعد نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی اُن پر“ یعنی پردے کے اوقات کے علاوہ تمھارے غلاموں اور بچوں کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ بغیر اجازت کے تمھارے پاس آ جائیں کیونکہ ہر وقت ان کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اجازت طلب کرنا لوگوں کے لیے باعث تکلیف ہوسکتا ہے لیکن باقی لوگوں کو بغیر اجازت کسی وقت بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

(2)﴿طَوّٰفُوۡنَ عَلَیۡکُمۡ بَعۡضُکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ﴾ ''تم ایک دوسرے پر کثرت سے چکر لگانے والے ہو'' یعنی تمہاری خدمت اور دیگر ضروریات کے لیے ان کا تمھارے پاس آنا جانا رہتا ہے۔ اس لیے انہیں ادب سکھاؤ اور انہیں تعلیم دو۔

سوال 3: ﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' یعنی یہ تادیب، تعلیم، بیان اور تشریع اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔

(2) جو بندوں کے حالات کو جاننے والا علیم ہے کہ کیا چیز ان کے حالات کو درست کرنے والی ہے اور کیا چیز بگاڑنے والی ہے۔ وہ تمام امور کی تدبیر کرنے والا حکیم ہے۔ (تفسیر منیر: 637,636/9)

(3) وہ اپنی آیات کو حکمت سے بیان کرتا ہے تاکہ اس کے علم، اس کی رحمت اور حکمت کی معرفت حاصل ہو۔

(4) اس کا علم تمام واجبات و مستحبات اور تمام ممکنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے وہ اس حکمت کو بھی خوب جانتا ہے جس کی بنا پر ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھا گیا۔ پس ہر مخلوق کو وہی تخلیق عطا کی گئی ہے جو اس کے لائق ہے اور اس نے تمام شرعی احکام عطا کیے ہیں جو اس کے مناسب حال ہیں۔ یہ متذکرہ صدر احکام بھی انہی میں سے ہیں جنہیں اس نے خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے اور ان کے ماخذ کو اور ان کے حسن کو واضح کیا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1840,1839/2)

﴿وَاِذَا بَلَغَ الۡاَطۡفَالُ مِنۡکُمُ الۡحُلُمَ فَلۡیَسۡتَاۡذِنُوۡا کَمَا اسۡتَاۡذَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ﴾

''اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ لازماً اجازت طلب کریں جیسے ان سے پہلے کے لوگ اجازت طلب کرتے تھے اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا، کمال حکمت والا ہے'' (59)

سوال 1: ﴿وَاِذَا بَلَغَ الۡاَطۡفَالُ مِنۡکُمُ الۡحُلُمَ فَلۡیَسۡتَاۡذِنُوۡا کَمَا اسۡتَاۡذَنَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ﴾ ''اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو وہ لازماً اجازت طلب کریں جیسے ان سے پہلے کے لوگ اجازت طلب کرتے تھے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا بَلَغَ الۡاَطۡفَالُ مِنۡکُمُ الۡحُلُمَ﴾ ''اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں'' یعنی وہ بچے جو تین اوقات میں اجازت مانگ کر آیا جایا کرتے تھے۔ بالغ ہوجائیں تو وہ کسی وقت بھی بغیر اجازت کے نہ آئیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(2) الحلم وہ عمر ہے جب سوتے یا جاگتے میں منی کا انزال ہو جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1840/2)

(3) ﴿فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ﴾ ''تو وہ لازماً اجازت طلب کریں جیسے ان سے پہلے کے لوگ اجازت طلب کرتے تھے'' وہ بھی باقی بڑوں کی طرح اجازت طلب کر کے آیا جایا کریں۔ جن کے لیے رب العزت نے حکم دیا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اُنس معلوم کر لو اور اس کے رہنے والوں پر سلام بھیج دو، تمہارے لیے یہی بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔'' (النور: 27)

(4) عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دریافت کیا۔ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اپنی ماں کے پاس بھی اجازت لے کر جایا کروں؟ فرمایا: ''ہاں'' اس نے کہا۔ ''میں تو اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔'' فرمایا: ''تب بھی اجازت لے کر جایا کرو۔ ماں کو برہنگی کی حالت میں دیکھنا چاہتے ہو؟'' اس نے جواب دیا۔ ''نہیں۔'' فرمایا ''تو اجازت لے کر جایا کرو۔ (شوکانی) (تفسیر اشرف الحواشی: 428/1)

(5) ﴿كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ﴾ ''اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات تمہارے لیے کھول کر بیان کرتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنی آیات، احکامات اور دین کے اصول واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ جیسے اس نے ان بچوں کے لیے بلوغت کے بعد کے اجازت کے احکامات بیان کیے ہیں۔ (تفسیر جامع البیان: 176/18)

(6) ﴿وَاللَّهُ عَلِيمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا'' اللہ تعالیٰ علیم ہے اپنی مخلوق کی مصلحتوں کو جانتا ہے۔

(7) ﴿حَكِيمٌ﴾ ''کمال حکمت والا ہے'' وہ حکیم ہے اپنی مخلوق کی تمام تدابیر اپنی حکمت سے کرتا ہے۔

(8) (i) جب کبھی معاشرتی زندگی میں بڑی تبدیلی آتی ہے تو تبدیلی کی لہروں کا اللہ تعالیٰ علم رکھتا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ علیم ہے وہ لوگوں کی ضروریات کو جانتا ہے۔ (iii) اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کے ہر حکم میں بندوں کے مفادات کا خیال رکھا گیا ہے۔

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

''اور بیٹھ رہنے والی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں، سو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیں جب کہ وہ زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں اور یہ کہ وہ اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہی ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (60)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ ”اور بیٹھ رہنے والی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں، سو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیں جب کہ وہ زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں اور یہ کہ وہ اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہی ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے“ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا﴾ ”اور بیٹھ رہنے والی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں“ قواعد ان معمر عورتوں کو کہا جاتا ہے جن کو بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا بند ہو جائے۔ اور انہیں نکاح کی رغبت اور اولاد کی امید نہ رہی ہو۔ کوئی مرد بھی ان سے نکاح کی رغبت نہ رکھتا ہو۔ یا وہ اتنی بدصورت ہو چکی ہوں کہ کسی کو ان میں رغبت نہ ہو۔

(2)﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ﴾ ”سو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیں“ یعنی وہ اپنی چادر (جلباب) ”یعنی ظاہری لباس اتار کر رکھ دیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں حکم دیا ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ”اور آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا کے یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے غلاموں کے یا تابع رہنے والے مردوں کے لیے جو شہوت والے نہ ہوں یا ان بچوں کے لیے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں اور وہ اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں کہ ان کی وہ زینت جسے وہ چھپاتی ہیں معلوم ہو اور اے مؤمنو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“ (النور:31) (3) یعنی ان خواتین کے لیے اپنے چہروں کو ظاہر کرنا جائز ہے کیونکہ اب ان کے لیے فتنے کا خوف نہیں۔

(4)﴿غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ﴾ ”جبکہ وہ زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں“ چونکہ ان خواتین کے اپنی چادر اتار دینے میں نفی حرج سے بعض دفعہ یہ وہم بھی لاحق ہو سکتا ہے کہ اس اجازت کا استعمال ہر چیز کے لئے ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس احتراز کو اپنے اس ارشاد کے ذریعے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے دور کیا ہے: ﴿غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ﴾ ''جبکہ وہ زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں'' یعنی ظاہری لباس اور چہرے کے نقاب کی زینت کو لوگوں کو نہ دکھائیں اور نہ زمین پر پاؤں مار کر چلیں کہ ان کی زینت ظاہر ہو کیونکہ عورت کی مجرد زینت خواہ پردے ہی میں کیوں نہ ہو اور خواہ اس میں عدم رغبت ہی کیوں نہ ہو۔ فتنہ کی باعث ہے اور دیکھنے والے کو گناہ میں مبتلا کر سکتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2/1842،1843)

(5) ایسی عورتیں چادر اور نقاب اتار سکتی ہیں بشرطیکہ سر پر موٹا دوپٹہ اور آرائش دکھانا مقصود نہ ہو۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بناؤ سنگار کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا عورتو! تم سب کا حال ایک سا ہے اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے آرائش حلال فرمادی ہے لیکن کسی پر ظاہر نہ ہو یعنی غیر مردوں کی نگاہوں میں جچنے کے لیے نہ ہو۔ (ابن ابی حاتم)

(6) ﴿وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾ ''اور یہ کہ وہ اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہی ہے'' یعنی اگر وہ خواتین بھی ان اسباب کو اختیار کریں جو پاکدامنی کا، عفت کا تقاضا کرتے ہیں مثلاً نکاح کرنا اور ان امور کو چھوڑ دینا جن سے فتنے میں پڑنے کا خوف ہو۔

(7) یعنی اگر بوڑھی عورتیں بھی پردے میں رہیں تو ان کے حق میں اچھا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 2/ 1348)

(8) ﴿وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا'' اللہ تعالیٰ لوگوں کی تمام باتیں سنتا ہے۔

(9) ﴿عَلِيْمٌ﴾ ''سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل کی باتوں، ان نیتوں اور مقاصد سے خوب واقف ہے۔ اس لیے ان خواتین کو ہر بری بات اور برے ارادے سے بچنا چاہیے۔

﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ط لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ط فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾

''اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور لنگڑے پر کوئی تنگی نہیں اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں اور نہ ہی تمہارے اپنے اوپر ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا (اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گھر سے) جس کی چابیوں کے تم مالک بنے یا اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا بابرکت اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ" (61)

سوال 1: ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ "اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور لنگڑے پر کوئی تنگی نہیں اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں اور نہ ہی تمہارے اپنے اوپر ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا (اس گھر سے جس کی چابیوں کے تم مالک بنے) یا اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ" رشتہ داروں کے گھروں میں کھانا کھانے کے کیا احکامات ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾ "اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور لنگڑے پر کوئی تنگی نہیں اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں" اللہ رب العزت نے دین کے معاملے میں کسی حرج میں مبتلا نہیں کیا۔ اس نے دین کو آسان بنایا ہے۔ یعنی لوگوں پر، ان امور واجبہ کو ترک کرنے میں جن کا دارومدار ان میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے مثلاً جہاد وغیرہ جن کا دارومدار بصارت، لنگڑے پن سے صحیح ہونا یا مریض کی صحت پر ہے اس عام معنی ہی کی وجہ سے، جس کا ہم نے ذکر کیا ہے، اس میں کلام مطلق کیا گیا ہے اور اس کو مقید نہیں فرمایا جس طرح کہ اس نے اپنے اس ارشاد میں مقید فرمایا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1843/2)

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (النساء: 29) اتری یعنی "ایمان والو ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ" چنانچہ وہ اس سے بھی رک گئے اس پر یہ آیت اتری اسی طرح سے تنہا خوری سے بھی کراہت کرتے تھے جب تک کوئی ساتھی نہ ہو کھاتے نہیں تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں دونوں باتوں کی اجازت دی یعنی دوسروں کے ساتھ کھانے کی اور تنہا کھانے کی"۔ قبیلہ بنو کنانہ کے لوگ خصوصیت سے اس مرض میں مبتلا تھے بھوکے ہوتے تھے لیکن جب تک ساتھ کھانے والا کوئی نہ ہو کھاتے نہ تھے سواری پر سوار ہو کر ساتھ کھانے والے کی تلاش میں نکلتے تھے پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تنہا کھانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی رخصت نازل فرما کر جاہلیت کی اس سخت رسم کو مٹا دیا۔ اس آیت میں گو، تنہا کھانے کی رخصت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا افضل ہے اور زیادہ برکت بھی اسی میں ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کھاتے تو ہیں لیکن آسودگی حاصل نہیں ہوتی آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے؟ جمع ہو کر ایک ساتھ بیٹھ کر اللہ کا نام لے کر کھاؤ تو تمہیں برکت دی جائے گی۔ (ابن کثیر: 567/3)

(3) ﴿وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ﴾ ''اور نہ ہی تمہارے اپنے اوپر ہے'' یعنی تمہارے اپنے اوپر بھی کوئی حرج نہیں۔

(4) ﴿اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ﴾ ''کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ'' یعنی تم پر اپنے گھروں، اپنی اولاد کے گھروں میں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ﴾ ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔'' (ابن ماجہ: 2291)

(5) ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین چیز جو تم کھاتے ہو، تمہاری کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔ (ابن ماجہ: 3528)

(6) ﴿اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ﴾ ''یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے۔''

(7) ﴿اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ﴾ ''یا (اس گھر سے) جس کی چابیوں کے تم مالک بنے'' یعنی ان گھروں میں سے بھی تم کھا سکتے ہو جن کی چابیوں کے تم مالک ہو۔ اس سے غلام اور نگران مراد ہیں، وہ مالک کے مال میں سے دستور کے مطابق کھا سکتے ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جنگ کے موقعہ پر ہر صحابی کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوں۔ صحابہ چلتے وقت اپنے ذمہ دار اشخاص کو اپنی کنجیاں دے جایا کرتے تھے اور یہ کہہ جاتے تھے کہ تم شوق سے اپنی ضرورت کی چیز استعمال کر لینا وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان مجاہدوں کا مال ہمارے لیے حلال نہیں ہے۔ انہوں نے بادل نخواستہ اجازت دے دی ہے۔ ہم امین ہیں اور امین کا کام خیانت نہیں اس پر یہ آیت کا حصہ اترا۔ (مختصر ابن کثیر: 1349/2)

(8) ﴿اَوْ صَدِيْقِكُمْ﴾ ''یا اپنے دوست کے گھر سے کھاؤ'' یعنی دوستی کی وجہ سے دوستوں کے گھروں سے کھا پی لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(9) ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم لوگ مل کر کھاؤ یا الگ الگ'' (i) اکیلے کھانا عربوں میں اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا اگر کوئی مہمان یا دوست نہ ملتا تو وہ کھانا ہی نہ کھاتے اللہ تعالیٰ نے اُن کے معاملے کو آسان کر دیا۔ (ii) اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا کہ اکٹھے کھاؤ یا الگ الگ گناہ کسی میں نہیں ہے دونوں طرح ہی جواز بنتا ہے لیکن اکٹھے کھانے میں برکت ہے۔

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کا کھانا تین آدمیوں کو کفایت کرتا ہے اور تین آدمیوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کا کھانا چار آدمیوں کو کفایت کرتا ہے۔‘‘ (بخاری:5392)

(11) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اشعری لوگ جب لڑائی میں (کھانے کے حوالے سے) محتاج ہو جاتے ہیں، یا مدینہ میں ان کے بال بچوں کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اسے ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہیں پھر آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں۔ یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔‘‘ (مسلم:6408)

سوال 2: ﴿فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾ ’’پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا بابرکت اور پاکیزہ تحفہ ہے‘‘ گھروں میں سلام کر کے جانے کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا﴾ ’’پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو‘‘ یعنی جب تم اپنے گھر یا کسی کے گھر میں داخل ہوں۔ خواہ اس میں کوئی رہتا ہو یا نہ رہتا ہو جب اس میں داخل ہوں۔

(2) ﴿فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ﴾ ’’تو اپنے لوگوں کو سلام کرو‘‘ تم ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔ کسی فرق کے بغیر تمام گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا مشروع ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم جنت میں نہیں جاؤ گے، یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے، یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو، کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ (وہ یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو عام کرو۔‘‘ (مسلم:54)

(3) مسلمان ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کرنے میں ایک جسم کی مانند ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی فرق اور امتیاز کے تمام گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا مشروع کیا ہے۔

(4) ﴿تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ﴾ ’’اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا اور اس کی راہ نمائی کی ہے۔

(5) ﴿مُبَارَكَةً﴾ ’’بڑا بابرکت ہے‘‘ یعنی ہر قسم کے نقص سے سلامت، برکت، رحمت اور اضافے پر مشتمل ہے۔

(6) ﴿طَيِّبَةً﴾ ’’اور پاکیزہ‘‘ یعنی سلام کا شمار ان پاک کلمات میں سے ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ سلام میں ان لوگوں کے لیے دل خوئی اور محبت ہے جنہیں سلام کیا جاتا ہے۔

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان سے کہا، جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں، سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ پس آدم علیہ السلام نے (جا کر) کہا، ’’اسلام علیکم‘‘ تو انہوں نے کہا ’’اسلام علیک ورحمۃ اللہ‘‘ پس انھوں نے ’’ورحمۃ اللہ‘‘ کا اضافہ کر دیا۔‘‘ (بخاری:7622)

(8) ابوداؤد وسیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا ’’السلام علیکم‘‘

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ شخص بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس کے لیے) دس (نیکیاں) ہیں۔'' پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔'' آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس کے لیے) بیس (نیکیاں) ہیں۔'' پھر ایک اور آدمی آیا اور اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔'' آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پس وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''(اس کے لیے) تیس (نیکیاں) ہیں۔'' (ابوداؤد:5195)

(9) سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی مجلس پر پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہاں کے لوگوں پر سلام کرے پھر اگر اس کا بیٹھنے کو جی چاہے تو وہاں بیٹھ جائے پھر جب کھڑا ہو تو پھر سلام کرے اور پہلا زیادہ ضروری نہیں ہے پچھلے سے یعنی دونوں ضروری ہیں۔ (ترمذی:2706)

(10) ﴿كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ ''اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم سمجھ جاؤ'' یعنی یہ آیات شریعت کے احکامات اور اس کی حکمتوں پر دلالت کرتی ہیں۔

(11) اللہ تعالیٰ احکامات کو اس لیے کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم دل سے ان میں غور وفکر کرو اور انہیں سمجھو۔

رکوع نمبر 9

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''درحقیقت ایمان والے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہاں سے وہ نہیں جاتے حتیٰ کہ اُس سے اجازت طلب کرلیں یقیناً جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دے دیں اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (62)

سوال 1: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ﴾ ''درحقیقت ایمان والے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہاں سے وہ نہیں جاتے حتیٰ کہ اُس سے اجازت طلب کرلیں'' واپسی پر اجازت مانگنے کے حکم کی آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ ''درحقیقت ایمان والے وہی ہیں جواللہ تعالیٰ اوراس کے رسول پرایمان لائے'' یعنی ایمان والے وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی تصدیق کی۔(جامع البیان:18/187)

(2)﴿وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ﴾ ''اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہاں سے وہ نہیں جاتے حتیٰ کہ اُس سے اجازت طلب کرلیں'' اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے کہ جس طرح گھروں میں واپسی پر اجازت مانگتے ہیں۔اس طرح جب نبی ﷺ کے ساتھ کسی مہم پر ہوتو واپسی پر اجازت مانگیں۔

(3)یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اپنے مومن بندوں کے لئے ارشاد ہے کہ جب وہ کسی جامع معاملے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں، یعنی آپ کی ضرورت اور مصلحت مثلاً جہاد اور مشاورت وغیرہ میں، جہاں اہل ایمان کا اشتراک عمل ہوتا ہے۔تو اس معاملے میں اکٹھے رہیں کیونکہ مصلحت ان کے اجتماع واتحاد اور عدم تفریق وتشتت کا تقاضا کرتی ہے۔اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھنے والا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے نائب کی اجازت کے بغیر اپنے گھر لوٹتا ہے نہ اپنی کسی ضرورت سے دیگر مومنوں کو چھوڑ کر جاتا ہے۔(تفسیر سعدی:2/1846,1847)

(4)اجتماعی کاموں کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے بعد امام سے، اپنے ذمہ دار سے اجازت لے کر جانا ضروری ہے۔

(i)اجازت لینا اس لیے ضروری ہے مسلمانوں کی زندگی اور ان کے ادارے منظم طریقے پر چل سکیں۔(ii)اجازت لینا اس لیے بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کے کام پورے وقار کے ساتھ ہوں۔(iii)اجازت لینا ایمان کی نشانیوں میں سے ہے۔

سوال 2:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ ''یقیناً جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ ''یقیناً جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں'' اللہ رب العزت نے بغیر اجازت نہ جانے والوں کو کامل ایمان والے قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کے ان کے ادب پر ان کی مدح فرمائی ہے۔

سوال3:﴿فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ﴾ ''چنانچہ جب وہ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دے دیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ﴾ ''چنانچہ جب وہ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دے دیں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اگر آپ ﷺ سے کوئی اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اجازت مانگیں تو آپ ﷺ کو اختیار ہے خواہ آپ انہیں اجازت دیں یا نہ دیں۔

(2)اجازت کو دینے کے لیے دو شرائط عائد کی گئی ہیں۔(i)یہ اجازت طلبی ان کے کسی ضروری معاملے اور ضروری کام کے لئے ہو اور اگر کوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شخص بغیر کسی عذر کے اجازت طلب کرتا تو اس کو اجازت نہ دی جائے۔(ii) اجازت دینے میں مشیت مصلحت کے تقاضے پر مبنی ہو اور اجازت دینے والے کو ضرر نہ پہنچے۔ اس لئے فرمایا: اگر اجازت طلب کرنے والے کے پاس کوئی عذر ہو اور وہ اجازت طلب کرے اگر اس کے پیچھے بیٹھ رہنے میں اور ساتھ نہ جانے میں اسکی رائے یا شجاعت سے محرومی کی وجہ سے نقصان ہو تو صاحب امر اس کو اجازت نہ دے۔ (تفسیر سعدی:2/1847)

سوال4: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ﴾ ''اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اجازت مانگنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتے رہیں کیونکہ ہوسکتا ہے اجازت طلب کرنے والے نے کوتاہی، کمی اور غلطی کی ہو۔

(2) ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گا۔ وہ گناہوں کا بہت بخشنے والا ہے اور ان پر رحم فرمائے گا وہ نہایت رحم والا ہے کہ اس نے عذر کی بنا پر اجازت طلب کرنے کا جواز عطا کیا ہے (تفسیر سعدی:2/1847)

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

''تم رسول کے بلانے کو اس طرح کا بلانا نہ بناؤ جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے آڑ لیتے ہوئے کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ لازماً ڈریں کہ اُن کو کوئی فتنہ پہنچے یا اُن کو دردناک عذاب پہنچے'' (63)

سوال1: ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ ''تم رسول کے بلانے کو اس طرح کا بلانا نہ بناؤ جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے'' نبی ﷺ سے احترام سے مخاطب ہونے کے حکم کی وضاحت آیت کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ ''تم رسول کے بلانے کو اس طرح کا بلانا نہ بناؤ جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو بلاتا ہے'' لوگ نبی ﷺ کو آپ ﷺ کا نام یا کنیت سے مخاطب کرتے تھے جیسے عام لوگ ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔ رب العزت نے اپنے نبی ﷺ سے احترام سے مخاطب ہونے کا حکم دیا ہے کہ نبی ﷺ کا نام یا کنیت سے آپ ﷺ کو نہ مخاطب کریں بلکہ یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ کہہ کر مخاطب ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) یعنی رسول اللہ ﷺ کا تمہیں بلانا اور تمہارا رسول اللہ ﷺ کو بلانا ایسے نہ ہو جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ پس جب رسول اللہ ﷺ تمہیں بلائیں تو ان کی آواز پر لبیک کہنا تم پر فرض ہے یہاں تک کہ اگر تم نماز کی حالت میں ہو تب بھی تم پر آپ ﷺ کے بلانے پر جواب دینا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سوا امت میں کوئی ایسی ہستی نہیں جس کے قول کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں اور ہم پر آپ کی اتباع واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور رسول کی پکار پر لبیک کہو جب کہ رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندگی دیتی ہو۔'' (سورہ الانفال: 24) اسی طرح تم رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو، یعنی رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوتے وقت (یا محمد) ''اے محمد!'' یا (یا محمد بن عبداللہ) ''اے محمد بن عبداللہ!'' نہ کہو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہو۔ بلکہ آپ کو فضل و شرف حاصل ہے اور آپ دوسروں سے ممتاز ہیں اس لئے آپ سے مخاطب ہوتے وقت یہ کہا جائے ''اے اللہ کے رسول!'' ''اے اللہ کے نبی!'' (تفسیر سعدی: 1848,1847/2)

(3) رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہونے کے لیے جن آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے اس کا تذکرہ ہمیں سورۃ الحجرات میں بھی ملتا ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (١) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (٢) اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (٣) اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (٤) وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سُننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور نہ اس سے بات کرنے میں آواز بلند کیا کرو جیسے تم میں سے بعض، بعض کے لیے آواز بلند کرتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم شعور نہ رکھتے ہو۔ یقیناً جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، اُن کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں بلاشبہ اُن میں سے اکثر سمجھ نہیں رکھتے۔ اور بے شک اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود اُن کے پاس باہر نکلتے تو یقیناً اُن کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الحجرات: 1-5)

(4) سیدنا ابو سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکارا میں آپ ﷺ کی خدمت میں نہ پہنچ سکا بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ آنے میں دیر کیوں ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم نہیں دیا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو جب کہ وہ (یعنی رسول) تم کو بلائیں“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تمہیں قرآن کی عظیم ترین سورہ سکھاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ ﷺ کو یاددلایا اور معاذ بن معاذ عنبری نے اس حدیث کو یوں روایت کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خبیب نے، انہوں نے حفص سے سنا اور انہوں نے سیدنا ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے جو نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے سنا اور انہوں نے بیان کیا وہ سورۃ ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ ہے جس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں مقرر پڑھی جاتی ہیں۔ (بخاری:4647)

سوال 2: ﴿قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا﴾ ”یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے آڑ لیتے ہوئے کھسک جاتے ہیں“ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا﴾ ”یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے آڑ لیتے ہوئے کھسک جاتے ہیں“ رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو ہم خوب جانتے ہیں جو نظریں بچا کر چپکے سے چلے جاتے ہیں۔

(2) اللہ رب العزت نے ان کے مقابلے میں اہل ایمان کی مدح کی ہے کہ وہ جب کسی اجتماعی معاملے میں نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے ہیں تو بغیر اجازت واپس نہیں جاتے۔ اس کے بعد ان لوگوں کو وعید سنائی ہے جو بغیر اجازت چلے جاتے ہیں اور ان کا جانا آپ کے سامنے نہیں آتا۔

(3) مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جمعہ کے دن خطبے میں بیٹھے رہنا منافقوں پر بہت بھاری پڑتا تھا اور مسجد میں آجانے اور خطبہ شروع ہو جانے کے بعد کوئی شخص بغیر آپ ﷺ کی اجازت کے نہیں جاسکتا تھا جب کسی کو کوئی ایسی ہی ضرورت ہوتی تو اشارے سے آپ ﷺ سے اجازت چاہتا اور آپ ﷺ اجازت دے دیتے اس لئے کہ خطبہ کی حالت میں بولنے سے جمعہ باطل ہو جاتا ہے تو یہ منافق آڑ ہی آڑ میں نظریں بچا کر سرک جاتے تھے سدی فرماتے ہیں جماعت میں جب یہ منافق ہوتے تو ایک دوسرے کی آڑ لے کر بھاگ جاتے۔ (ابن کثیر)

(4) مجلس سے صدر کی اجازت کے بغیر اٹھ کر چلے آنا ممنوع ہے۔ یعنی ایسے امور جن کا تعلق سب مسلمانوں سے مشترک ہو۔ جیسے جہاد یا مجلس مشاورت، یا کوئی مشترکہ مفادات کے لیے اجتماع ہو۔ خواہ ایسی میٹنگ جنگ یا جہاد سے تعلق رکھتی ہو یا حالت امن سے، مومنوں کا یہ کام نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی اجازت لیے بغیر وہاں سے چل دیں۔ ہاں اگر انہیں کوئی ضرورت کام کی بنا پر اس مجلس و اجتماع کے اختتام سے پہلے جانا ضروری ہو تو وہ اس سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں اجازت لئے بغیر وہاں سے چلے نہیں آتے اگر وہ اپنی کوئی ضرورت آپ ﷺ سے بیان کریں۔ تو انہیں اجازت دینا آپ ﷺ کی صوابدید پر منحصر ہے اور اگر آپ یہ سمجھیں کہ ان کا یہ ذاتی کام اس اجتماعی مفاد کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا تو بے شک آپ انہیں اجازت نہ دیں۔ اور اگر آپ ﷺ انہیں اجازت دے دیں تو ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کیجئے۔ کیونکہ اپنی کسی ذاتی غرض کی وجہ سے اجتماعی معاملات اور آپ کی صحبت سے محروم رہنا حقیقتاً دنیا کو دین پر ترجیح دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اگر کسی مخلص مومن کو اس کی التجا کی بنا پر آپ ﷺ اجازت دے بھی دیں تو اس کے حق میں آپ ﷺ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

استغفار کی برکت سے اس تقصیر کا تدارک ہو سکے گا۔ ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی واقعی ضرورت کے بغیر ایسے اجتماعی مفادات کی اجازت طلب کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ علاوہ ازیں یہ حکم آپ ﷺ کی ذات یا آپ ﷺ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفائے راشدین یا کسی بھی اسلامی حکومت کے ایسے مشترکہ مفاد کی مجلس کے بھی خلفائے راشدین یا کسی بھی اسلامی حکومت کے ایسے مشترکہ مفاد کی مجلس سے بلا اجازت چلے جانا آداب مجلس کے بھی خلاف ہے اور شرعاً ناجائز بھی ہے مجلس چھوڑ کر جانے کا جواز صرف اس صورت میں ہے کہ فی الحقیقت کوئی ضرورت لاحق ہو جس کی بنا پر امیر مجلس سے رخصت ہونے کی اجازت حاصل کی جائے۔ اگر امیر مجلس اس کی اجازت دینے یا اس کے ذاتی کام کے مقابلہ میں اس کے شریک مجلس رہنے کو زیادہ اہم سمجھتے ہوں اور وہ اجازت نہ دیں تو کسی مومن کو اس سے کچھ شکایت نہیں ہونا چاہیے۔ (تیسیر القرآن: 288/3)

سوال 3: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ''سو جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ لازماً ڈریں کہ اُن کو کوئی فتنہ پہنچے یا اُن کو دردناک عذاب پہنچے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ''سو جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ لازماً ڈریں کہ اُن کو کوئی فتنہ پہنچے یا اُن کو دردناک عذاب پہنچے'' اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بارے میں فرمایا ہے اور یہ مومنوں اور منافقوں کے لیے عام ہے۔ اور قیامت تک کے لیے ہے کہ اس بات سے ڈرو کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے پھر وہ کافر ہو کر مر جائیں یا دنیا میں انہیں دردناک عذاب پہنچے اور یہ ان کے دلوں کی کجی ہے۔

(2) منافق اللہ کے نبی ﷺ سے اور اس کی کتاب سے ہٹ جایا کرتے اور جماعت سے نکل جاتے اور مخالفت پر اتر آتے تھے۔

(3) امر رسول سے آپ ﷺ کی راہ، آپ ﷺ کی اطاعت، آپ ﷺ کا طریقہ، اور آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کی شریعت ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1351/2) (4) علماء کے اقوال و افعال نبی ﷺ کے اقوال و افعال سے ملائے جائیں اگر موافق ہوں تو قبول کر لیے جائیں اور اگر موافق نہ ہوں تو رد کر دیے جائیں۔

(5) نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے کے خلاف ہے وہ رد کر دیا جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

(6) جس نے شریعت کے خلاف کوئی کام کیا اسے فتنے اور دکھ بھرے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔

﴿أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

''سن لو! یقیناً جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، یقیناً جس روش پر تم ہو وہ جانتا ہے اور جس دن لوگ اس کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

طرف واپس لائے جائیں گے وہ انہیں اس سے باخبر کردے گا جو انہوں نے عمل کیے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے‘‘ (64)

سوال 1: ﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ’’سن لو! یقیناً جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، یقیناً جس روش پر تم ہو وہ جانتا ہے اور جس دن لوگ اس کی طرف واپس لائے جائیں گے وہ انہیں اس سے باخبر کردے گا جو انہوں نے عمل کیے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ’’سن لو! یقیناً جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ آسمان والے اور زمین والے اس کی ملکیت میں ہیں، اس کے بندے ہیں۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہے۔ وہ خالق ہے، مالک ہے، اپنے بندوں میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اس لیے اس کے رسول کے بارے میں اس سے ڈریں اور اس کے رسول کے حکم کی مخالفت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے حکم سے اس کی یعنی رسول کی اطاعت کی جائے۔

(2) ﴿قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ﴾ ’’یقیناً جس روش پر تم ہو وہ جانتا ہے‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال اور افعال کا علم رکھتا ہے۔ تم جو بھی کام کرتے ہو وہ اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس سے کائنات کا کوئی ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ﴾ ’’اور آپ سب پر غالب، نہایت رحم والے پر بھروسہ رکھیں۔‘‘ (الشعراء: 217)

(4) ﴿اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾ ’’تو کیا وہ جو نگران ہے ہر جان پر جو اس نے کمایا (کوئی دوسرا اس کا شریک ہوسکتا ہے؟) اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کچھ شریک بنا لیے ہیں۔ آپ کہہ دیں تم ان کا نام پکارو، یا تم اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جس کو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں ہے؟ یا یہ ظاہری باتوں میں سے ہیں بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا اُن کی مکاریاں اُن کے لیے خوش نما بنادی گئی ہیں اور وہ سیدھے راستے سے روک دیے گئے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردیتا ہے پھر اُسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔‘‘ (الرعد: 33)

(5) ﴿اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ’’سن لو! وہ اپنے سینوں کو بلاشبہ موڑتے ہیں تاکہ وہ اس سے چھپ جائیں، سن لو! جب وہ اپنے کپڑوں کو اچھی طرح اوڑھتے ہیں، وہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں، بے شک وہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔‘‘ (ھود: 5)

(6) ﴿سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ﴾ ’’اس کے لیے برابر ہے

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

کہ جو چھپا کر بات کرے اور جو اس کو بلند آواز سے کرے اور وہ جو رات کو چھپنے والا ہے اور دن میں چلنے والا ہے۔'' (الرعد:10)

(7)﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''زمین میں چلنے والا کوئی جان دار نہیں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی، سب کچھ ایک واضح کتاب میں ہے۔'' (ہود:6)

(8)﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا، اور وہ خشکی اور سمندر کی ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں گرتا اور نہ کوئی تر چیز اور نہ کوئی خشک چیز مگر سب کھلی کتاب میں ہے۔'' (الانعام:59)

(9)﴿وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا﴾ ''اور جس دن لوگ اس کی طرف واپس لائے جائیں گے وہ انہیں اس سے باخبر کر دے گا جو انہوں نے عمل کیے'' یعنی قیامت کے دن وہ اپنی موت کے بعد وہ اپنے رب کے پاس لوٹائے جائیں گے پھر انہیں ان کے اعمال کے بارے میں خبر دی جائے گی پھر خیر و شر کے بارے پوری پوری جزا دی جائے گی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ﴾ ''اُس دن انسان کو بتایا جائے گا جو کچھ اُس نے آگے بھیجا اور جو اُس نے پیچھے چھوڑا ہے۔'' (القیامۃ:13)

(10) اللہ تعالیٰ چھوٹے بڑے سب اعمال کے بارے آگاہ فرمائے گا۔

(11)﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ''اور کتاب اعمال رکھ دی جائے گی، پس آپ ﷺ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی! یہ کتاب کیسی ہے جس نے چھوٹا بڑا کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اس کو شمار کر رکھا ہے اور جو بھی انہوں نے کیا تھا وہ سب اس کو سامنے پائیں گے اور آپ کا رب کسی ایک پر ظلم نہیں کرتا۔'' (الکہف 49) وہ اس مقصد کے لیے اعضاء سے بھی گواہی لے گا۔

(12) اس دن فیصلے اس کے عدل کے مطابق ہوں گے اور لوگ اس کے فضل سے محروم نہیں رہیں گے۔

(13)﴿وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے۔ وہ سب لوگوں کو آگاہ کرے گا کہ انہوں نے اپنی پہلی زندگی میں کیا اعمال کیے۔ وہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔ اس نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے اعمال کا پورا پورا اجر دے گا۔ جب سب اس کے حکم کی طرف لوٹائے جائیں گے جس دن اس کے سوا کسی کا کوئی حکم نہیں ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہے، چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس ایسا ہے جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارہ، وہ چراغ زیتون کے ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ،قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نے چھوا بھی نہ ہو۔نور پر نور ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے

(سورۃ النور:35)

AL-NOOR INTERNATIONAL النور

www.alnoorpk.com
Nighat Hashmi
0336-4033042-45
Nighat Hashmi
AlNoor International
AlNoor Products

000143